واقعاتِ دُرّانی

میر وارث علی سیفی

واقعاتِ دُرّانی

باہتمام
ڈاکٹر محمد باقر

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی
۲۹

واقعات دُرّانی

تالیف
منشی عبدالکریم

ترجمہ
میر وارث علی سیفی

بار اول ۱۹۶۳ء

قیمت ... ... ۶/۱۲ روپیہ

ملنے کا پتہ

پنجابی ادبی اکیڈمی
۱۲۔جی ماڈل ٹاؤن
لاہور (پاکستان)

سیلز ڈپو:
۱ - کچہری روڈ، لاہور

چھاپخانہ پنجابی ادبی اکادمی، لاہور

تشکر

پنجابی ادبی اکیڈمی

وزارتِ فرہنگ دولتِ پاکستان

کی ممنون ہے

جس نے اکیڈمی کو مناسب مالی امداد دے کر

اس کتاب کی طباعت کے لئے

اہم وسیلہ بہم پہنچایا ہے

فہرست مندرجات

فہرست تصاویر و نقشہ‌ها

پیش لفظ

احمدشاہ بابا درانی نے پہلی دفعہ ۲۲ محرم ۱۱۶۱ ھجری قمری (۱۲ جنوری ۱۷۴۸ میلادی) کو لاھور پر قبضہ کیا اور اس کے بعد آیندہ اکیس سالوں میں ۱۷۶۹ میلادی تک لاھور پر پانچ اور حملے کئے - زیر نظر کتاب کا پہلا حصہ ان حملوں، فتوحات اور ھزیمتوں کی مختصر لیکن صحیح داستان ھے، جسے فارسی میں منشی **عبدالکریم** نے لکھا اور اردو میں میر **وارث علی** سیفی نے ترجمہ کیا - اردو کا یہ ترجمہ اس وقت بہت کمیاب ھے - **اکیڈیمی** نے حال ھی میں ایک عمدہ لیکن بیحد ضعیف نسخہ حاصل کیا ھے، جسے دوبارہ اس خیال سے شائع کیا جا رھا ھے کہ یہ ترجمہ اردو خوان طبقہ کے لئے لاھور اور سابقہ پنجاب کی تاریخ کے اساسی منابع میں ایک اھم تالیف کا درجہ رکھتا ھے -

مؤلف

اصل فارسی نسخے کا مؤلف منشی مولوی **محمد عبدالکریم** علوی ھند و ایران کا انیسویں صدی کا مورخ ھے جس کے مفصل سوانح حیات کہیں سے دستیاب نہیں ھوئے - اس لئے اس کی

اپنی تالیفات سے جو مواد مل سکا ہے وہ ہدیۂ قارئین ہے ۔
منشی عبدالکریم اپنے بقول ایک عرصہ سے تاریخ کی کتابوں کے مطالعہ کا شایق تھا اور خانہ نشینی کے ایام میں اس نے **جلال‌الدین سیوطی** کی **تاریخ‌الخلفا** اور **تاریخ مصر** کا عربی سے فارسی میں ترجمہ اور **ابن خلکان** کی تاریخ کا خلاصہ فارسی میں تیار کیا تھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ منشی عبدالکریم عربی اور فارسی کے علاوہ اردو اور انگریزی کا بھی ماہر تھا ، کیونکہ اپنے بیان کے مطابق اس نے ہیئت اور جغرافیہ کی ایک انگریزی کتاب ، پوری **الف لیلہ** ، **تاریخ بنگالہ** اور انگریزی کے کئی اور رسالے فارسی اور اردو میں ترجمہ کیے تھے :

''این راقم اثیم معروف به **منشی عبدالکریم** از قدیم بمطالعهٔ کتب تواریخ شغفی تام و بتحریر این قسم شوق ما لاکلام داشت ۔ چنانچه در زمانهٔ خانه نشینی بعض تواریخ عربی را مثل تاریخ خلفای جلال‌الدین سیوطی و تاریخ مصر و خلاصهٔ تاریخ ابن خلکان در زبان فارسی و کتاب هیئت انگریزی و جغرافی که در بیان آبادی ربع مسکون است و علاوهٔ آن قصص و حکایات و الف لیلای تمام و تاریخ بنگاله و دیگر رسائل فرنگ مملو از نوادر و فوائد از انگریزی در فارسی و اردو ترجمه ساخت و اکثر اوقات بر چنین توالیف صرف نمود ''۔

(محاربهٔ کابل و قندهار ، ص ۳)

منشی عبدالکریم اپنی تالیف **محاربۂ کابل و قندہار** کی طباعت کے وقت زندہ تھے ۔ اور یہ کتاب ۱۲۶۴ ہجری

(۱۸۴۸ء) میں شائع ہوئی ہے ۔ ٹامس ولیم بیل نے اپنی تالیف *Oriental Biographical Dictionary* کی کلکتہ کی اشاعت ۱۸۸۱ء (ص ۴) میں ایک روایت پر انحصار کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ منشی عبدالکریم تقریباً تیس سال پہلے فوت ہوئے تھے ۔ اس حساب سے ان کی تاریخ وفات ۱۸۵۱ء کے قریب بنتی ہے ۔ لیکن معین طور پر یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کی تاریخ پیدائش یا تاریخ وفات کیا ہے ۔

منشی عبدالکریم کی جو تالیفات ہم تک پہنچی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے :

(۱) محاربۂ کابل و قندہار

مؤلف کا بیان ہے کہ مہم کابل و قندہار ہمارے زمانے میں ہی واقع ہوئی اور میں نے اسی زمانے میں ہی اسے لکھ ڈالا تھا ۔ لیکن مسودہ کو صاف کرتے اور واقعات کی چھان بین کرتے دیر لگ گئی ۔ اتنے میں منشی **قاسم جان** نے یہی تاریخ فارسی نظم میں لکھ ڈالی ۔ (یہ طویل مثنوی **اکبر نامہ** کے نام سے ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۴ء میں ختم ہوئی تھی اور اس کا ایک خطی نسخہ کتابخانۂ دانشگاہ پنجاب میں محفوظ ہے)۔ قاسم جان خود بھی ان مہمات میں شریک رہا تھا ۔ پھر میں نے **اکبر نامہ** سے استفادہ کر کے اور اس کے اشعار نقل کر کے اپنی کتاب کو ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) میں مکمل کیا :

''غرض از اشغال این امور صرف رفع وحشت تنهایی بود وهم این که شاید اولاد و احفاد ما ازین کتب و رسائل تمتع برداشته بر عجائب و غرائب عالم رنگا رنگ

و حالات جدیده بر آوردهٔ فرنگ مطلع و آگاه گردند ، لہذا خواست که حال مہم کابل و قندهار و معرکهٔ لاهور که در زمانهٔ ما واقع شده بود از زبان ثقات باستماع در آمده بطور اختصار برنگارد ۔ چنانچه بعض حالات در همان ایام که هر دو مہم واقع شده بودند بضبط تحریر در آورد ، مگر بسبب عدم وثوق و اعتماد روایات مردم این ملک اتفاق تبییض و صاف کردن آن مسودات نیفتاده تا اینکه در سال یک هزار و دو صد و شصت (۱۲۶۳) سن هجری مطابق یک هزار و هشت صد و چهل و هفت (۱۸۴۷) مسیحی تاریخ آن هر دو محاربه که منشی قاسم جان آن را در زبان پهلوی سلیس بطرز شاهنامهٔ فردوسی طوسی منظوم و بخیال مذکور بودن اکثر حال شجاعت و بهادری اکبر خان خلف خلف‌الرشید دوست محمد خان باکبر نامه موسوم ساخته بنظر در آمد ۔ چون مورخ مذکور بذاته درین مہم شریک بود بی کم و کاست واقعات این مہم و بهادری طرفین را بلا تعصب نوشته ۔ بنا بران بر قولش اعتماد کرده مسودات مذکوره را برای تطبیق آن کمی و بیشی نموده در مقامات مختلفه بعض اشعار آن بزرگوار درین اوراق ثبت نمودم ،،۔

(محاربهٔ کابل و قندهار ، ص ۳)۔

اس تالیف میں منشی عبدالکریم نے سن ۱۲۵۰ هجری (۱۸۳۹ء)

میں **شاہ شجاع الملک** کی اس مہم سے تاریخ نگاری کا آغاز کیا ہے جس میں وہ انگریزوں کی مدد سے امیر دوست محمد خان کا مقابلہ کرنے کے لئے کابل روانہ ہوا تھا ۔ کتاب کا اختتام جنرل (Pollock) کی ستمبر ، اکتوبر ۱۸۴۲ء کی مہم پر ختم ہوتا ہے ، جس میں اس نے افغانوں کے خلاف فوج کشی کی تھی ۔

عام طور پر منشی عبدالکریم واقع نویسی میں بڑا محتاط اور حقیقت پسند ہے ۔ وہ اختصار نویسی سے بھی کام لیتا ہے ۔ **محاربهٔ کابل و قندهار** کا وہ مطبوعہ نسخہ میرے سامنے ہے جو کسی وقت مرحوم مولانا **محمد حسین آزاد** کے کتابخانے کی زینت تھا ۔ منشی عبدالکریم نے جب جنرل پالک کی تباہ کاریوں کا ذکر کیا ہے تو یہ بیان کیا ہے کہ جنرل پالک نے جب غزنی کو فتح کیا تو عالیشان عمارات کو منہدم کیا اور میوے کے باغات کو جلا دیا ۔ اور **محمود غزنوی** کے مزار سے صندل یا عود کا وہ چوبی دروازہ بھی اکھاڑ لیا جو سن ۸۷۴ (هشتصد و هفتاد و چهار هجری) میں بتخانهٔ سومنات سے اکھاڑ کر یہاں لایا گیا تھا ۔ اس کی تصحیح کرتے ہوئے حاشیے میں مولانا آزاد نے اپنے قلم سے لکھا ہے :

فتح سومنات در سن ۴۱۵ هجری بوده

بنده آزاد محمد حسین

(محاربهٔ کابل و قندهار ، ص ۸۲)

(۲) تاریخ پنجاب تحفۂ احباب :

منشی عبدالکریم کی یہ تالیف دو حملوں میں منقسم ہے۔ حملۂ اول میں اصل و مذہب سکھاں سے بحث کرنے کے بعد مؤلف نے سکھوں کی ان چار جنگوں کی تفصیل بیان کی ہے جو انہوں نے مد کی ، فیروز پور ، علیوال ، اور سوبراؤں کے مقام پر انگریزوں سے لڑیں ۔ اس کے علاوہ من جملہ اور واقعات کے **رنجیت سنگھ** کے آغاز حکومت کا بھی ذکر ہے ۔ دوسرے حملہ میں سکھوں کی شورش سے شروع کر کے منشی صاحب نے دیوان **مولراج** صوبہ دار ملتان سے افواج انگریزی کا سبب نزاع اور جنگ کی تفصیل بیان کی ہے ۔ (انگریزی انسائیکلوپیڈیا آو اسلام کے تازہ ایڈیشن * میں مرحوم خان بہادر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے یہ صحیح نہیں لکھا کہ دوسرے حملہ میں صرف سکھوں کی دوسری جنگ (۱۸۴۸—۴۹) کا ذکر ہے) ۔ علاوہ ازین سردار **چتر سنگھ** کی بغاوت کا ذکر ہے اور کچھ اور مفید تاریخی معلومات ہیں :

''این مختصر مشتمل است بر دو حملہ حملۂ
اول در بیان جنگ فوج خالصۂ لاہور با
سرکار انگلشی و حملۂ دوم در محاربات سرکار
مذکور با دیوان مولراج بمقام ملتان و
با شیر سنگھ و چتر سنگھ و دیگر سرداران
سکھاں در دوآبۂ چناب و جہلم ''۔
(تاریخ پنجاب ، ص ۳) ۔

* *Encycloypaedia of Islam* (1954), *vol.* I, fasc 2, *p.* 72.

منشی عبدالکریم نے اس کتاب کے لئے اپنا مسالہ ان رودادوں سے جمع کیا ہے جو دھلی اور آگرہ کے اردو کے اخبار انگریزی اخبار سے یا فوجی افسروں کے بیانات سے نقل کرتے تھے ۔ پھر خود ان واقعات کی تحقیق کر کے منشی صاحب نے اس کتاب ترتیب دیا ہے ۔

جنگوں کی تفصیل کے علاوہ منشی صاحب نے بڑا مفید مواد اس کتاب میں جمع کیا ہے ۔ مثلاً اس میں لارڈ **ڈلہوزی** کی اس مہر کا خاکہ مندرج ہے جو فارسی میں ہے اور مندرجہ ذیل عبارت کا حامل ہے :

زبدۂ نوئیسنان عظیم الشان
مشیر خاص حضور فیض معمور
حضرت ملکۂ رفیع الدرجہ اشرف الامرا
ریت انرابل جیمس انڈرو ارل آف دلہوسی
گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسۂ
کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ھند
سن ۱۸۴۸ء

اس طرح سکھوں کو شکست دینے کے بعد گورنر جنرل نے جو اشتہار فارسی زبان میں فیروز پور کیمپ سے ۲۴ فروری ۱۸۴۹ء کو جاری کیا تھا وہ بھی کاملاً اس کتاب میں درج ہے ۔

گجرات کی جنگ کا تفصیلی نقشہ ، صفوف بندی اور وضع توپخانہ و رسالہ صفحہ ۸۷ پر درج ہے ۔

اضلاع پنجاب سے جو خراج سکھ وصول کرتے تھے اس کی

تفصیل دی ہوئی ہے اور اس کی میزان ایک کروڑ ، ستر لاکھ اور پچاس ہزار بتائی گئی ہے - فتح پنجاب کے بعد ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کا فارسی میں وہ اعلامیہ درج ہے جو لارڈ ڈلہوزی نے فیروزپور سے جاری کیا تھا -

(۳) **تاریخ احمد** یا **تاریخ احمد شاہی** :

مؤلف بیان کرتا ہے کہ جب میں شاہ شجاع الملک کے وہ حالات لکھ چکا جب، اس نے سرکار انگریزی کی اعانت سے ۱۲۵۵ھ (۱۸۴۱ء) میں **لدھیانہ** سے کوچ کر کے خراسان پہنچ کر سرکشوں کو زیر و زبر کیا تو میں نے سوچا کہ درانی بادشاہوں کے حالات بھی قلمبند کروں - چنانچہ میں نے ۱۲۱۲ (۱۷۹۷ء) (عہد شاہزمان) تک کے حالات کا ماخذ شیخ **امام الدین حسینی** کی تاریخ (**تاریخ حسین شاہی** یا **تاریخ حسینی**) کو قرار دیا - شیخ صاحب اس وقت تک خود افغانستان میں رہے تھے - اس کے بعد کے حالات مؤلف نے ان معتبر اور ثقہ بزرگوں سے جمع کئے جو کابل اور قندھار اور اس کے گرد و نواح کے باشندے تھے -

اس کتاب میں مؤلف نے سلاطین درانیہ کا نسب نامہ بیان کرنے کے بعد احمد شاہ اور اس کے جانشینوں کے زمانے کی تاریخ بیان کی ہے - کتاب کے آخر میں مؤلف نے احمد شاہ کے پوتے **شاہ زمان** کے امرا اور ارکان دولت کا حال لکھا ہے - اور پھر پنجاب کے پانچ دوآبوں کی تفصیل بیان کر کے مندرجہ ذیل مقامات کے درمیان منازل اور مسافت کی کیفیت درج کی ہے :

(الف) پشاور تا کابل
(ب) کابل تا قندھار
(ج) قندھار تا ہرات
(د) ہرات تا چشت

ایک باب **ترکستان** اور اس کے سابق حاکم **نربوتہ بے** کے ذکر میں ہے - آخری واقعہ شجاع الملک کے قتل کا ہے جس کے بعد انگریزی افواج افغانستان سے واپس بلا لی جاتی ہیں - سب سے آخر میں شاہ زمان کے ایک وزیر اور درباری **پائندہ خان** کے سترہ لڑکوں کے نام درج ہیں -

امیر **حبیب اللہ** نے **سراج التواریخ** کے نام سے افغانستان کی جو تاریخ ۱۳۳۷ میں کابل میں مرتب کرائی تھی اس میں **تاریخ احمد** کو ایک اہم ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے -

تاریخ احمد کی تاریخ تالیف واضح طور پر کہیں درج نہیں - لیکن کتاب کے متن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ۱۲۶۳ (۱۸۴۶–۴۷) اور ۱۲۶۴ (۱۸۴۷–۴۸) کے درمیان لکھی جا رہی تھی - **محمود خان** پسر **نصیر خان** حاکم بلوچستان کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے منشی عبدالکریم لکھتا ہے :

" تا تحریر این اوراق کہ سن ۱۲۶۳ است نصیر خان نامی یکی از اولاد همین محمود خان مذکور حاکم آنجاست - "

(تاریخ احمد ، ص ۳۱)

اسی طرح آگے چل کر احمد شاہ کے بسائے ہوئے شہر **احمد شاہی قندھار** کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"احمد شاہ درانی در عہد سلطنت خود
شہری دیگر قریب بنادر آباد موسوم
باشرف البلاد احمد شاہی قندھار
آباد نمود و الحال کہ سن ۱۲۶۴ [۱۸۴۷-۴۸]
ہجری است ہمین شہر احمد شاہی قندھار
معمور و آباد است ۔"

(تاریخ احمد ، ص ۴۷)

واقعات درانی

زیر نظر کتاب **واقعات درانی** اس **تاریخ احمد** کا اردو ترجمہ ہے جو میر **وارث علی سیفی** نے فارسی متن سے کیا ہے ۔ یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ تاریخ احمد کا اردو ترجمہ واقعات درانی کے عنوان سے کانپور سے ۱۲۹۲ھ [۱۸۷۵ - ۷۶ء] میں اسی **محمد عبدالرحمان خان** ولد حاجی **محمد روشن خان** نے شائع کیا ہے جس نے اصل فارسی متن ۱۲۶۶ھ [۱۸۴۹-۵۰ء] میں چھاپا تھا :

"بندۂ حقیر پر تقصیر امیدوار رحمت رب غفور
محمد عبدالرحمان عفاعنہ ولد حاجی محمد روشن
خان مرحوم و مغفور غفراللہ ذنوبہ خدمت میں
ارباب فضل و کمال کے عرض کرتا ہے کہ
زمانۂ حال میں کثرت رواج اردو زبان سے اکثر

اہل ہند کو رغبت کتب اردو کی طرف نظر
آتی ہے ۔ اس نظر سے احقر نے چاہا کہ کچھ
واقعات شاہان نامدار اردو میں انتخاب کرے
. . . . . چنانچہ تاریخ احمد تصنیف . . . . .
منشی عبدالکریم صاحب مرحوم کی فارسی میں
نظر آئی . . . . . پس حسب خواہش خاکسار
. . . . . **میر وارث علی** صاحب سیفی نے
اس کا ترجمہ کیا اور **واقعات درانی** نام
رکھ دیا ۔"

(واقعات درانی ، ص ۱)

اردو ترجمہ میں ابتدائیہ اور مصنف کے دیباچہ کو ملا دیا گیا ہے اور کچھ مختصر کر دیا گیا ہے ، گو نفس مضمون میں کوئی تفاوت نہیں ۔

اردو متن کی لسانی اہمیت

واقعات درانی تاریخ احمد کا نہایت موزوں اور صحیح ترجمہ ہے اور اس اردو کا ایک عمدہ نمونہ ہے جو آج سے تقریباً سو سال پہلے یو ۔ پی میں رائج تھی ۔ اس دور میں چونکہ اردو سے محبت رکھنے والے یہ چاہتے تھے کہ اردو کی نشو و نما ہو اس لئے بڑی بے تکلفی سے ترکی، فارسی ، عربی ، ہندی اور پنجابی کے کلمات اردو مین شامل کر رہے تھے ۔ اس کتاب کے آخر میں ایک فرہنگ لگایا گیا ہے جس سے نامانوس الفاظ کو سمجھنے میں مدد ملیگی ۔ ویسے کتاب کے متن میں متداول تذکیر و تانیث کے خلاف عام

مثالیں نظر آئینگی - مرسوم زبان کا نمونہ محفوظ رکھنے کے لئے لسانی غرایب کو بحال رکھا گیا ھے -

تاریخی اور جغرافیائی اھمیت

واقعات درانی کے تاریخی حصے میں احمد شاہ ابدالی سے لے کر اس کے پوتے اور خاندان درانی کے آخری حکمران **شجاع الملک** کے قتل تک کے واقعات بلا کم و کاست بیان کئے گئے ھیں -

جغرافیائی حصے میں پہلے پنجاب کے پانچ دوآبوں کا ذکر ھے اور ان دوآبوں کے مشہور دریاؤں ، گذر گاھوں اور معروف شہروں کا مجمل سا بیان ھے - یہ بیانات اس اعتبار سے ایک تاریخی اھمیت بھی رکھتے ھیں کہ ان میں معاصر وقت کی ایسی باتیں محفوظ ھو گئی ھیں جو امتداد زمانہ سے اب تبدیل ھو چکی ھیں - مثلاً تیسرے دوآبے کی تفصیل پڑھتے ھوئے پتہ چلتا ھے کہ اس وقت یعنی آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے دریاے راوی قلعہ کے نیچے بہتا تھا - اور نیز یہ کہ **ایمن آباد** سے **لاھور** اور **امرتسر** جانے کے لئے الگ الگ راستے تھے :

> ''جب اس جگہ [ایمن آباد] سے لاھور کو جاتے ھیں تو دریاے راوی کو لاھور کے قلعہ کے نیچے اترتے ھیں - اور اگر امرتسر کی طرف جاتے ھیں تو دریاے مذکور کو میرو وال کے گھاٹ سے ، کہ یہ راجپوت مسلمانوں کا ھے ، عبور کرتے ھیں -''

(واقعات درانی ، ص ۱۶۲)

جغرافیائی تفصیلات میں جہاں مؤلف نے ان منزلوں کا ذکر کیا ھے جو دوران سفر میں ان دنوں میں پشاور اور کابل ، کابل اور قندھار ، قندھار اور ھرات ، ھرات اور چشت کے مابین واقع تھیں، وھاں یہ بھی بتایا ھے کہ ان منزلوں کی مسافت کیا تھی اور ان کو طے کرنے میں کتنا وقت صرف ھوتا تھا اور ھر ایک منزل پر کس قسم کے وسائل مہیا تھے - یہ بھی ذکر کیا ھے کہ تاجر اور لشکر شاھی انہی منزلوں کے مطابق سفر اور قیام کرتا تھا :

> ''یہ منزلیں کہ لکھی گئیں لشکر بادشاھی اور تاجروں کی منزلیں ھیں - اور سوار اور پیادے چھ سات روز میں پشاور سے کابل میں پہنچتے ھیں - اور یہ منزلیں اکثر سات آٹھ کوس اور بعضی دس کوس کی ھیں - اور کل راہ تخمیناً درمیان ان دونوں شہر کے ایک سو بیس کوس ھو گی ''-

(واقعات درانی ، ص ۱۶۸)

معاشرتی نقوش پر چھچھلتی ھوئی نگاہ ڈالتے ھوئے مؤلف نے بعض نہایت دلچسپ اور بسا اوقات عجیب و غریب تفصیلات بیان کر دی ھیں - مثلاً **شاھجہان** کے عہد میں لاھور کے وایسرائے اور شالا مار کے معروف انجینئر علی مردان خان ، کے متعلق اس کتاب سے پتہ چلتا ھے کہ کابل کا اس وقت کا مسقف بازا چار سور بھی اسی نے تعمیر کیا تھا :

" اور اس [کابل] میں ایک بازار ہے بنا ہوا بہت خوب کہ اینٹ اور پتھر اور گچ سے اس کو بنایا ہے - اور اس کی چھت ، کہ بازار میں بہت لانبی اور چوڑی ہے ، اس میں روشنی کے لئے روشندان رکھے ہیں - اور نام اس بازار مسقف کا چار سو اور بنانے والا اس کا علی مردان خان ایرانی ہے کہ ابتدا میں امراے سلاطین صفویہ سے تھا - بعد اس کے شاہجہان بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں آ کر مرتبہ امیر الامرا کا پایا - "

(واقعات درانی ، ص ۱۵۹)

اس طرح مؤلف نے یہ بیان کیا ہے کہ قندھار میں چیچک کا مرض کسی کو کبھی نہیں ہوتا :

" قندھار میں برف نہیں برستی اور اس شہر میں چیچک کا مرض کسی کو کبھی نہیں ہوتا - " (واقعات درانی ص ۱۶۲)

ترکستان کے ایک حاکم **خدای نظر بے** کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

" باوجود بڑھاپے کے ایک بکری کا گوشت ہر روز کھاتا تھا - دکون سویا کرتا تھا - رات کے وقت ایک بکرے کے گوشت کی یخنی پکا کر اور دوطشت میں رکھ کے

اس کے پاس رکھ دیتے تھے - وہ تمام رات اس گوشت کو آہستہ آہستہ چھری سے کاٹ کر کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ اب میں سیر ہوا - اور ہمیشہ شکایت کرتا تھا کہ اب میری بھوک بہت کم ہوگئی ہے - اور شجاعت اس کی اس مرتبہ تھی کہ دو سو سوار اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے - اور نیزہ اس قدر موٹا اور لانبا تھا کہ سواے اس کے کوئی اس کو اٹھا نہیں سکتا "-

(واقعات درانی ، ص ۱۸۰)

کتاب کی افادی حیثیت بڑھانے کے لئے راقم نے حسب ضرورت ہجری قمری تاریخوں کو عیسوی تاریخوں میں تبدیل کیا ہے - اور کچھ ضمائم اور نقشے اضافہ کئے ہیں ، تاکہ تاریخی واقعات کو سمجھنے اور ان کی تجسیم میں مدد ہے -

شاہان سدو زائی اور ان کی آرامگاہوں کی تصاویر بہم پہنچانے میں محترم و معظم سفیر کبیر افغانستان جناب آقای **محمد ہاشم میوندوال** نے بڑی شفقت سے کمک فرمائی ہے - ان کے وسیلہ سے یہ گرانبہا تصاویر رئیس انجمن تاریخ افغانستان ، کابل نے مجھے ارسال فرمائی ہیں - میں اس کتاب کی تکمیل کے لئے جہاں ہزایکسیلنسی محمد ہاشم میوندوال کا بیحد ممنون ہوں وہاں دکتور **سعداللہ غوثی** صاحب ، کاردار سفارت شاہی افغانستان ، کراچی کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے انجمن تاریخ افغانستان کی مطبوعات ارسال فرما کر مجھے اس مفید مواد سے استفادہ کرنے کا موقع بہم

پہنچایا - جیساکہ میں نے ایک دفعہ ہزایکسیلنسی کو لکھا بھی تھا پاکستان اور افغانستان کے معنوی روابط ناگسستنی ہیں - میری دلی دعا اور آرزو ہے کہ ہم اس ہمجوار ملت سے ہمیشہ ان رشتوں کی تحکیم میں کامیاب رہیں -

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر میں اپنے محترم دوست جناب مولانا عبدالقادر ، ڈائرکٹر پشتو اکیڈیمی ، پشاور کا بھی شکریہ ادا کروں جنھوں نے اکیڈیمی کے خطی نسخوں کے گراں‌بہا مجموعہ سے مجھے دیوان احمد شاہ کا وہ نفیس خطی نسخہ عطا فرمایا ، جس کے ایک ورق کا عکس زیر نظر کتاب میں شامل ہے - پنجابی ادبی اکیڈیمی پشتو اکیڈیمی کی اس رفاقت کار اور عملی تعاون کے لئے بیحد شکر گزار ہے -

میں جناب سید ناصر علی گردیزی ، کٹڑہ حکیم سید ولی شاہ ، لاہور کا بھی بیحد ممنون ہوں کہ آپ نے از راہ کرم مجھے احمد شاہ بابا کا وہ فرمان مہیا کیا ، جس کا عکس اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے - اس فرمان پر بادشاہ کے دستخط دائیں کونے میں شنگرفی روشنائی میں ثبت ہیں - اور یہ فرمان قاضی لاہور حافظ محمد صدیق کے نام ہے ، جس میں سید ناصر علی گردیزی کے مورث اعلیٰ ، مولانا سید نور محمد کے فرزند ارجمند میر سید عتیق اللہ (نواب دادر خان) کو نائب السلطنہ لاہور کا عہدہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ (۲۵ دسمبر ۱۷۶۶ء) کو تفویض کیا گیا ہے -

محمد باقر

مری ، ۲۶ اگست ۱۹۶۳ -

مآخذ

اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں مندرجہ ذیل منابع سے مدد لی گئی ہے :

۱ تاریخ احمد منشی عبدالکریم - ۱۲۶۶ ھ -

۲ تاریخ پنجاب تحفۃ الاحباب منشی عبدالکریم - ۱۲۶۵ ھ -

۳ تیمور شاہ درانی عزیزالدین فوفلزائی - کابل ، ۱۳۳۳ھ -

۴ درۃ الزمان عزیزالدین وکیلی فوفلزائی - کابل ، ۱۳۳۷ -

۵ محاربۂ کابل و قندھار منشی عبدالکریم - ۱۸۴۸ء -

۶ واقعات درانی میر وارث علی سیفی - کانپور، ۱۲۹۲ ہجری قمری -

۷ واقعات شاہ شجاع مرتبہ احمد علی کہزاد - کابل ، ۱۳۳۴ -

8. Beale, T.W., *An Oriental Biographical Dictionary*. Calcutta, 1881.

9. *Encyclopaedia of Islam*, *vol. 2*. Leiden, 1954.

10. Ganda Singh, Dr., *Ahmad Shah Durrani*. Madras, 1959.

11. Philips, C. H., *Handbook of Oriental History*. London, 1951.

اعلیحضرت احمد شاه بابا ے غازی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

دیباچہ

حمد و ثنا خالق ارض و سما کو سزاوار ھے ، جس نے انتظام ھدایات دین انبیاے مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے قبضۂ اختیار میں دیا ، اور انصرام امور دنیا کے واسطے شاھان با وقار کو پیدا کیا ۔ اورلائق درود و سلام وہ مفخر موجودات صاحب لولاک ، محبوب ایزد پاک ھے ، جس کے آفتاب ھدایت نے بنی آدم کو ظلمت جہالت سے بچایا ، صراط مستقیم پر لگایا ۔ بعد حمد خدا و نعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کے بندۂ حقیر، امیدوار رحمت رب غفور ، **محمد عبدالرحمان** عفاعنہ ولد حاجی **محمد روشن خان** مرحوم و مغفور غفراللہ ذنوبہ ، خدمت میں ارباب فضل و کمال کے عرض کرتا ھے کہ زمانۂ حال میں کثرت رواج زبان اردو سے اکثر اھل ھند کو رغبت کتب اردو کی طرف نظر آتی ھے ۔ اسی نظر سے احقر نے چاھا کہ کچھ واقعات شاھان نامدار اردو میں انتخاب کرے ، ھدیہ احباب کرے ۔ چنانچہ **تاریخ احمد** تصنیف لطیف جناب مستطاب ، دبیر بے نظیر ، عطارد رقم ، خوش تحریر ، منشی **عبدالکریم** مرحوم کی فارسی میں نظر آئی ، حالات صحیح و دلچسپ سے بے نظیر پائی ۔ منشی صاحب ممدوح نے

محاربات **احمد شاہ درانی** اور حالات حضرات **چشت** علیہم الرحمة
اور ذکر حکام **ترکستان** و شمار منازل از **پشاور** تا **ہرات**
بہت صحیح تحریر فرمایا ۔ اور جو کچھ **امام الدین حسینی** نے
ایک مدت تک **افغانستان** میں رہ کر معرکۂ شاہان درانیہ بکمال
تحقیق سن بارہ سو بارہ ہجری (۱۲۱۲ھ) و عہد سلطنت **زمان شاہ**
تک کتاب تاریخ میں لکھا تھا ، مع اکثر روایات صحیح تسطیر
فرمایا ۔ اور باقی حالات تا ختم سلطنت شاہ موصوف زبانی ثقات معتبر
رؤسائے **کابل** بہ تحقیق کامل دریافت فرما کر زیب کتاب فرمایا ۔
جب احقر کی طبیعت میں یہ آیا کہ اگر یہ حالات درانیہ اردو میں
ترجمہ ہو کر چھاپے جائیں تو شائقین تواریخ کو اس کے دیکھنے
سے کیفیت حاصل ہو ۔ پس حسب خواہش خاکسار جناب سیدی
مکرمی **میر وارث علی** صاحب سیفی نے اس کا ترجمہ کیا اور
واقعات درانی نام رکھ دیا ۔ ناظرین پرتمکین سے التماس ہے کہ
اس کی سیر سے لطف اٹھائیں اور مؤلف صاحب اور عاجز کو دعائے
خیر سے یاد فرماوئیں ۔

۲ - بیان نسب سلاطین درانیہ

سمجھا چاہئیے کہ **قیس عبدالرشید** نامی ایک شخص تھا بنی
اسرائیل سے ۔ اس کے باپ دادا کا نسب بنیامین بن یعقوب بن
اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم الصلوة والسلام سے پہنچتا ہے ۔
اور قیس مذکور زمانۂ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و سلم میں
مشرف باسلام ہوا ۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے ۔ سربن اور
بیتن اور غرغشت ۔ سربن سے دو لڑکے پیدا ہوئے : ایک کا نام
شرف الدین جس کا لقب شرخیون تھا ، دوسرا خیر الدین
مشہور بہ خرشیون ۔ شرف الدین سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے :
شیرانی و **ترین** و بہریچ و میانہ و اورتڑ ۔ ترین سے ایک
لڑکا پیدا ہوا **ابدال** نام ۔ کہتے ہیں کہ پہلے اس کا نام کچھ اور
تھا ۔ جب وہ خدمت میں خواجہ **ابو احمد ابدال** چشتی قدس اللہ
سرہ کی پہنچا اور ان کی خدمت گذاری میں مشغول ہوا ایک دن
انہوں نے مہربان ہو کر اس کو ابدال کا خطاب دیا ۔ اور اس
کے حق میں دعائے خیر کی ۔ تب سے وہ ابدال مشہور ہوا اور
اولاد اس کی ابدالی کہلائی ۔ پٹھان لوگ اپنے روزمرہ میں ابدال کو
اودل کہتے ہیں ۔ ابدال سے دو لڑکے پیدا ہوئے: **زیرک** اور **پنج
پاؤ** ۔ زیرک سے تین لڑکے پیدا ہوئے : پوپل و الکو و بارک ۔
پوپل سب سے بڑا تھا ۔ اس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے : اسماعیل اور

حسن اور **بامی** اور بادو اور غبغب اور فلند ۔ اور بامی کے پانچ لڑکے تھے : سب سے بڑا **صدو** اور صالح اور علی خان اور ریتک اور اورک ۔ صدو کے دو لڑکے تھے : ایک کا نام **خواجہ خضر** کہ وہ بڑا عابد اور خدا اندیش تھا ۔ سب پٹھانوں نے اس کی فرمانبرداری اختیار کی اور اس کو بہت سی نذر و نیاز دیتے تھے ۔ **احمد شاہ** بادشاہ درانی اسی خضر بن صدو کی اولاد سے ہے ۔ اور خضر کو بنظر اس کی بزرگی کے اس ملک کے لوگ خواجہ کہتے تھے اور بادشاہ مذکور کو صدو زئی ۔ چونکہ قدیم سے سب پٹھان لوگ ساتھ خواجہ خضر جد امجد بادشاہ موصوف کے اعتقاد رکھتے تھے بسبب اسی عقیدت کے بادشاہ ممدوح کو بعد نادر شاہ کے تخت سلطنت پر بٹھایا ۔ اور اس کی اطاعت کو ذریعۂ سعادت تصور کیا ۔ دوسرا لڑکا صدو کا کامران تھا کہ اس کی اولاد کو کامران خیل کہتے ہیں اور جد معتمد الدولہ وفادار خان مدار المہام سلطنت زمان شاہ بادشاہ کا ہے ۔ الغرض تمام قوم پٹھانوں کی احمد شاہ کو سعادت مند جان کر ہمیشہ مطیع فرمان اور مستعد جانفشانی رہتی تھی ۔ اور اب تک اس خاندان سے لڑنا یا کسی طرح کی بے ادبی کرنا بہت برا جانتے ہیں اور اولاد بزرگوار احمد شاہ درانی کی کہ بادشاہ ہوئی ان کی اطاعت اور فرمانبرداری بدل و جان کرتے ہیں ۔
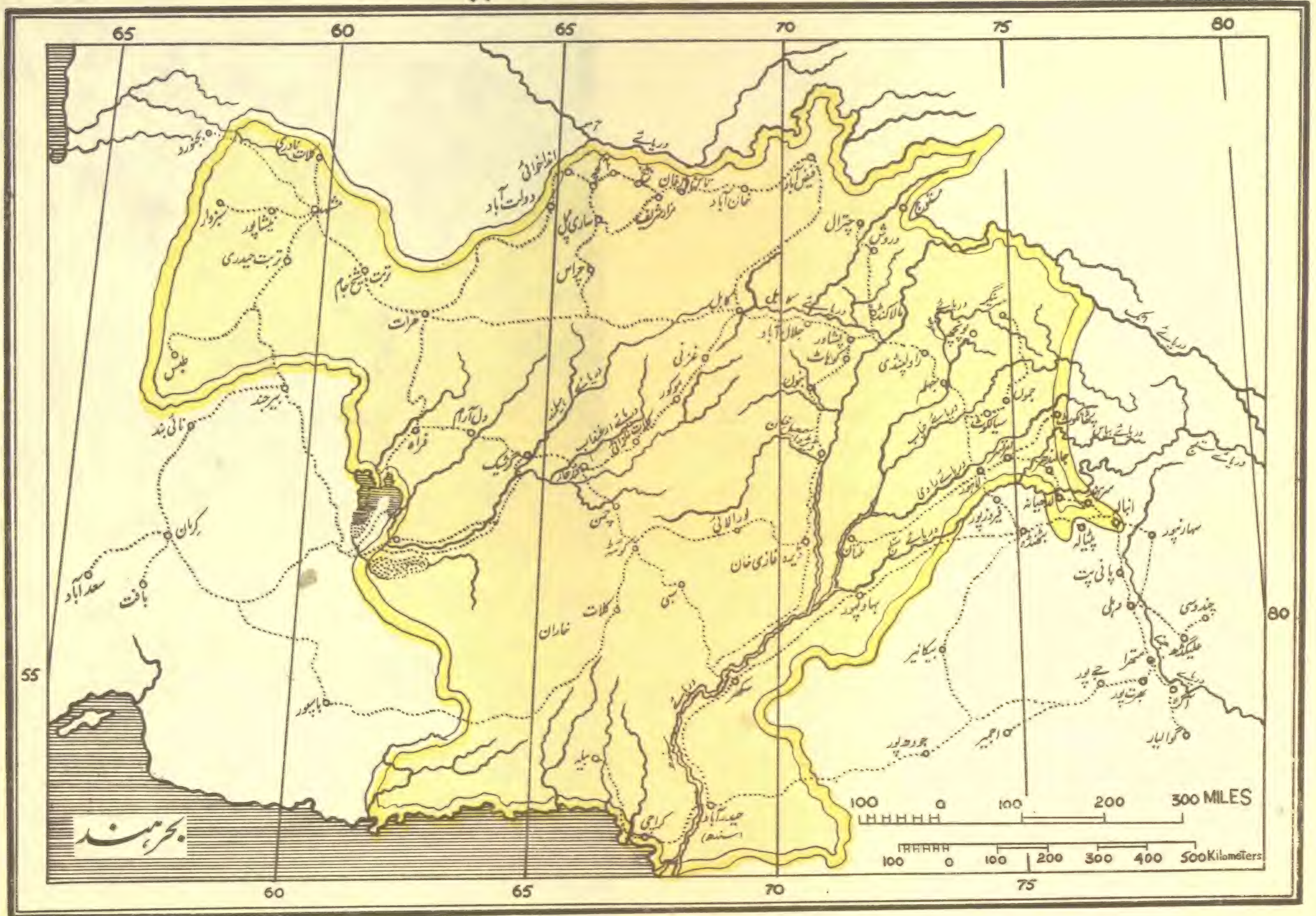
۳ - بیان آنے نادر شاہ کا بہ قصد تسخیر خراسان اور آغاز سلطنت احمد شاہ درانی

جب نادر شاہ نے بندوبست ایران سے فراغت حاصل کی تب یہ ارادہ کیا کہ سلطان غلجہ ۱ کو زیر و زبر کرے - اور قندھار کو کہ وطن قدیم اس گروہ کا ہے اپنے قبضے میں لائے - چونکہ سلاطین غلجہ اس وقت میں بہت آرام طلب ہو گئے تھے اور علاوہ اس کے سب میں نا انصافی اور خلاف تھا - اور قوم ابدالی نواح ہرات میں سکونت رکھتی تھی- سن ۱۱۲۹ ہجری میں عبداللہ خان صدوزئی بیٹا حیات سلطان جد امجد احمد شاہ درانی کا ساتھ اپنے بیٹے محمد زمان خان اور سب رشتہ داروں کے ملتان سے آکر ہرات میں مالک و مختار کل قوم ابدالی کا کہ تخمیناً ساٹھ ہزار گھر تھے ہوا تھا - اور طمع حکومت ہرات کی رکھتا تھا عباس قلی خان شاملو کہ شاہ حسین صفوی بادشاہ ایران کی طرف سے حاکم ہرات تھا - جب اس نے ناصیۂ حال عبداللہ خان مذکور سے آثار فساد کے مشاہدہ کیے تب اس کو اور اس کے لڑکے کو قید کیا - قزلباشان ہرات نے برہم ہو کر عباس قلی خان کو بیدخل کر دیا - تب عبداللہ خان فرصت پا کر قید سے بھگ گیا اور کوہ دو شاخ پر جا کر اپنی قوم کو جمع کر کے

---

۱ - غلجہ - غلچہ روستایی (برھان قاطع ، (جہانگیری) ، (آنند راج) - غلچہ بمعنی روستایی است و بقومی از نژاد ایرانی ساکن افغانستان اطاق میشود (حاشیۂ برہان قاطع مصحح دکتر محمد معین) -

متوجه هرات هوا **جعفر خان** حاکم هرات ایک فرسخ شهر سے نکل کر عبدالله خان سے لڑا اور گرفتار هوا - خان مذکور نے شهر هرات کا محاصره کرکے اس کے هوا خواهوں کو برج فیلخانه کی راه سے شهر میں داخل کیا - اور اس معرکے میں بهت سے آدمی طرفین کے قتل هوئے اور اهل شهر لوٹے گئے - اور تمام شهر هرات اور **قلعه فراه** که **محمود** غلجه قندهاری سے تعلق رکھتا تها وه بهی اس کے قبضے میں آیا - پهر محمود غلجه ولد میر ویس بادشاه قندهار قلعهٔ فراه پر فوج کشی کی - اس وقت ایک شخص اسدالله خان نامی عزیزان پدر احمد شاه سے قلعے سے نکل کر خوب لڑا اور مارا گیا - اور قلعه محمود کے هاتھ نه آیا -

ایک مدت اسی طور سے گذری که فوج امیروں کی متواتر هرات میں آکر قوم ابدالی سے لڑ کر شکست کهاتی تهی - یهاں تک که خود **نادر شاه** نے قصد **خراسان** کا کرکے نواح هرات میں خیمه کیا - اس وقت میں سردار اور رئیس هرات مسمی **زمان خان** پسر **دولت خان** ابدالی نے **عبدالله خان** صدو زئی جد **احمد شاه** کو قید کرکے قتل کیا - اور ابدالیوں نے **اله یار خان** ابدالی برادر محمد خان کو **ملتان** سے لاکر هرات کا سردار بنایا - اور سب ابدالیوں نے اتفاق کرکے زمان خان مذکور کو هرات سے نکال دیا - جب نادر شاه هرات میں پهنچا پهر ابدالیوں نے لڑائی شروع کی - ایک دن عین کارزار میں حاجی **مشکین خان** ابدالی نے اپنے جاسوس کو بلا کر کها : که تو جاکر خبر تحقیق لا که نادر شاه کس صف میں استاده هے اور کیا لباس پهنے هوئے هے ؟ تو میں آج مشقت اٹها کر اپنے کو اس تک پهنچاؤں اور ایک کار نمایاں

ظهور میں لاؤں - یا اس آفت اور مصیبت سے نجات پاؤنگا یا اپنی جان کو اپنی قوم پر فدا کروں گا - جاسوس نے جب آ کر حال نادر شاه سے آگاه کیا ، تب مشکین خان کمال جرأت اور شجاعت سے گهوڑے پر سوار هوا اور بڑی جد وکد سے نادر شاه تک پهنچ کر ایک نیزه مارا که اس تیر کے زخم سے پاؤں نادر شاه کا مجروح هوا - آخر جب اس لڑائی کو طول هوا ، تو مردم ابدالی نایابی غله سے عاجز آئے اور قوم **اعماق** اور **جمشیدی** اور مغول اور **تایمنی** اور **تورانی** رئیس نواح هرات کے نادر شاه کی خدمت میں حاضر هوئے - جب **اله یار خان** سردار قوم ابدالی تنها ره گیا تو وه بهی مجبور هو کر نادر شاه کی خدمت میں حاضر هوا - نادر شاه نے حکومت هرات کی بدستور اله یار خان کو عنایت کی اور خود فوج ابدالی کو همراه لے کر متوجه تسخیر قندهار اور تنبیه **حسین غلجه** کا هوا - غلجهٔ مذکور قلعهٔ قندهار میں بیٹھ رها - جب قلعه نشینی سے عاجز آیا تب اپنی بڑی بهن **زینت** نام کو که نهایت عاقله تهی مع چند سوار کے نادر شاه کے پاس بهیج کر امان طلب هوا - جب نادر شاه بادشاه نے اس کو امان دی تب وه تمام سرداروں کو لے کر نادر شاه کے پاس حاضر هوا اور بهت سی عذر خواهی کی - نادر شاه نے سب کے حال پر مهربانی کر کے مع ان کی اولاد اور اقربا کے روانه **مازندران** کیا که اس ملک میں جاکر سکونت اختیار کریں - **ذوالفقار خان** ابدالی اور بهائی اس کا احمد خان که قید غلجه میں تها اس کو بهت سرفراز فرما کر اور مشاهره لایق حال هر شخص کے مقرر کر کے مازندران میں مقرر کیا - بعد اس کے قلعه اور شهر قدیم قندهار

کو ویران کر کے نیا قلعه اور شہر موسوم به **نادر آباد** آباد
کر کے اپنا دارالحکومت قرار دیا ـ اور قیدیان ابدالی کو حسب
درخواست اله یار خان ابدالی کے اور قیدیان قندهار کو اپنی مرضی
سے رهائی دے کر ان کے وارثوں تک پہنچا دیا ـ اور
حکومت قندهار کی عبدالغنی خان الکو زئی کو دے کر
حکم کیا که قوم ابدالی نواح خراسان اور نیشاپور سے کوچ
کر کے قندهار اور اس کے محالات میں سکونت اختیار کریں ـ
اور غلجه اور هوتکی بجائے ان کے نیشاپور میں رها کریں ـ تب
سے ریاست اور وطن قوم ابدالی کا قندهار هوا ـ وگرنه سابق اس
کے ریاست اور وطن ان لوگوں کا خراسان تھا ـ نادر شاه بعد
بندوبست قندهار کے هندوستان کی طرف متوجه هو کر کابل میں
وارد هوا ـ کابلیون نے اس کا مقابله کیا ـ تب نادر شاه نے حکم
کیا که توپ کو پہاڑ پر لگا کر گوله مارنا شروع کرو ـ
آخر کار شاه درگاهی رئیس کابل نے عاجز آ کر نادر شاه کی خدمت
میں حاضر هوکر امان چاهی ـ تب نادر شاه وهاں سے متوجه
پشاور هوا ـ ناصر خان نامی که بادشاه هندوستان کی طرف سے
حاکم پشاور تھا اس نے قوم یوسف زئی وغیره کو متفق کر کے
دره خیبر کا بند کر دیا اور مستعد بجنگ هوا ـ نادر شاه نے
بسبب بند هونے دره کے ایک مہینے چند روز اس طرف دره کے
توقف کیا ـ آخر کار سرور نامی ایک پٹھان ورگ زئی نے نادر شاه
کو ساتھ باره هزار سوار کے اس راه سے ، که امیر تیمور کو
هندوستان میں پہنچایا تھا ، ناصر خان کے لشکر پر پہنچا دیا ـ ناصر خان
پہلے لڑا ، بعد اس کے شکست کھا کر اور زخمی اور گرفتار هو کر

نادر شاه کے حضور میں آیا ـ چند روز اسے نادر شاه نے نظر بند
رکھا ـ بعد اس کے حکومت نواح لاهور و ایالت پشاور اور کابل
کی اس کو عنایت کی ـ

چونکه وارد هونا نادر شاه کا شاهجہان آباد میں بہت مشہور
هے اس کے لکھنے کی کچھ حاجت نہیں ـ اس قدر واسطے اظہار
قوم ابدالی کے که احمد شاه درانی منجمله اُن کے تھا لکھا گیا ـ
اور ابتدا میں بزرگان احمد شاه ملتان سے که وطن قدیم ان کا تھا ـ
هرات میں جا کر سردار اور رئیس قوم کے هوئے اور بعض کے
نزدیک تولد احمد شاه کا بھی ملتان میں هوا ـ عہد طفولیت میں
اپنے والد بزرگوار محمد زمان خان کے ساتھ هرات اور قندهار میں
پہنچا اور حضور نادر شاه میں اس کے هاتھ سے بڑے بڑے کام
ظہور میں آئے ـ اور همیشه نادر شاه کے حضور میں حاضر رهتا
تھا ـ اور نادر شاه اس سے بہت راضی اور خوش تھا ـ چنانچه
اکثر دربار عام میں سب امراء کے سامنے کہا کرتا تھا که میں
نے ایران و توران و هندوستان میں کوئی مرد نیک خصلت مثل
احمد شاه ابدالی کے نه دیکھا ـ اور کبھی اس کو بغیر تین چار سوار
ابدالی تجربه کار کے باهر نہیں جانے دیتا تھا ـ ایک دن نادر شاه
کرسی زرنگار پر بیٹھا تھا اور احمد شاه اس کے سامنے با ادب
کھڑا تھا ـ نادر شاه نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا : که اے
احمد آگے آ ـ جب یه تھوڑا بڑھا پھر کہا که میرے نزدیک آ ـ
جب یه بہت نزدیک پہنچا تب اس سے فرمایا : اے احمد خان
یاد رکھ که بعد میرے یه سلطنت تجھ کو ملے گی ـ مناسب، هے
که میری اولاد کے ساتھ بہت سلوک اور اچھی طرح سے پیش

آنا ۔ احمد خان نے عرض کیا کہ (قربانت شوم) اگر میرا قتل کرنا منظور ہے تو میں حاضر ہوں ، کچھ حاجت ایسی باتوں کے فرمانے کی نہیں ہے ۔ نادر شاہ نے کہا : کہ مجھ کو یقین کامل ہے کہ تو بعد میرے بادشاہ ہوگا ۔ پس تجھ کو چاہیے کہ میری اولاد کے ساتھ نیکی کر کے اور میرے حقوق بھول نہ جائے ۔ آخر کو ایسا ہی ہوا ۔ چنانچہ بعض لوگ اس پیشینگوئی کو نادر شاہ کی کرامات پر حمل کرتے ہیں ۔ بہر حال احمد شاہ کلام نادر شاہ کو ہمیشہ منظور خاطر رکھ کر اس کی اولاد کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور مشہد مقدس کو با اختیار **شاہ رخ میرزا** بن رضا قلی میرزا بن نادر شاہ ، کہ فاطمہ سلطان بیگم دختر سلطان حسین صفوی کے پیٹ سے تھا ، دے کر آپ ممد و معاون ان کا رہتا تھا ۔ اور تیمور شاہ ابن احمد شاہ نے بھی اس عہد اور قول پر قایم ہو کر پسران شاہ رخ میرزا کو اس کی قوم کی قید سے چھڑا کر مشہد مقدس میں پہنچایا ۔ اور تیمور شاہ شاہ رخ میرزا کی ایک لڑکی کو بموجب درخواست اس کے بھائیوں کے اپنے عقد میں لایا ۔ اور اس کو اپنی سب بیبیوں کا سردار بنایا ۔ اور ہمیشہ اولاد نادر شاہ کی تعظیم اور خاطر داری بخوبی کیا کرتا تھا ۔ ۱۲۱۳ ہجری تک اسی طرح کا سلوک خاندان احمد شاہی سے بنسبت اولاد نادری کے جاری تھا ۔

۴ ۔ بیانِ جلوس احمد شاہ ابدالی کا تختِ سلطنت خراسان پر

چونکہ مزاج نادر شاہ پر بعد تحقیق مذاھب و نابینا کرنے اپنے فرزند رضا قلی مرزا کے نہایت وحشت اور غصہ غالب ہو گیا تھا ، یہاں تک کہ قزلباش اور افشار کے سینکڑوں آدمیوں کو ہر روز بے گناہ قتل کرتا تھا ، اس سبب سے اس کی قوم عاجز آ کر علی قلی خان حاکم ھرات سے سازش کر کے نادر شاہ کے قتل پر آمادہ ہوئی ۔ جبکہ لشکر نادر شاہ کا فتح آباد میں ، کہ دو کوس خبوشان سے ہے ، وارد تھا شب یک شنبہ گیارھویں جمادی‌الاخری سن ۱۱۶۰ ہجری میں محمد یار خان قاچار ایروانی اور موسیٰ بیگ ایراوی افشار خلجانی اور کوچہ بیگ افشار رومی بصلاح محمد صالح خان قرقلوی اور محمد قلی خان افشار رومی کشیکچی باشی وغیرہ نے کہ نگہبان اور پاسبان خیمہ نادر شاہ کے تھے نصف شب کو داخل خیمہ خوابگاہ ہوکر سر نادر شاہ کاٹ کر کے اس کے لشکر میں پھینک دیا ۔ جب اس حال سے ایک شخص ملازم نادری نے احمد شاہ ابدالی کو آگاہ کیا تب وہ تین ہزار سوار ابدالی لے کر صبح کے وقت گروہ افشار اور فتنہ انگیزان قزل باشیہ سے لڑ کر ان سب کو ہزیمت دے کر سب مال و اسباب نادر شاہ کا لے کر روانہ قندھار ہوا ۔ نقل ہے کہ تین برس قبل قتل نادر شاہ سے ایک درویش **صابر شاہ** نام رہنے والا لاھور کا تھا نادر شاہ کے لشکر میں وارد ہوا ۔ اس کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے خیمے گزی کے

بنا کر ذرا ذرا سی لکڑیوں پر گھوڑے کرتا تھا اور مٹی کے
گھوڑے بنا کر ان خیموں کے آگے باندھا کرتا تھا ۔ جب احمد شاہ
نادر شاہ کے سلام کو اس راہ سے جاتا اور اس فقیر کو بھی سلام
کرتا تب یہ فقیر اس سے کہتا: کہ اے احمد خان میں تیری سلطنت کا
اہتمام کر رہا ہوں ۔ احمد خان کو اس بات سے اس فقیر کی
خدمت میں بڑا اعتقاد تھا ۔ جس روز نادر شاہ قتل ہوا اور احمد شاہ
سب مال و متاع اور شاہ کا اس کے دشمنوں سے بچا کر اور حق
پرورش بادشاہ موصوف کا بجا لا کر قندھار کو چلا تو اس فقیر
کو بھی اپنے ساتھ لے لیا ۔ جب احمد شاہ دو منزل لشکر نادری
سے نکل گیا تب اس فقیر نے کہا : کہ اے احمد شاہ اب تو بادشاہ
ہوجا ۔ اس نے کہا : کہ اے حضرت میرے پاس سامان اور
اسباب سلطنت کا کہاں ہے کہ میں بادشاہ ہوں ؟ تب اس فقیر نے
ایک چبوترہ مٹی کا بنایا اور احمد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر اس پر
بٹھایا ، اور کہا کہ یہ تیرا تخت بادشاہت ہے ۔ اور تھوڑی سی
سبز گھاس لے کر اس کے سر پر رکھ دی کہ یہ تاج بادشاہی ہے
اور تو بادشاہ درانی ہوا ۔ اس دن سے احمد شاہ نے اپنی قوم کو
کہ ابدالی کہلاتی تھی درانی لقب دیا اور اپنا نام احمد شاہ درانی
رکھا ۔ اور وہ جو تین چار ہزار آدمی اس کے ساتھ تھے ان میں
سے **شاہ ولی خان** بامی زئی کو اپنا وزیر کرکے خطاب
اشرف الوزرا کا دیا ۔ بعد سردار **جہان خان** کو خانخانان اور
میر بزن و سپہسالار اور **شاہ پسند خان** کو امیر لشکر بنا دیا ۔
اور اسی طرح سے ہر شخص کو بقدر اس کی لیاقت کے خدمت سپرد کی ۔
اور وہاں سے کوچ بکوچ نواح ہرات میں پہنچا ۔ اور ہرات کے

شہر اور قلعہ کو چھوڑ کر نادر آباد قندھار میں وارد ہوا ۔ اور
سبب عدم تعرض کا ہرات سے یہ تھا کہ اس کو اپنے ہمراہیوں
پر اعتماد نہ تھا ۔ اور یہ نہیں جانتا تھا کہ ان میں سے کون مجھ
سے موافق ہے اور کون مخالف ۔

اتفاقاً **تقی خان** آختہ بیگی سرداران نادری سے اور نواب
ناصر خان حاکم کابل و پشاور اپنے ملک کا حاصل لے کر
نادر شاہ کے واسطے لئے جاتے تھے ۔ جب قندھار میں پہنچے تو
واسطے رفع ماندگی راہ کے چند روز وہاں مقام کیا ۔ اسی اثنا میں
احمد شاہ بھی وارد قندھار ہوا ۔ نقیبوں نے بموجب حکم احمد شاہ
کے خبر قتل نادر شاہ کی اور خوشخبری سلطنت احمد شاہ کی تمام
اہل شہر کو پہنچائی ۔ چنانچہ تمام خزانہ اور مال ہمراہی
ناصر خان کا احمد شاہ کے قبضے میں آیا اور ناصر خان وغیرہ چند
روز نظر بند رہے ۔ بعد از چندے بقول بعضے بھاگ گئے اور بقول
بعض بموجب حکم احمد شاہ کے رہائی پاکر پشاور میں پہنچے
اور وہاں کچھ اپنی فوج جمع کرکے فتنہ و فساد برپا کیا ۔ احمد شاہ
نے قندھار میں جلوس شاہانہ کرکے ہر ایک کو اپنے امیروں اور
رفیقوں سے مرتبہ اور منصب بلند عطا کر کے خلعت فاخر اور جیغے اور
گوشوارے مرصع عنایت فرمائے اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا ۔
سکہ پر یہ شعر تھا :

حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ
سکہ زن برسیم و زر از موج ماہی تا بماہ

اور اپنی مہر میں یہ عبارت کھدوائی :

الحکم‌للہ یا فتاح احمد شاہ درانی

اور طاؤس کی صورت اپنی مہر میں کھدوائی تھی اور صورت انگوٹھی کی مستدیر اور مستطیل یعنی گول کچھ لانبی صراحی نما بنائی گئی تھی - ایک شخص رفقای ناصر خان سے نقل کرتا ہے : کہ میں ایک روز ہمراہ ناصر خان بمقام قندھار دربار احمد شاہ درانی میں گیا - کیا دیکھتا ہوں کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ایک درویش سر و پا برهنہ تمام جسم خاک آلودہ اس کے پاس لیٹا ہے - ہر وقت اپنے ہاتھ سے احمد شاہ کے کان اور ناک پکڑ کر کہتا ہے : کہ اے احمد افغان تو نے دیکھا کہ میں نے تجھے بادشاہ کر دیا - اور احمد شاہ کمال نیاز سے اپنا سر جھکائے اس سے کچھ باتیں کرتا ہے - میں نے وہاں کے لوگوں سے حال اور نام اس درویش کا پوچھا - وہ بولے کہ نام اس درویش کا صابر شاہ ہے - اور یہی درویش بعد چند روز کے لاہور میں آیا اور مجدوبوں کی طرح ہر گلی اور کوچے میں پھرتا تھا - اور باآواز بلند کہتا تھا: کہ میں نشان اور علم احمد شاہ درانی کے یہاں کھڑے کروں گا - غرض کہ اسی زمانے میں **شہنواز خان** بن خان بہادر ذکریا خان صوبہ دار لاہور نے بسبب جہالت اور نادانی کے اس درویش کو قتل کرایا - احمد شاہ درانی بعد قتل صابر شاہ کے اس کے عزیز و اقربا کے ساتھ بہت سلوک اور احسان و عزت اور توقیر ان کی کرتا تھا - شہنواز خان چند روز میں سرگردان اور پریشان ہو کر مر گیا اور درویش بے گناہ کے خون ناحق کا نتیجہ پایا -

احمد شاہ بعد از بندوبست قندھار اور اطاعت جملہ قوم

درانیہ کے بقصد تنبیہ و تادیب ناصر خان اور تسخیر ملک کے روانہ کابل و پشاور ہوا - جب لشکر احمد شاہی غزنین میں پہنچا ، وہاں کا حاکم کہ نادر شاہ کی طرف سے تھا ، بجنگ پیش آیا ، مگر شکست فاش کھائی - شاہ نے حکومت غزنی کی ایک شخص کو معتمدان خاص سے سپرد کی اور خود متوجہ کابل ہوا- وہاں کا حاکم ناصر خان کا مقرر کیا ہوا تھا ، طاقت مقابلے کی نہ دیکھ کر پشاور بھاگ گیا - اور احمد شاہ با شان و شوکت داخل کابل ہوا اور وہاں کا انتظام کر کے پشاور کی طرف متوجہ ہوا - ہنوز لشکر شاہی راہ میں تھا کہ ناصر خان مستعد جنگ ہو کر پہلے عبدالصمد خان محمد زئی سے کہ عمدہ زمینداران پشاور اور رئیس ملک دوابۂ **عشق نگر** ، کہ جانب شمال سولہ کوس کے فاصلے پر پشاور سے ہے ، آ کر لڑا - عبدالصمد خان کو جب معلوم ہوا کہ احمد شاہ پشاور کو آئے ہیں اپنے ملک سے بھاگ کر لشکر شاہی کی طرف روانہ ہوا - ناصر خان نے بہت سے آدمی ، کہ عبدالصمد خان کے پیچھے رہے گئے تھے ، ان کو قتل کیا اور پشاور کو پھر گیا - عبدالصمد خان قریب جلال آباد کے پہنچ کر سردار خان خانخانان سے ، کہ سپہ سالار لشکر شاہی تھا مل کر ان کے ساتھ روانہ پشاور ہوا - ناصر خان آمد فوج شاہی سے پشاور سے بھاگ کر دریائے سندھ اتر کر ملک **چھچ ہزارا** میں پہنچا اور احمد شاہ با فتح و فیروزی داخل پشاور ہوا - سرداران ملک اور تمام پٹھان فواج پشاور کے حاضر ہوئے اور سب نے اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی - احمد شاہ نے واسطے تنبیہ ناصر خان کے سردار جہان خان سپہ سالار فوج کو

ساتھ سپاہ جرار کے چھچ ہزارا کی طرف روانہ کیا ۔ جب سپہ سالار نے دریاے سندھ سے عبور کیا ناصر خان وہاں سے بھاگ کر لاہور میں آیا ۔ اور تمام مال و اسباب اس کا سپہ سالار کے ہاتھ لگا ۔ پھر سپہ سالار پشاور میں آ کر داخل لشکر شاہی ہوا ۔ احمد شاہ بسبب بعض امور ضروری کے پشاور سے قندہار میں جا کر انتظام ممالک خراسان میں مشغول ہوا ۔

چه انګار که ده غونځوله خاورا یوی و

دل مسیر و دبسوی تو — غم نرو د سوی تو
سنګر سوی ناله من — که به بندم به کیسوی تو
کر به بینم افتاب — ذره وار روم بروی تو
قمریم طوق در کردنم — کوکو زنم در کوی تو
بلبل دلم فغان کرد — چون نسیم سحر او د بوی تو
چون ناله در سحر دارم — چه شود اګر دلم رسد بازوی تو
چو نظر نمایت بخاک ره افتد — چون زر شوم رسم بدلجوی تو

که هر چند معشوق بعاشق نظر دارد
احمد می ترسد از خوی تو

پیدا دعشق راغلم د قمری شان لرم یا هو — و سکه بن خما وطن چه قمری شان لرم یا هو

اعلیحضرت احمد شاہ بابای غازی کے پشتو دیوان کا ایک ورق
(نسخہٴ خطی متعلق بکتابخانہٴ پشتو اکیڈیمی پشاور)

۵ - بیان توجه کرنا احمد شاه درانی کا طرف هندوستان کے

جب احمد شاه نے انتظام ملک قندهار اور کابل اور پشاور اور بعضے ملک خراسان سے فراغت حاصل کی ، تب قصد تسخیر هندوستان مصمم کر کے سن ۱۱۶۱ هجری میں قریب باره هزار سوار کے دریاے سنده اور دریاے جهلم اور چناب ، که یه بڑے دریاے پنجاب هیں ، عبور کر کے وارد لاهور هوا - شاهنواز خان بیٹا خان بهادر ذکریا خان اور بهانجا قمرالدین خان وزیر دهلی کا صوبه دار لاهور کا تها - اس نے عرضی پهنچنے لشکر شاه درانی کی لاهور میں محمد شاه بادشاه هندوستان کو لکھ کر درخواست مدد کی کی - هنوز فوج شاهجهان آباد سے اس کی مدد کو روانه نه هوئی تهی که شاه درانی نواح لاهور میں وارد هوا - شهنواز خان فوج درانی کی هیبت سے شاهجهان آباد کو چلا گیا اور مال و اسباب و آلات حرب قسم توپ اور جزائر اور ز نبورک اور بان وغیره که لاهور میں چهوڑ گیا تها وه سب شاه درانی کے هاتھ لگے - اور **جنبو** [جموں] اور **بامو** وغیره راجهای کوهستانی نے اپنے وکیل شاه درنی کے حضور میں بهیج کر اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی اور زمیندار اور رئیسان پنجاب بهی سب مطیع شاه درانی هوگئے - جب محمد شاه بادشاه هندوستان نے یه خبر سنی تو اپنے شاهزادهٔ عالیجاه احمد شاه کو مع نواب قمرالدین وزیر الممالک

اور نواب ابو المنصور خان صفدرجنگ اور بہت سے امرائے عظیم الشان ،کہ قریب ڈھائی سو کے تھے ، بہت فوج اور توپ خانہ دے کر لاہور کو روانہ کیا - اور **کیسری سنگھ** راجۂ جیپور کہ سب ہندوستان کے راجوں کا سردار تھا اور زمیندار اطراف سرہند کے اور سب جاٹ اور زمیندار پٹیالہ وغیرہ بھی اپنی سپاہ لے کر شاہزادے کے پاس حاضر ہوئے - اور عبداللہ خان اور فیض اللہ خان ، علی محمد خان روہیلے کے لڑکے ، کہ شاہ جہان آباد میں نظر بند تھے ، وہ بھی ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوئے - اور جب فوج ہندوستان کی نواح سرہند میں پہنچی علی محمد خان روہیلہ کہ بادشاہ ہندوستان کی طرف سے حاکم سرہند تھا بخوف شاہ درانی دریاے جون سے عبور کر کے سہارن پور کی راہ سے اپنے وطن کو چلا گیا - نواب قمر الدین خان وزیر تمام مال و اسباب اپنا بحفاظت عبداللہ خان اور فیض اللہ خان پسران روہیلۂ مذکور کے چھوڑ کر آپ جریدہ مع فوج متوجہ ماچھیواڑہ کا ہوا - شاہ درانی نے یہ خبر سن کر سرہند میں پہنچ کر تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا - علی محمد خان کے دونوں لڑکوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر لشکر اپنا سرہند میں چھوڑ کر سردار عبد اللہ خان اردو باشی کو سندھ کا حاکم کر کے بارادۂ مقابلۂ لشکر ہندوستان روانہ ہوا - نواب **قمرالدین خان** یہ سن کر سراسیمہ سرہند کی طرف چلا - دونوں لشکروں کا مقابلہ قصبہ **مانو پور** کہ سرہند سے چھ کوس واقع ہے ہوا - چند روز لڑائی رہی - کیسری سنگھ مذکور ستر ہزار زرد پوش اپنے ساتھ لے کر فوج درانی سے مقابل ہوا - آخر کو تاب شمشیر درانی نہ لا کر بھاگا اور اپنے وطن جیپور میں دم لیا - اور اس کو بڑی زرد روئی

حاصل ہوئی - اس سبب سے کہ قوم راجپوت کا قاعدہ ہے کہ جب زرد لباس پہن کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں پھر میدان سے نہیں بھاگتے ہیں - الغرض سولہ روز تک قمرالدین خان اور شاہ درانی سے لڑائی رہی - ایک روز صبح سے شام تک مقابلہ رہا اور ہزاروں آدمی طرفین سے کام آئے - دوسرے روز اتفاقاً ایک گولہ توپ خانۂ درانی سے نواب قمر الدین خان کے خیمے میں پہنچا اور نواب کا کام تمام کیا - یہ واقعہ بھی عجائب قدرت الہیٰ سے سمجھنا چاہئیے کہ گولہ کئی ہزار خیمے چھوڑ کر اسی کے خیمے میں جا پڑے - الحاصل معین الملک **میر منو** بیٹا وزیر کا اپنے باپ کی لاش پر گریہ زاری کرنے لگا - تب احمد خان پنج ہزاری منصبدار شاہی کہ مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا ، اس نے پسر وزیر کو تسلی دے کر کہا کہ یہ وقت گریہ زاری کا نہیں ہے - مردوں کی طرح ہمت کر کے غنیم سے لڑو اور اس کو شکست دو - تب معین الملک نے خبر فوت وزیر کو چھپا کر سب سرداران فوج کو جمع کر کے فوج درانی کا مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی واقع ہوئی - درانیوں نے کئی چھکڑے بان کے جو ضبطی صوبہ دار لاہور میں پائے تھے - اور طریقہ ان کے چھوڑانے کا معلوم نہ تھا منہ بانوں کا اپنی فوج کی طرف کر کے سب میں آگ لگا دی اس آگ سے تمام لشکر درانی پریشان ہو گیا - ان لوگوں نے کبھی بان نہ دیکھا تھا - اس سبب سے اپنی زبان میں کہتے تھے کہ : ”این بلائیست از ہندوستان آمدہ - ’شاہ کو ، ؟ ’شاہ کو ؟ ، میگوید و شاہ مارا میجوید ،، -

القصہ تمام فوج درانی بان کے صدمے سے منتشر ہوگئی -

احمد شاہ درانی درانیوں کی حماقت دیکھ کر اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر روانہ ولایت ہوا ۔ اور **عبداللہ خان** اردو باشی سرہندی فوج درانی کو جمع کر کے لاہور میں پہنچا ۔ اور لشکر ہندوستان سے کوئی تدبیر بن نہ پڑی کہ شاہ درانی کے لشکر پر دست انداز ہوں ۔ مگر میر منو معین‌الملک فوج درانی کا پیچھا کر کے لاہور میں پہنچا ۔ پھر احمد شاہ شاہزادہ مع اپنی سب فوج کے دارالخلافت **شاہجہان آباد** کو پھرا ۔ اثنائے راہ میں خبر ملی کہ محمد شاہ بادشاہ نے رحلت کی ۔ پہلے سب سے یہ خبر **صفدر جنگ** کو پہنچی تھی ۔ اس نے شاہزادے کے پاس جا کر کلمات تعزیت کہ کر نذر گذرانی اور عرض کیا کہ تخت سلطنت حضرت کو مبارک ہو ۔ شاہزادے نے نواب موصوف کو عہدۂ وزارت عنایت کیا ۔ پہلے یہ شخص میر آتش توپخانۂ بادشاہی و صوبہ دار ملک اودھ واقع بلاد شرقیہ کا تھا ۔ بعدہ میر منو کو صوبہ دار لاہور اور ملتان کا مقرر کیا ۔ میر منو معین الملک نے لاہور میں ٹھہر کر تمام ملک پنجاب پر قبضہ کر کے وھاں کا انتظام بخوبی کیا ۔ اور احمد شاہ درانی مع اپنے تمام مال و اسباب کے داخل قندھار ہوئے اور جو فوج ان کی کہ سر ہند میں رہ گئی تھی وہ بھی قندھار میں پہنچ گئی ۔

۶ - بیان قصد احمد شاہ درانی کا دوسری بار بارادۂ تسخیر ہندوستان اور پھر جانا پنجاب سے

جب یہ خبر قندھار میں شاہ درانی کو معلوم ہوئی کہ نوابِ قمرالدین خان وزیر گولے کی ضرب سے مارا گیا اور محمد شاہ بادشاہِ ہندوستان نے اپنی موت سے قضا کی بہت افسوس کیا کہ اگر یہ خبر مجھ کو ہندوستان میں معلوم ہوتی تو میں ہرگز قندھار کو نہ آتا اور وہاں کی سلطنت پر قبضہ کرتا - بہر حال پھر احمد شاہ درانی نے اسباب اور سامان لڑائی کا مہیا کر کے قصد ہندوستان کا کیا - اور نواحِ لاہور میں پہنچا - میر منو معین‌الملک صوبہ دار لاہور سامان جنگ کا تیار کر کے لڑائی کا آمادہ ہوا - اور **کورہ مل** کھتری اپنے دیوان کو بہت سی فوج دے کر طرف شاہدرہ کے، کہ دو کوس لاہور سے اس پار دریائے راوی کے واقع ہے، رخصت کیا - دیوان مذکور جنگ آخیر میں مارا گیا اور فوج معین‌الملک کی بھاگ کر داخل لاہور ہوئی - یہ حال دیکھ کر معین‌الملک نے پھر قصد لڑائی کا شاہ درانی سے نہ کیا اور بوسیلہ شاہ ولی خان وزیر کے تین چار آدمی اپنے رفیقوں سے ساتھ لے کر احمد شاہ درانی کے پاس حاضر ہوا - شاہ نے از روے ظرافت کے معین‌الملک سے پوچھا: کہ اگر میں تیرے ہاتھ آتا تو میرے ساتھ تو کیا معاملہ کرتا؟ اس نے کہا کہ میں آپ کا سر کاٹ کر اپنے بادشاہ کے پاس بھیج دیتا - پھر بادشاہ نے کہا:

میر منو

کہ اب تو میرے اختیار میں ہے میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کروں؟
اس نے عرض کیا : کہ اگر آپ رحیم‌المزاج ہیں تو مجھے بخش دیجئے
اور اگر ظالم اور بے رحم ہیں تو مجھے قتل کردیجئے - بادشاہ کو
یہ راست گوئی اس کی بہت پسند آئی اور اس کے حال پر مہربان
ہو کر **فرزند خان بہادر** رستم ہند خطاب دیا اور خلعت فاخرہ اور
کئی گھوڑے خاص اور شمشیر وغیرہ عنایت فرمائی - اور چند سپاہی
اس کے ہمراہ کرکے حکم کیا کہ کوئی شخص ہماری فوج کا
لاہور میں نہ جائے اور وہاں کے رہنے والوں پر کوئی کسی طرح
کا ظلم نہ کرے - معین‌الملک نے نذرانہ لائق حضور بادشاہ کے
داخل خزانہ کیا اور بادشاہ کی طرف سے سند جدید صوبہ داری کی
حاصل کرکے بدستور لاہور میں حاکم رہا - اور اسی سفر میں
صوبۂ ملتان کا بھی انتظام واقع ہوا - پھر احمد شاہ ملک پنجاب سے
پھر کر داخل قندھار ہوئے - اور یہ دونوں صوبہ یعنی لاہور اور
ملتان داخل ممالک محروسہ درانیہ ہو گئے - احمد شاہ نے قندھار
میں جا کر شہر **نادر آباد** کو ویران کرکے ایک نیا شہر، جس کا
نام **اشرف‌البلاد احمد شاہی** رکھا، آباد کیا - چنانچہ اب تک
یہی شہر قندھار میں آباد ہے - اور ہرات کہ خراسان کے سب
شہروں میں عمدہ اور بہتر ہے وہ بھی احمد شاہ درانی کے قبضے
میں آیا - اور مشہد مقدس کو مع متعلقات شاہرخ میرزا، نادر شاہ
کے پوتے، کے حوالے کیا - بعد چند سال مراجعت احمد شاہ سے طرف
قندھار کے معین الملک نے مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر لاہور
میں رحلت کی اور **مغلانی بیگم** زوجۂ معین الملک نے سب ملک
اور فوج پر قبضہ کیا - **بھکاری خان** ولد روشن‌الدولہ طرہ بازخان
مرحوم کو کہ مختار اور مدار المہام سرکار معین‌الملک کا تھا

اس تہمت سے کہ اس نے میرے شوہر کو زہر دے کر مارا ہے
قتل کیا اور تمام امور مالی اور ملکی کا انتظام کرنے لگی - اسی
عرصے میں **آدینہ بیگ خان** ملک دوابہ سے وارد لاہور ہوا -
مغلانی بیگم نے اس سے متوہم ہو کر دو دستہ فوج شاہی بذریعہ
سردار **جہان خان** خانخانان بہادر قندھار سے طلب کئے - ان
وجہوں سے ریاست اور صوبہ داری لاہور میں خلل اور فتور
واقع ہوا -

۷ - بیان توجہ احمد شاہ درانی کا تیسری مرتبہ طرف ہندوستان کے اور شاہجہان آباد میں داخل ہونا

جب خبر مرنے معین الملک میر منو کی اور برہم ہونا انتظام لاہور پنجاب کا احمد شاہ درانی نے سنا تو بہت سا لشکر لے کر قندھار سے لاہور میں وارد ہوا - مغلانی بیگم زوجۂ معین الملک بذریعہ سردار جہان خان شاہ موصوف کے پاس آ کر ان کے لشکر میں شامل ہوئی - اور شاہ ممدوح کوچ بکوچ سرہند کی راہ بلا مزاحمت ، اور بے تکلف نواح شاہجہان آباد میں آ پہنچے - نواب نجیب الدولہ بہادر شاہجہان آباد سے نکل کر قریب کرنال کے بادشاہ کی خدمت حاضر ہوئے اور عماد الملک غازی الدین خان وزیر نے مع **عالمگیر** ثانی بادشاہ ہندوستان کے شاہ کے استقبال کو جا کر قصبہ **نریلہ** کہ دس کوس شاہجہان آباد سے طرف سرہند کے ہے وہاں بادشاہ سے ملاقات کی - بادشاہ ممدوح کمال اخلاق اور التفات سے پیش آیا - چنانچہ عالمگیر ثانی اور شاہ موصوف متفق دارالخلافت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے - تب احمد شاہ درانی نے بواسطہ سردار جہان خان کے **انتظام الدولہ** خانخاناں پسر قمر الدین خان وزیر سے چالیس پچاس لاکھ روپیہ طلب کیا اور فرمایا : کہ اگر اس قدر روپیہ مجھ کو دے تو میں عہدۂ وزارت اور مدارالمہامی ہندوستان کی اس کو عنایت کروں - انتظام الدولہ

مذکور نے باوجود طلب مکرر بسبب خست اور بخل کے دینا روپیہ کا قبول نہ کیا - تب سردار ممدوح ، کہ واسطہ اور مربی انتظام الدولہ کا تھا ، اس کے انکار سے ناخوش اور ناراض ہوا اور **محرم خان** خواجہ سرائے فرمایا : کہ اس شخص کا مال و اسباب تلاش کر کے خزانۂ شاہی میں داخل کر اس کے سب مکانات کھدوا ڈال - چنانچہ بعد از تفحص اور کھودنے مکانات انتظام الدولہ کے ایک مکان میں دو کروڑ روپیہ کی اشرفیاں ایک حوض میں نکلیں اور قریب ایک کروڑ روپیہ کے اور اسباب مثل جواہرات اور ظروف طلائی و نقرئی بھی ہاتھ آیا - یہ سب خزانۂ شاہی میں داخل ہوا - بعد اس کے بصلاح عالمگیر ثانی چوکی پہرہ سب امیروں اور تاجروں کے دوازے پر بٹھایا گیا کہ ان سب سے روپیہ تحصیل کر کے داخل خزانۂ شاہی کریں - مغلانی بیگم زوجۂ میر منو ، کہ سب امرائے شاہجہان آباد کے حال سے بخوبی واقف تھی ، اس نے ہر شخص کا حال سردار جہان خان سے مفصل بیان کیا اور سب اہل دولت کا گھر لٹوایا - خصوصاً قمر الدین خان کا مال و اسباب جزو و کل ضبط کرایا - اور **شولہ پوری بیگم** زوجۂ قمر الدین خان مرحوم خوش دامن اپنی کو قید کرا کے کمال جبر و تکلیف سے روپیہ اور جواہرات وغیرہ حاصل کیا - الغرض بہت کچھ مال و اسباب ارباب دولت شاہجہان آباد کا اس عورت نے شاہ درانی کو دلوایا اور تمام فوج درانیہ دولت و زر سے مالا مال ہو گئی - قریب چالیس روز کے شاہ درانی نے شاہجہان آباد میں قیام کیا اور حضرت **بیگم** صاحبہ دختر محمد شاہ کو جو بطن **صاحبہ محل** سے تھی بصلاح عالمگیر ثانی اپنے عقد میں لایا -

اور عالمگیر ثانی کی دختر کا عقد **تیمور شاہ** اپنے فرزند
کے ساتھ کر کے رابطۂ قرابت دیگانگی کا خاندان تیمور سے
استوار کیا -

اسی ضمن میں حکم قتل شہر **متھرا** کا سردار جہان خان کو
دیا گیا - سردار مذکور نے متھرا میں جا کر تمام بت وھاں کے
بت خانوں کے تڑوائے اور سینکڑوں ھندوؤں کو قتل کیا -
عماد الملک **غازی الدین خان** شاہ درانی کے خوف سے شہر بشہر
بھاگا پھرتا تھا - اس عرصے میں سردار جہان خان حسب الحکم
متھرا سے تنہا حاضر بارگاہ شاھی ھوا - پھر شاہ ولی خان وزیر کو
حکم ھوا کہ تمام مال و اسباب متھرا والوں کا ضبط کرے -
کہتے ھیں کہ پہلے عماد الملک شاھجہان آباد سے بھاگ کے
بھرت پور میں مخفی ھوا - جب متھرا میں لوٹ مار شروع ھوئی
اور فوج قاھرہ قریب بھرت پور اور اکبر آباد تک پہنچ گئی
تب عماد الملک بھرت پور سے بھاگ کر فرخ آباد میں پہنچا -
شاہ ولی خان متھرا کی ضبطی کر کے شاھجہان آباد میں آیا -
الحاصل شاہ درانی نے کسی امیر اور رئیس کے گھر میں ایک
تنکا نہ چھوڑا اور سب کا مال و اسباب لوٹ لیا - پھر عالمگیر ثانی
کو بدستور سلطنت دھلی پر برقرار رکھ کے انتظام الدولہ پسر
قمر الدین خان کو وزیر عالمگیر ثانی کا مقرر کیا - اور نواب
نجیب الدولہ کو امیر الامراء بنا کر بادشاہ کی خدمت میں
چھوڑا اور آپ مع قبائل بہت سا مال و اسباب لے کر بکمال
حشمت وجاہ روانہ ولایت ھوا - اثنائے راہ میں **عبدالصمد خان**
محمد زئی کو حکومت سرھند کی اور **سرفراز خان** افغان کو سرداری

دوابہ کی عنایت کی اور خود دارالسلطنت لاھور میں پہنچ کر
تیمور شاہ اپنے لڑکے کو حاکم لاھور کر کے سردار جہان خان
سپہ سالار کو اس کا نائب مقرر کر کے حکم دیا : کہ جس قدر
شریف لوگ لاھور اور ملک پنجاب کے بہم پنہچیں ان کو نوکر
رکھو - اور **بلند خان** صدوزئی ملتانی کو صوبہ داری کشمیر کی
بخشی - اور **امرتسر** میں پہنچ کر سینکڑوں سکھوں کا قتل کیا
اور ھزاروں مکان گروا کر روانہ قندھار ھوا -

آدینه بیگ خان

۸ - بیان واقع هونا خلل و فتور کا ملک پنجاب اور تمام هندوستان میں

جب پنجاب کے لوگوں اور امیروں نے دیکھا که شاہ درانی ولایت کو گیا تب **آدینه بیگ خان** کوکه مرد صاحب تدبیر اور اهل جرأت تها اور سب سردار اس نواح کے اس کو مانتے تهے وہ شاہ درانی کے خوف سے کوهستان شمالی میں جا چهپا تها - اور منتظر فرصت وقت تها - اب وہ موقع دیکھ کر فوج اور توپخانه اور سامان لڑائی کا بہم پہنچا کر تیمور شاہ اور سردار جہان خان کے مقابلے کو آیا اور طرفین میں خوب جنگ و جدل واقع هوئی - جب سردار جہان خان نے بسبب قلت فوج اور بے اعتمادی نوکران جدید هندوستان کے فوج حریف پر غالب هونا ممکن نه دیکھا تب مجبور هو کر تیمور شاہ کر ساتھ لے کر لاهور سے نکل کر چہار محال **ایمن آباد** میں جا کر مورچه بنا کر منتظر پہنچنے فوج کا تها که آدینه بیگ خان داخل لاهور هوا - اور خواجه **مرزا جان** کو اپنی طرف سے صوبه دار لاهور کا مقرر کرکے آپ سرفراز خان کو زیر و زبر کرنے کو، که شاہ درانی نے اس کو حکومت دوابه کی عنایت کی تهی، روانه هوا - اور بہت سے سکھ اپنے ساتھ لئے -

غرضکہ سرفراز خان نے قریب جالندھر کے آدینہ بیگ خان سے شکست فاش کھائی - پھر آدینہ بیگ خان بعد بندوبست دوابہ کے سندھ روانہ ہوا -

اور دارالخلافت شاہ جہان آباد میں یہ فساد برپا ہوا کہ عمادالملک نے شاہ درانی کا قندھار چلے جانا غنیمت سمجھ کر بڑے بڑے سرداران دکن قوم مرہٹہ کو مثل کنھو اور صوبہ دار ملھار و جھنکو راؤ اور دتا پٹیل کہ سپہ سالار اور چچا جھنکو راؤ کا تھا طلب کیا اور سورج مل جاٹ کو کہ بسبب ضعف سلطنت ہندوستان کے بہت سے ملک ہند پر قبضہ کر کے فرعون با سامان ہو گیا تھا متفق کر کے بوفاقت عمادالملک مع نواب مذکور اول نجیب الدولہ پر دھلی میں پہنچا اور مستعد جنگ ہوا - نجیب الدولہ فوج غنیم سے قلعہ بند ہو کر آمادۂ جنگ ہوا اور عمادالملک نے مع سرداران مرہٹہ شہر کا محاصرہ کرکے توپ بندوق سے لڑنا شروع کیا - اور مرہٹوں نے رسد بند کردی - اور عمادالملک نے نجیب الدولہ کو پیغام دیا کہ : مجھ کو تم سے کچھ کام نہیں - تم کو چاہئے کہ دھلی چھوڑ کے اپنے ملک کو چلے جاؤ کوئی تم سے مزاحم نہ ہوگا - نجیب الدولہ مجبور ہو کر سہارن پور کو روانہ ہوا - عمادالملک مع سرداران مرہٹہ داخل شہر ہوا - اس عرصے میں آدینہ بیگ خان بھی سرھند میں پہنچا اور عمادالملک سے وعدۂ تنخواہ کرکے مرہٹہ کی فوج اپنی مدد کے واسطے مانگی - کچھ سرداران دکن بھی فوج کثیر کے ساتھ

نواح سرہند ہوئے ۔ عبدالصمد خان محمد زئی کہ شاہ درانی کی طرف
سے حاکم سرہند اور یہ شخص بڑا جری اور دلیر تھا اور دیوانہ
مشہور تھا اپنی قلت فوج اور کثرت مخالف کا خیال نہ کر کے آمادۂ
جنگ ہوا۔ اس وقت آدینہ بیگ خان نے بھی سرہند میں پہنچ کر اور
مرہٹوں سے شریک ہو کر عبدالصمد خان کو شکست دے کر گرفتار کیا ۔
مرہٹوں نے سرہند اور اس کے گرد و پیش شہروں کو خوب لوٹا اور
پھر تمام فوج کو ہمراہ لے کر متوجہ لاہور ہوئے اور بعد بندوبست
کے مقام چار محال پر کہ جہاں شہزادہ تیمور اور سردار جہان خان
مقیم تھے ان پر حملہ کیا ۔ شہزادے اور سردار نے ہر چند جرأت
رستمانہ کی مگر فتح یاب نہ ہوئے۔ ناچار اس خیال سے کہ ہمارے پاس فوج
قلیل ہے اور نئے نوکروں کا کچھ اعتماد نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں
شہزادہ گرفتار ہو جائے نصف شب کو اپنے آدمی ولایت کے ہمراہ
لے کر شبخون کا بہانہ کر کے ولایت کو راہی ہوا اور
دریائے سندھ اتر کے پشاور میں پہنچا ۔ جب یہ حال غنیم کو
معلوم ہوا تب لشکر شاہی اور سپاہ ہندوستانی پر حملہ کر کے
بہت سے آدمیوں کو قتل کیا ۔ سکھوں نے مسلمانوں کو پکڑ کر
امرتسر کا تالاب، کہ احمد شاہ درانی نے اس کو خاک اور کوڑے
سے بھروا دیا تھا ، بجبر و ستم صاف کروایا ۔ اور مسلمانوں کو
بہت ایذا دی اور اکثر کر قتل بھی کیا ۔ آدینہ بیگ خان اور
مرہٹوں نے دریائے اٹک پر پہنچ کر دتا پٹیل کو ساتھ فوج
سنگین کے گھاٹ پر مقرر کیا ۔ اس نظر سے کہ فوج ولایت کی
اترنے نہ پائے اور ملک پنجاب اور ہندوستان پھر ان کے قبضے میں

نہ آئے ۔ باقی سردار اور مرہٹہ مع خان مذکور سرہند میں پہنچے ۔
اور وہاں پہنچ کر حکومت سرہند کی صدیق بیگ خان کو دے
کر آدینہ بیگ خان دوابہ کو پھر گیا اور سرداران مرہٹوں نے
ہندوستان میں آ کے بہ رفاقت عمادالملک نواب نجیب الدولہ کو مقام
سکرتال میں محاصرہ کیا اور فتنہ و فساد عظیم اطراف ممالک
ہندوستان میں برپا ہوا ۔

۹ - آذا احمد شاہ درانی کا چوتھی بار طرف ہندوستان کے بافوج کثیر واسطے تنبیہ و تادیب سر کشان شریر کے

جب شاہ درانی نے سنا کہ سردار **جہان خان** مع شہزادہ تیمور لاہور سے بھاگ گئے اور مرہٹہ فوج کثیر سے دارالخلافت دھلی میں آئے اور **نجیب الدولہ** کو مرہٹوں نے محاصرہ کیا ہے ، یہ خبر عرائض نجیب الدولہ سے معلوم کر کے شاہ کو بڑا ملال و تاسف ہوا اور بہت جلد لشکر جرار لے کر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا - جب مرہٹوں نے خبر آنے شاہ درانی کی سنی تو سب خوف کھا کر دریائے اٹک اور پنجاب کو چھوڑ کر مع سرداروں اپنوں کے روانہ شاہجہان آباد ہوئے - اتفاقاً اسی عرصہ میں آدینہ بیگ خان نے وفات کی - عمادالملک اور مرہٹہ ایک مدت دراز تک نواب نجیب الدولہ سے لڑا کیے اور باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ نجیب‌الدولہ پر غلبہ نہ پاتے تھے - یہاں تک کہ عماد الملک نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا کہ آپ بھی آ کر ہمارے شریک ہو جیئے - تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس پٹھان کو یہاں سے نکال دیں اور اس سلطنت کا انتظام کریں - اور نجیب الدولہ نے بھی نواب موصوف کو لکھا کہ میں نے احمد شاہ درانی کو ولایت سے بلوایا ہے - مناسب یہ ہے کہ آپ اس وقت میں ہماری مدد کریں اور جب شاہ درانی یہاں

تشریف لائیں تو ان سے ملاقات کیجیئے کہ یہ بات ہمارے اور تمہارے حق میں بہت بہتر ہے - نواب شجاع الدولہ مرد صاحب عقل و شعور تھا اور جانتا تھا کہ عماد الملک غازی الدین خان آدمی بدطنیت اور مفسد ہے - چنانچہ ایک بار **جنگ باز خان** اور بہت سی فوج ہندوستان کی واسطے برھمی ریاست نواب موصوف کے لایا تھا ، مگر نواب نے دانشمندی کی راہ سے نواب **سعداللہ خان** پسر علی محمد خان روھیلہ سے کہ آپس میں پگڑی بدلی تھی اور جیغۂ اخوت باندھا تھا اور دوسرے سرداران روھیلہ مثل حافظ **رحمت‌اللہ خان** اور **دوندی خان** بھائی چچازاد حافظ ممدوح اور **سردار خان** بخشی اور **فتح خان** خانساماں ان سب کو اپنے ساتھ متفق کر کے شر و فساد عماد الملک سے اپنی ریاست کو محفوظ رکھا تھا - اسی سبب سے عماد الملک کے قول پر اعتبار نہ کیا اور نجیب الدولہ کی موافقت کو عین اشتداد جنگ میں مستحسن سمجھا - چنانچہ سکرتال میں پہنچ کر نجیب الدولہ کا شریک ہوا - تب نجیب الدولہ نواب موصوف کی مدد اور اعانت سے مرہٹوں کو ہزیمت دے کر گنگا پار اترے - جب شریک ہونا شجاع الدولہ کا اور وارد ہونا احمد شاہ درانی کا لاہور تک عماد الملک اور مرہٹوں نے سنا تو یہ سب شاہجہان آباد میں چلے آئے اور بہت جلد عزیز الدین محمد اور عالم گیر ثانی بادشاہ ہند اور انتظام الدولہ پسر قمر الدین خان وزیر کو اس عداوت سے کہ یہ دونوں شخص احمد شاہ درانی سے ملے ہوئے ہیں اور میری برائیاں شاہ موصوف کو لکھا کرتے ہیں مکر و فریب سے قتل کرایا - اور جھنکو راؤ مرہٹہ ایک فوج جرار سب لشکر سے

انتخاب کر کے سہارن پور سے شاہ درانی کے مقابلے کو روانہ ہوا اور اسباب اپنا دھلی میں بھیج دیا ۔ جب مرھٹہ مذکور دریائے **جمن** سے عبور کر کے متصل **کنج پورہ** پہنچا وھاں دتا پٹیل سردار مرھٹہ سے کہ اٹک سے معزول ہو کر آتا تھا ملاقات ہوئی ۔ کہتے ھیں اس مرھٹہ نے بھی اپنا اسباب ساتھ **صدیق بیگ خان** صوبہ‌دار سرھند رفیق اپنے کے روانہ شاھجہان آباد کیا تھا ۔ الحاصل نواب شجاع الدولہ بہادر سکرتال سے اپنے صوبۂ اودھ میں پھر آئے اور شاہ درانی نے مرھٹوں کا مقابلہ کیا ۔ جب مرھٹوں نے اپنے میں طاقت لڑنے کی فوج ولایت کے ساتھ نہ دیکھی تو یہ سب شاھجہان آباد میں چلے آئے ۔ اور احمد شاہ درانی مع اپنے لشکر کے سہارنپور کو روانہ ہوئے ۔

نجیب‌الدولہ نے سکرتال سے استقبال کر کے ملاقات کی ۔ شاہ درانی نے خلعت اور گھوڑا تازی عنایت فرمایا ۔ بعد چند روز کے سب پٹھان ملک **کٹھر** کے مثل حافظ رحمت خان بہادر مع اپنے فرزند عنایت خان اور دوندی خان وغیرہ شاہ درانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحکم شاہ یہ سب لوگ شاھجہان آباد کو روانہ ہوئے۔ وھاں مرھٹوں نے شہر سے باھر جمنا کے کنارے پر سنگر اور مورچال باندھا تھا ۔ جب یہ پٹھان وھاں پہنچے تو با خود ھا حال لڑائی شروع ہوئی۔ چونکہ یہ روھیلے پیادہ تھے اور مرھٹہ لوگ سوار اس سبب سے روھیلے ان کے مقابلے سے عاجز آئے، مگر کمال غیرت اور حمیت سے میدان نہیں چھوڑا ۔ جب یہ حال شاہ درانی کو معلوم ہوا تو شاہ نے ان کی مدد کے لئے فوج بھیجی اور ان کو زنبورک مارنے کا حکم کیا ۔ فوج نے اونٹوں

کا قلعہ بنا کر زنبورک مارنا شروع کیا اور دوسری طرف سے دستۂ غلامان صف شکن فوج شاھی کے جمنا سے اترے اور مرھٹوں کے اوپر حملہ کیا ۔ آخر کو بعد شلک بندوق نوبت تلوار کی آئی اور دتا پٹیل اس لڑائی میں مارا گیا ۔ پٹھانوں نے اس کا سر کاٹ کر شاہ درانی کے پاس بھیج دیا اور جھنکو رائے کہ سردار عمدہ مرھٹوں کا تھا وہ زخمی ہوا اور ھزاروں مرھٹے قتل اور زخمی ہوئے اور فوج شاھی فتح یاب ہوئی ۔ تب عمادالملک اور سب مرھٹے عاجز آ کر دھلی سے بھاگ کر **کمھیر** میں **سورج مل جاٹ** کے پاس پہنچے اور احمد شاہ درانی داخل شاھجہان آباد ہوئے ۔ فوج درانی نے دھلی والوں پر دست درازی شروع کی اور لوٹ پر مستعد ہوئے ۔ چنانچہ تین روز تک یہ آفت شہر میں رھی ۔ اھل شہر کا اسباب اور حرمت درانیوں کے ھاتھ سے بہت کم محفوظ رھی ۔ آخر کو چھوتھے روز شاہ درانی کے حکم سے تمام فوج شہر کے باھر جا ٹھہری ۔

الحاصل بعد قتل ہونے عالم گیر ثانی کے بصلاح نواب نجیب‌الدولہ بہادر کے **اکبر ثانی** فرزند ارشد جلال‌الدین شاہ عالم ثانی معروف عالی گوھر بن عالم گیر ثانی کو کہ بسبب فتنہ انگیزی عمادالملک غازی‌الدین خان کے اس ملک سے صوبۂ بہار اور بنگالہ کی طرف چلا گیا غازی الدین خان نے ولی عہد اور نائب قرار دے کر تخت پر بٹھایا اور سکہ و خطبہ بنام عالی گوھر شاہ عالم کے جاری کیا ۔ پھر شہزادۂ موصوف نے شاہ درانی سے ملاقات کی ۔ شاہ نے بہت شفقت اور عنایت شہزادۂ ولی‌عہد کے حال پر فرمائی ۔ اور عمدہ راجہ ھندوستان کے مثل راجہ جے پور اور مارواڑ وغیرہ خبر وارد ہونے شاہ درانی کی شاہ جہان آباد میں سن کر نذریں اور

وکیل بھیج کر مطیع فرمان ہوئے - پھر فوج درانی متوجہ تسخیر ملک جاٹ ہوکر **کول** میں ، کہ اس شہر کا نام **ثابت گڑھ** تھا اور سورج مل جاٹ نے اس کا نام **آرام گڑھ** رکھا تھا ، پہنچی - اور سولہ روز کی محنت میں اس شہر کو قبضے میں لائے - وہاں بھی بہت سا مال و اسباب سورج مل جاٹ کا سرکار شاہی میں داخل ہوا - حافظ رحمت خان حسب التماس عمادالملک اور سورج مل جاٹ کے شاہ درانی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جرم ان سب کے معاف کرائے - اس اثنا میں موسم برسات آ پہنچا - شاہ درانی نے مع سرداران اناغنۂ کٹھیر کے **انوپ** شہر میں لشکر کی چھاؤنی کی - اسی مقام میں نواب شجاع الدولہ اور نواب احمد خان بنگش باون ہزاری فرخ آباد سے ملاقات شاہ درانی کے واسطے وارد ہوئے - بعد ملاقات کے نواب شجاع الدولہ نے خطاب **فرزند خانی** پایا -

۱۰ - بیان آنے لشکر مرہٹہ کا بقصد جنگ ساتھ احمد شاہ درانی کے اور بھاؤ کا سپہ سالار ہوکر مع اور سرداران مرہٹہ کے آنا

جب موسم برسات گذر گیا تب فوج دکن کی نہایت کثیر اور بے شمار کل ساز و سامان لڑائی کا کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلے کے لئے نواح شاہجہان آباد میں پہنچی - اس فوج میں بڑے بڑے سردار نامی تھے ، خصوصاً افسر سرداران نامور جنوب ، **رویا** اور سپہ سالار قوم مرہٹہ کا **بھاؤ** نام اور **وسواس راؤ** بیٹا باجی راؤ کا کہ سردار کل قوم مرہٹہ کا تھا اور **جھنکو راؤ** اور صوبدار **ملہار راؤ** اور **شمشیر بہادر** بیٹا باجی راؤ مذکور کا کہ ماں اس کی اور خود بھی مسلمان تھا - اس واسطے کہ ہندوؤں میں رسم ہے کہ جو لڑکا مسلمان عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ مسلمان رہتا ہے - اور **ابراہیم خان کاردی** کہ اس کے ساتھ فوج سوار اور بارہ پلٹن کہ ہر پلٹن میں ہزار سپاہی بندوق چقماق کی رکھتے تھے - اور لڑائی ان کی بطور اہل فرنگ کے تھی - اور یہ ابراہیم خان ایک مرد جری اور شجاع کہ تمام دکن اور قوم مرہٹہ میں جرأت اور بہادری اس کی مشہور تھی - اور سوا ان کے اور سرداران مرہٹہ بھی مثل **سندھیا** وغیرہ اور پندرہ سو توپ کہ گولہ انداز ان کے اکثر انگریز تھے - اور بارہ ہزار راوت اور

کئی ہزار پٹے باز کہ فن پٹہ بازی میں نہایت کامل اور مشاق
تھے - خلاصہ یہ کہ شمار سوار اور پیادوں کا حد حساب سے
خارج تھا - جب یہ سب لشکر قریب دارالخلافت شاہجہان آباد
کے پہنچا تب عماد الملک اور سورج مل جاٹ نے قلعۂ دہلی کا
محاصرہ کیا اور چاہا کہ اس پر قبضہ کر لیں - اس وقت میں نواب
محسن‌الملک **یعقوب علی خان** کہ قلعہ دار تھا وہ قلعہ کی حفاظت
کر کے لڑنے میں مشغول ہوا - اور یہ یعقوب علی خان چند پشت
سے شاہجہان پور میں کہ دہلی سے جانب مشرق قریب ڈیڑھ سو
کوس کے ہوگا سکونت رکھتا تھا - اور قبل اس کے واسطے
سوال و جواب کے حافظ الملک رحمت خان بہادر کی طرف سے شاہ ولی
خان وزیر احمد شاہ درانی کے پاس آیا - اب اس عرصہ میں وزیر
موصوف نے بہ نظر ہم قومی کے کہ دونوں بامی زئی تھے اس کو
بادشاہ درانی کے پاس لے جا کر قلعہ دار شاہجہان آباد کا کرا دیا -
بہر کیف جب مرہٹوں نے یعقوب علی خان اور قلعہ نشینان پر
محاصرہ سے کام تنگ کیا تب خان مذکور نے حال اپنی تکلیف اور
سختی کا اور کثرت فوج مخالف کی شاہ درانی اور شاہ ولی خان
وزیر کو لکھی - تب حسب ارشاد شاہ درانی بہ نظر مصلحت وقت
کے قلعہ دکھنیوں کے حوالے کیا - اس ضمن میں عماد الملک اور
سورج مل جاٹ کہ وجہ اس کی معلوم نہیں ہے دہلی سے کوچ
کر کے بھرت پور اور کمہیر کی طرف گئے اور سرداران مرہٹہ نے
شاہجہان آباد کا بندوبست کر کے ایک شخص کو قلعہ دار وہاں
کا مقرر کیا - **بھاؤ** مرہٹہ کمال نخوت اور غرور سے اکثر اپنی
زبان پر لاتا تھا کہ بعد فتح اور قتل شاہ درانی اور سب پٹھانوں

کے **وسواس راؤ** کو بادشاہ ہندوستان کروں گا - اور یہ بڑا بت
کہ ہمارے ساتھ ہے جامع مسجد میں رکھ کے عبادت خانہ ہندوؤں
کا مقرر کروں گا اور بجائے آواز آذان کے ناقوس بجا کرے گا -
بہر حال حق تعالیٰ نے ان سب کو ایسا نیست و نابود کیا کہ
کسی کا نام و نشان بھی نہ رہا -

بعد اس کے کل سردار دکن مع فوج کنج پورہ میں حملہ
کر کے اور خوب لڑ کے اس قلعے کو اپنے قبضے میں لائے -
عبدالصمد خان محمد زئی اور میاں قطب شاہ وغیرہ سرداران نامور
بسبب دغا بازی **نجابت خان** و زمیندار رئیس کنج پورہ کے انہوں
نے وقت پر پہنچنے فوج مرہٹہ کے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا
اور ان کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی - اس سبب سے یہ لوگ بعض
قید اور بعض قتل ہوئے - آخر کو نجابت خان بھی بڑی ذلت اور
خواری سے مارا گیا - جب خبر یورش مرہٹوں کی کنج پورہ پر
اور سختی اور تکلیف سردار درانیہ کی شاہ درانی کو پہنچی تب
انہوں نے **انوپ** شہر سے مع نجیب‌الدولہ اور حافظ رحمت خان اور
فیض‌اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کے واسطے تنبیہ اور سزا دینے قوم
مرہٹہ کے کوچ کیا - جب لشکر شاہی مقام **باکپٹ** [باغپت] میں
پہنچا معلوم ہوا کہ سب سردار مرہٹوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے -
اس سبب سے بادشاہ کو بڑا ملال اور رنج ہوا - چاہا کہ بہت
جلد جمنا اتر کے مرہٹوں کو خراب کرے ، مگر بہ سبب قرب
ایام بارش کے دریا بہت چڑھا ہوا تھا اور بہم پہنچا کشتیوں کا
سر دست ممکن نہ ہوا - تب شاہ درانی دریا کے کنارے پر کھڑے
ہوئے اور ایک تیر ترکش سے نکالا اور کچھ آیتیں قرآن مجید کی

پڑھ کر تیر پر دم کر کے دریا میں ڈال دیا ۔ پھر چار ہزار سوار غلام کہ قریب شاہ کے کھڑے تھے ان کو حکم دیا کہ بسم‌اللہ کہ کر گھوڑے دریا میں ڈال کر اتر جاؤ ۔ اور اس کنارے پر پہنچ کر کھڑے رہو کہ فوج حریف کی بے شمار پچیس کوس کے حلقے میں کھڑی ہے ۔ چنانچہ سواران غلام نے حسب ارشاد گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور بے تکلف عبور کر گئے ۔ کہتے ہیں کہ پانی دریا کا گھوڑوں کے زین و خوگیر تک تھا ۔ پھر حکم کیا کہ ہر سوار ایک پیادہ کو مع کچھ اسباب کے اپنے پیچھے بٹھا کر اور بھاری اسباب ہاتھیوں پر رکھ کر اتر جائیں ۔ چنانچہ سب پیادوں کو سواروں نے اپنے پیچھے بٹھا کر دریا سے پار کر دیا ، بلکہ مردم ہندوستانی بھی اسی طرح باقبال احمد شاہ درانی بسم‌اللہ کی برکت سے دریا سے گذر گئے ۔

۱۱ ۔ بیان آغاز جنگ فوج درانی اور مرہٹوں کا

جب تمام فوج اور لشکر احمد شاہ درانی کا اللہ کی قدرت سے دریا سے عبور کر گیا ، شاہ درانی نے حکم دیا : کہ دو ایک روز سے زیادہ لشکر کوچ نہ کیا کرے ۔ چند کوس چل کر ٹھہر جایا کریں تا کہ سب کے ہوش و حواس درست ہو جائیں ۔ الغرض جب لشکر شاہی قریب **سرائے سنبھالک** پہنچا خبر آئی کہ پچیس ہزار سوار مرہٹہ سرائے مذکور اور اس کی نواح میں برسم پیش جنگی پڑے ہیں ۔ شاہ نے گھوڑے سے اتر کر اور زین پوش پر بیٹھ کر ترتیب فوج کا حکم دیا ۔ شاہ پسند خان کہ جوان نہایت خوش رو اور زبردست تھا ہاتھ باندھے ہوئے شاہ کے آگے کھڑا تھا ۔ شاہ نے اسے فرمایا: کہ اے شاہ پسند خان آج ان مرہٹوں کی تنبیہ و تادیب تیرے ذمہ ہے ۔ خان مذکور آداب بجا لایا اور اپنے سواروں کے ساتھ، کہ قریب چار ہزار کے ہونگے، روانہ ہوا اور مرہٹوں سے جا کر مقابلہ کیا ۔ اور خوب لڑائی واقع ہوئی ۔ آخر کو مرہٹے تاب نہ لا کر بھاگ اٹھے ۔ شاہ پسند نے کئی سر مرہٹوں کے کٹوا کر شاہ کے حضور میں گذرائے ۔ شاہ نے اس فتح کو شگون نیک خیال کیا اور خان مذکور کی بہت تحسین و آفرین کی ۔ خان مذکور نے عرض کیا : قبلۂ عالم آج مجھ کو اس قوم کا طریقۂ جنگ بخوبی معلوم ہوا ۔ اب انشاءاللہ تعالیٰ

فضل الہی اور آپ کے اقبال سے میں ان سب کو قتل کر دوں گا ۔
جب اس ہزیمت کی خبر **بھاؤ** وغیرہ سرداران دکھنی کو پہنچی
وہ لوگ کنج پورہ سے کوچ کر کے درمیان **کرنال** اور **پانی پت**
کے، کہ دھلی سے چالیس کوس جانب مغرب ہے ، پہنچے ۔ درانیوں
نے بموجب حکم شاہ کے گرد و پیش لشکر مرہٹوں کے زد و کوب
شروع کی ۔ تب انہوں نے گرد اپنے لشکر کے ایک گہری خندق
کھود کر سنگر بنایا اور اونچے اونچے دمدمے بنا کر اس کے اوپر
توپیں لگائیں ۔ شاہ درانی مصلحتاً چند کوچ پچھان کی طرف چلے گئے ۔
کچھ اسباب ناقص جیسے پرانے پھٹے خیمے اور گھوڑے اور بیل دبلے
اپنی فرود گاہ لشکر میں چھوڑ گئے ۔ ہندوستانی اور دکھنی آدمی
کہتے تھے کہ شاہ درانی اس طرح آہستہ آہستہ اپنی ولایت کو
بھاگ جائے گا ۔ جب یہ خبر مرہٹوں کو پہنچی کہ بادشاہ
اپنے بہت سے گھوڑے اور اسباب اپنا فرودگاہ لشکر میں چھوڑ
گیا ہے ، ان لوگوں نے از راہ طمع کے وہاں آکر گھوڑے اور بیل
اسباب جو کچھ پایا سب لے کر خوش خوش روانہ ہوئے ۔ سردار
جہان خان بہادر سپہ سالار بموجب حکم کے ایک جنگل میں قریب
اس مکان کے مع فوج گھات لگائے ہوئے بیٹھا تھا ۔ یکایک اس گروہ
پر گر کر سب کو قتل کیا اور جتنے آدمی کہ اسباب لوٹنے آئے
تھے ان میں سے ایک بھی جیتا نہ بچا ۔ اتفاقاً نواب شجاع‌الدولہ
بہادر کہیں اس راہ سے گذرے ۔ سپہ سالار کو دیکھ کر سلام‌علیک
کر کے ایک دم پھر وہاں بیٹھ گئے اور کٹے ہوئے سروں کا شمار
کیا ۔ قریب بیس ہزار سروں کے شمار میں آئے ۔ سردار جہان خان
نے وہ سب سر حضور میں‌گذرائے ۔ اسی‌طرح سے ہر لڑائی میں دو تین

ہزار مرہٹے قتل ہوتے تھے ۔

اس درمیان میں جو سردار ہندوستانی کہ شریک لشکر گاہ
تھا ان کو خبر پہنچی کہ **گوبند** پنڈت نامی ایک سردار بموجب
حکم بھاؤ وغیرہ سرداران مرہٹہ کے شاہجہان آباد سے واسطے
لوٹنے ملک اور مال اور قبائل پٹھانوں اور نواب شجاع‌الدولہ کے
چالیس پچاس ہزار فوج لے کر روانہ ہوا ہے ۔ یہ لوگ اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال مضطر ہوئے اور حضور شاہ میں عرض
کیا ۔ شاہ نے از راہ بندہ نوازی واسطے حفظ ملک اور ننگ و ناموس
اور سرداران مذکور کے حاجی **عطائی خان** اور حاجی **کریمداد
خان** درانی کو کہ اسی عرصہ میں برسم یلغار **قندھار** سے پہنچے تھے
ارشاد کیا : کہ تم اسی وقت اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر جاؤ
اور گوبند پنڈت کا سر کل اسی وقت میرے پاس حاضر کرو ۔ جس
وقت شاہ نے یہ حکم دیا ایک پہر دن بلکہ کچھ کم باقی تھا ۔
دونوں سرداروں نے چھ جاسوس اور پانچ سو سوار رسالہ نواب
عنایت خان برادر حافظ‌الملک سے راہبری کے واسطے ہمراہ لئے
اور مع تین چار ہزار سوار ہمراہی اپنے بطور یلغار روانہ ہوئے ۔ اور
بعد عبور دریائے جمن کے صبح کے وقت ان لوگوں پر پہنچ کر قتل
کرنا شروع کیا اور پنڈت مذکور کا سر اور اٹھارہ ہزار اور سر اس کے
ہمراہیوں کے کاٹ کے دوسرے روز تیسرے پہر کو نذر شاہ میں‌گذرانے ۔
اس سبب سے تسلی سب سرداروں کی ہوئی کہ ان کی حرمت اور
آبرو ان موذیوں کے ہاتھ سے محفوظ رہی ۔ پھر لشکر بھاؤ اور
سپاہ ولایت میں لڑائی شروع ہوئی ۔ ہر شخص لشکر ہندوستان اور
ولایت سے جو ہمراہ شاہ تھے اپنے مورچوں میں نہایت ہوشیار اور

مستعد رهتے تھے - ایک دن رات کے وقت بہت سا خزانه دهلی سے بھاؤ کے لشکر کو جاتا تھا - یکا یک گذر مرهٹوں کا که خزانے کے همراه تھے به سبب ناواقف هونے راه اور تاریکی شب کے لشکر شاهی کے پٹھانوں کے مورچے پر هوا - مرهٹوں نے اپنا لشکر جان کے زبان دکھنی میں پوچھا که کون مرهٹه اس لشکر کا سردار هے ؟ پٹھانوں نے جب زبان مرهٹی سنی اٹھ کر ان کے قتل پر مستعد هوئے - اس شور و غوغا میں درانی بھی جمع هو کر پٹھانوں کے شریک هوئے - الغرض جتنے مرهٹے که خزانے کے ساتھ تھے سب قتل هو گئے اور کل خزانه سپاه شاه کے هاتھ آیا -

ایک دن رات کے وقت فتح خان گاردی بھائی ابراهیم خان گاردی کا فوج اور توپخانه لے کر شبخون مارنے کے ارادے سے لشکر شاه پر آیا اور گذر اس کا هندوستانی پٹھانوں کے مورچے پر پڑا - لشکر کے آدمی خبردار هو کر اس سے لڑے - قریب تیس نشان اور چند ضرب توپ اس کے لشکر شاهی کے هاتھ لگی اور وه بھاگ کر نادم اور پشیمان اپنے لشکر میں پهنچا - ایک دن کا ذکر هے که پٹھان لوگ همراهی نواب عنایت خان اور نجیب‌الدوله نے مرهٹوں کے سنگر میں داخل هو کر لڑائی شروع کی اور بہت سے مرهٹوں کو قتل کر کے ان کے بازار سے گزرے - اور توپ خانے میں جا کر توپوں پر بیٹھ کر دف بجانا اور بلهجهٔ افغانی گانا شروع کیا - یکا یک قریب چالیس پچاس هزار سوار مرهٹه نے گھات سے نکل کر سب پٹھانوں کو اپنے سنگر میں محاصره کر کے پٹه اور نیزه مارنا شروع کیا - اس روز هر چند

که پٹھان خوب لڑے مگر به سبب کثرت فوج غنیم کے کچھ بن نه پڑی - بہت سے قتل هوئے - چنانچه قریب چھ هزار روهیلے ملازم نواب نجیب الدوله اس روز کام آئے - فقط پانچ سو پیادے زخم تلوار کے کھائے هوئے اور خون ٹپکتا هوا دف بجاتے هوئے اور ناچتے هوئے ان کے سنگر سے نکلے - نواب شجاع الدوله ، که ان کا مورچه نجیب الدوله کے مورچه کے قریب تھا ، ان کا حال دیکھ کر متعجب هوا اور ان کی جرأت اور بهادری پر آفرین کہی - حافظ الملک به سبب بیماری سرسام آپ اس لڑائی میں حاضر نه تھا - مگر نواب عنایت خان بن دوندی خان حافظ الملک کے چچا کا بیٹا اپنی فوج همراهی کے ساتھ هم رکاب شاه ره کر کار هائے نمایاں کرتا تھا - اکثر هندوستانی سرداروں سے ان لڑائیوں میں اچھے اچھے کام ظهور میں آئے اور یه لوگ میدانوں میں ثابت قدم رهے - کهتے هیں که احمد شاه درانی باوجود فوج قلیل کے مرهٹوں سے لڑ کر ان پر غالب آیا اور فتح یاب هوا اور هزاروں مرهٹے اور بہت سے ان کے سردار قتل کیے ، هر چند که ان کی فوج اور توپ خانه حد سے زیاده تھا -

۱۲ ۔ بیان قتل ہونے بھاؤ کا اور شکست دکھنیوں کی

جب پانچ مہینے برابر فوج احمد شاہی اور مرہٹوں سے لڑائی
رہی فوج شاہی نے رسد غلے کی اور دانہ گھاس سب طرف سے
مرہٹوں پر بند کر دیا ۔ اور اس سبب سے مرہٹوں کے لشکر میں
اس قدر قحط غلہ وغیرہ کا ہوا کہ جانوروں کی ہڈیاں پیس کر
کھاتے تھے اور ان کے گھوڑے مارے بھوکوں کے محض بیکار
ہو گئے ۔ نہ دانہ میسر تھا نہ گھاس ۔ اس سختی سے بہت ہلاک
بھی ہو گئے ۔ تب مرہٹے تنگ آ کر میدان میں آئے اور خوب دل
توڑ کر لڑے ۔ چنانچہ ایک روز نواب عنایت خان سردار شاہی
اپنے ہمراہیوں کو لے کر مرہٹوں کے مقابلے میں آیا اور خوب
لڑا ۔ آخر کار بہ سبب کثرت فوج مرہٹوں کے ان کے لشکر میں گھر
گیا ۔ شاہ نے حاجی عطائی خان کو اس کی مدد کے لئے بھیجا ۔
جب حاجی مذکور نے مرہٹوں کی فوج پر حملہ کیا حسب
اتفاق حاجی کے ایک گولی لگی اور اسی وقت جان دی ۔ تب شاہ
نے بعد قتل حاجی کے ایک دستہ غلاموں ہزار سوار کا بسرکردگی
و سرداری منیک باشی کے لشکر مرہٹہ پر بھیجا ۔ ہنوز وہ دستہ
نظر شاہ سے غائب نہ ہوا تھا کہ دوسرا دستہ بھی بھیجا ۔ یہ
دستہ بھی پیش نظر تھا کہ تیسرا دستہ ہزار سوار کا روانہ کیا ۔
اس طرح سے کئی دستے متواتر ایک بعد دوسرے کے روانہ کیے ۔

پہلا دستہ **بسواس راؤ** وغیرہ سرداران مرہٹہ فیل سوار کی طرف،
کہ قریب تین سو ہاتھی کے تھے، گیا اور اس لشکر کے قریب
پہنچ کر بندوقوں کے شلک سر کر کے چکر کھایا ۔ پھر دوسرا
دستہ بھی پہنچا ۔ اس نے بھی اس طرح گولیاں مار کر گردش
کھائی ۔ پھر تیسرے دستے نے بھی پہنچ کر اسی طرح گولیوں کی باڑ
ماری ۔ تب سب لشکر مرہٹوں کا درہم برہم ہو گیا اور **بھاؤ**
اور **بسواس راؤ** اور بہت سردار گولیوں کے زخم سے مارے گئے ۔
اور ہاتھی گولیوں کے زخم اور بندوقوں کی آواز سے سب بھاگ
گئے اور اپنے لشکر کی طرف پھر کے سب لشکر کو پامال کر دیا ۔
پھر سب دستہ‌ہائے شاہی نے تلواریں کھینچ کر مرہٹوں کو قتل
کرنا شروع کیا ۔ سب مرہٹے دست پاچہ ہو کر باوجود کمال
جمعیت کے بھاگ اٹھے اور شکست فاش کھائی ۔ الغرض اس لڑائی
میں اس قدر مرہٹوں کی خون ریزی ہوئی کہ کبھی کسی نے نہ
دیکھی تھی نہ سنی تھی ۔ مقتولوں کی لاشیں چالیس پچاس کوس
کے گرد میں پڑیں تھیں ۔ کہتے ہیں کہ کوئی سردار مرہٹوں کا
اس لڑائی میں زندہ نہ رہا ۔ مگر **ملہار راؤ ہلکر** کہ اس کا مورچہ
نواب شجاع الدولہ اور نواب نجیب الدولہ کے مقابلے میں تھا وہ
البتہ اپنے سب ہمراہیوں کو لے کر نکل گیا اور اپنی جان بچائی ۔
اور **مہاجی** سیندھیا چچا دولت راؤ سیندھیا کا کہ مشہور بہ پٹیل
تھا اور بعد اس کے اس نے ہندوستان میں اقتدار عظیم حاصل کیا ۔
وہ بھی زخمی ہوکر بھاگا ۔ ایک سوار نے لشکر شاہی سے ساٹھ کوس
تک اس کا پیچھا کر کے بندوق کی گولی اس کے پاؤں میں مار کر
گھوڑے سے گرا دیا اور اس کے گھوڑے کا ساز و یراق لے کر

اپنے لشکر میں آیا - اسی سبب سے سماجی سنیدھیہ بے مدد دوسرے
آدمی کے چل نہیں سکتا تھا اور ایک پاؤں اس کا بالکل بے کار
ہو گیا تھا - اور **شمشیر بہادر** بھی اپنی گردن پر زخم کاری
کھا کر **بھرت پور** یا کمہیر کی طرف بھاگ گیا - ہر چند کہ
سورج مل جاٹ نے شمشیر بہادر کے زخم کا علاج کروایا -
مگر وہ زخم اچھا نہ ہوا - آخر کو مر گیا -

نقل ہے کہ لڑائی میں ولایتی لوگ ہر طرف مرہٹوں کا تعاقب
کرتے تھے - ایک قزلباش کسی مرہٹے کے قریب جا پہنچا -
وہ گھوڑی پر سوار تھا مرہٹے نے اپنی گھوڑی کو اڑایا
اور ایک چھت مکان **سونی بلاپت** پر پہنچایا - وہاں سے
چاہا کہ گھوڑی کو کدا کر دوسری طرف اتر جائے کہ دونوں
اگلے پاؤں منڈیر پر الجھ گئے - اور بعضے کہتے ہیں کہ لوہے کی
سینخ گھوڑی کے پیٹ میں لگ کر پار ہو گئی - پس وہ گھوڑی
اسی دم بے جان ہو گئی اور وہ مرہٹہ بھی گر کے مر گیا -
سمجھا چاہئیے کہ مرہٹے لوگ گھوڑیوں کی سواری اکثر پسند
کرتے ہیں اور ان کی گھوڑیاں بہت تیز رو اور چالاک سو سو
کوس کے دھاوے کی ہوتی ہیں - لوگوں نے مدت تک اس گھوڑی
کی لاش وہاں لٹکی ہوئی دیکھی - ابراہیم خان گاردی بھی گرفتار
ہو کر احمد شاہ درانی کے سامنے آیا - شاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا -
نواب شجاع الدولہ نے ہر چند اس کی شفاعت کی ، مگر شاہ نے
قبول نہ کی اور اس کو قتل کرایا - سبب یہ تھا کہ شاہ نے
کئی مرتبہ اس کو پیغام بھیجا تھا کہ ہماری رفاقت قبول کر
اور مرہٹوں کا ساتھ چھوڑ دے ، مگر اس نے نہ مانا تھا -

الحاصل اس لڑائی میں بہت سا مال و اسباب مرہٹوں کا شاہ درانی
کے ہاتھ لگا - فتح کے نقارے بجے اور ہر ایک کو سرداران لشکر
سے بعد ان کی لیاقت اور جانفشانی کے خلعت عنایت ہوئے - شاہ نے
از راہ کمال شفقت **عنایت خان** پسر عم حافظ الملک رحمت خان
کی طرف مخاطب ہو کر کہا : کہ یہ فتح تجھ کو مبارک ہو
اور رحمت خدا کی تجھ پر اور تیرے باپ پر ہو - بعد اس کے
سب سرداران ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا : کہ اب
ملک ہندوستان کا دہلی سے بنگالہ تک اور تمام دکن دشمنان دین
سے پاک ہو گیا - اب تم دلجمعی سے بآسائش تمام عمل داری
کرکے میرے حق میں دعا کرو - اور شجاع الدولہ کو کہ تمہاری
قوم میں نہیں ہے اس کو میں اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں - وہاں
پہنچ کر ایک بڑا ملک اس کو عنایت کرونگا - سب سردار
خاموش ہو گئے ، مگر حافظ الملک نے عرض کیا : کہ ہم میں
اور نواب شجاع الدولہ میں کچھ مغائرت نہیں ہے اور وہ ہمیشہ
معین و مددگار رہتے ہیں - اور یہ بات صحیح ہے کہ حضور
ان کو اپنے ہمراہ لے جا کر بہت سرفراز فرمائیں گے ، مگر
ہندوستان کے آدمی سب یہی کہیں گے کہ آخر کو ان پٹھانوں
نے ایک سردار ولایتی جو باقی بچا تھا اس کو بھی ہندوستان
سے نکال دیا - اس سبب سے ان کا جانا یہاں سے مناسب
نہیں ہے ، کہ ہم لوگوں کی بڑی بدنامی کی بات ہے - تب
شاہ نے فرمایا : کہ ہم کو فرزند خان بہادر سے عداوت نہیں
ہے - ہم نے تمہاری بہتری کے واسطے یہ بات تجویز کی تھی -

خبر اگر تم قبول نہیں کرتے ہو تم جانو ، مگر یاد رکھو کہ ایک روز اس کا نتیجہ بد پاؤ گے ۔ الحاصل شاہ درانی سب سرداروں کو ان کی حیثیت کے موافق امتیاز دے کر متوجہ ولایت ہوئے اور صوبہ داری سرہند کی **زین خان مہمند** کو عطا فرمائی ۔ اور خود کوچ بکوچ داخل قندھار ہوئے ۔

۱۳ - بیان توجہ احمد شاہ درانی کا پانچویں مرتبہ واسطے مدد باشندگان قصبہ جنڈالہ واقع پنجاب کے

کہتے ہیں کہ ایک رات احمد شاہ درانی خواب راحت میں تھے کہ یکایک نصف شب کو جاگ کر باہر آئے اور کسی کو خبر نہ کی ۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر تین سو سوار غلامان خاص کہ بطور چوکی کے در دولت پر حاضر رہتے تھے ان کو ساتھ لے کر ہندوستان کو روانہ ہوئے ۔ وقت چلنے کے نقیبوں کو ارشاد کیا: کہ اشرف الوزراء **شاہ ولی خان** سے کہہ دینا کہ جہاد کرنے کو ہندوستان میں جاتا ہوں ۔ تم سب فوج لے کر میرے پاس بہت جلد حاضر ہونا ۔ جب شاہ ولی خان وزیر نے یہ بات سنی اس کو نہایت حیرت اور تعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ آیا کیا معاملہ شاہ کو خواب میں نظر آیا کہ فوراً بغیر کہے سنے اس بے سامانی کے ساتھ چل دیئے ۔ چونکہ یہ وزیر نہایت ذی شعور اور صاحب تدبیر تھا اسی وقت پچاس ساٹھ فرمان اس مضمون کے سرداران نواح کے نام جاری کیے کہ بادشاہ بارادۂ جہاد ہندوستان کو روانہ ہو گئے ہیں ۔ تم کو لازم ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی بہت جلد شاہ کے حضور میں حاضر ہو ۔ اور خود بھی اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوا ۔ شاہ بطور یلغار

کوچ بکوچ دریائے سندھ اور جہلم وغیرہ کو اتر کر نواح لاہور میں وارد ہوئے - اس وقت میں شاہ کے پاس دس بارہ سوار سے زیادہ جمعیت نہ تھی - جب شاہ نے دریائے راوی سے عبور کیا ایک مسلمان وہاں کا رہنے والا شاہ کو ملا - شاہ نے پوچھا : کہ سکھ لوگ کہاں ہیں ؟ اس نے عرض کیا : کہ سب سکھ پنجاب کے جمع ہوکر قریب ستر اسی ہزار کے **قلعہ جنڈالہ** پر کہ **امرتسر** سے سات کوس کے فاصلے پر ہے گئے ہیں اور اس قلعے کو گھیر لیا ہے - اور اذان دینے کی ممانعت کی ہے - مسلمان بیچارے اپنی جان سے تنگ آئے ہیں - بادشاہ یہ سنتے ہی جنڈالہ کی طرف روانہ ہوئے - جب سکھوں کو یہ خبر پہنچی کہ شاہ درانی آ پہنچے سب محاصرہ سے دست بردار ہو کر بھاگ اٹھے - نانک شاہی فقیروں نے جب دیکھا کہ سب قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں حالانکہ ابھی شاہ درانی یہاں تک نہیں پہنچا ہے وہ سمجھے کہ شاید سکھوں نے اہل اسلام کو فریب دیا ہے کہ محصور لوگ ہم کو غافل جان کر دروازہ قلعہ کا کھول دیں - تب ہم دفعتاً قلعے میں گھس کر سب کا کام تمام کریں - آخر جاسوسوں نے اہل قلعہ کو خبر دی کہ کچھ حال سکھوں کا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کہاں گئے - اور چاروں طرف کئی کوس تک ان کا نام و نشان نہیں ہے - مگر یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شخص قبلہ رو ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے اور دو شخص بانات کی چادر کا سایہ اس کے سر پر کیے ہوئے کھڑے ہیں - اور وہ شخص جو بیٹھا ہے اس کے سر پر چار جیغے ہیں کہ ہوا سے ان جیغوں کے پر ہل رہے ہیں - اور دس بادہ آدمی اور تھوڑی دور کمال ادب سے بندوقیں اپنی ٹھوڑیوں سے لگائے

ہوئے کھڑے ہیں - جب سردار جنڈالہ نے یہ حال سنا اس نے معلوم کیا کہ یہ ضرور شاہ دین پناہ درانی ہے کہ ہماری مدد کے لئے تشریف لایا ہے - اس واسطے کہ یہ علامتیں اسی بادشاہ الوالعزم کی ہیں - پس سردار مذکور کچھ لوگ اپنی قوم کے مع نذر و نیاز بطور زمینداروں کے لے کر حاضر ہوا - دیکھا کہ فی‌الحقیقت شاہ درانی تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور قریب دو سو سوار کے روبرو اس کے پیادہ حاضر ہیں - تب سب آدمیوں نے شاہ کو کورنش کر کے نذریں دیں اور موافق دستور اپنی ولایت کے شاہ کے آس پاس پھرے اور عرض کیا : کہ ایک ساعت قبل تشریف لانے حضور کے بیس ہزار سکھ قلعے کا محاصرہ کیے تھے - جب حضور کی خبر آمد سنی تو سب سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے ، مگر یقین ہے کہ ابھی بہت دور نہ گئے ہونگے - صلاح یہ ہے کہ لشکر شاہی قریب قلعے کے ٹھہرے - شاہ نے : فرمایا کہ ہم یہیں ٹھہرینگے - کچھ مقام خوف اور ہراس کا نہیں ہے - اتنے میں اہل قلعہ کیا دیکھتے ہیں کہ فوج شاہی با دستہ‌ہائے غلامان صف شکن برابر چلی آتی ہے - پھر قریب شام شاہ ولی خان وزیر بھی داخل لشکر ہوا اور رات تک قریب تین ہزار آدمی کے جمع ہو گئے - شاہ نے اپنا خیمہ وہیں کھڑا کرایا اور صبح تک قریب چھ ہزار سوار کے جمعیت ہوگئی - جاسوس واسطے خبر لانے سکھوں کے مقرر ہوئے - شاہ ولی خان وزیر نے موقع دیکھ کر عرض کیا : کہ تشریف لانا حضرت کا ایسی جلدی اور اس بے سامانی کے ساتھ ملک دشمن میں مصلحت سے خالی نہ ہوگا - میں امید وار ہوں کہ اس اسرار سے فدوی کو آگاہ فرمائیے کہ میرا خلجان طبیعت دفع ہو - شاہ نے فرمایا کہ قریب نصف شب

کے خواب میں مجھ کو زیارت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محبوب سبحانی کی نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ احمد ہم نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے۔ جلد اٹھ اور پنجاب کو روانہ ہو کہ سکھوں نے جنڈالہ کے مسلمانوں کو نہایت تنگ اور عاجز کیا ہے۔ پس میں نے جب حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا پھر مجھ کو یہ پسند نہ آیا کہ میں اس حکم کی تعمیل میں ذرا سا بھی توقف کروں۔ اور فوج اور لشکر کے جمع کرنے میں عرصہ ہوتا۔ اس لئے محض فضل خدا پر تکیہ کر کے تعمیل حکم حضرت رسالت پناہ صلعم اس وقت جریدہ روانہ ہوا اور تم کو وہ حکم کہلا بھیجا۔ القصہ شاہ نے دو تین روز جنڈالہ میں مقام کیا۔ اسی عرصہ میں جاسوس خبر لائے کہ سب سکھ یہاں سے بھاگ کے موضع **کوپ** میں جا کر ٹھہرے ہیں اور **زین خان** مہمند صوبہ دار سندھ اور **بھیکن خان** مالیری اور دوسرے سرداروں اس نواح مثل **مرتضی خان** بھڑیچ و **قاسم خان** وغیرہ کو محاصرہ کر کے تنگ کر رکھا ہے۔ اور لشکر اہل اسلام کا بہت کم ہے۔ شاہ نے یہ حال سن کر جلد تر دو شخص زین خان کے پاس بھیج کو کہلا بھیجا کہ ہرگز مضطر نہ ہونا میں انشاء اللہ تعالی کل تیری مدد کو پہنچتا ہوں اور دلجمعی کے ساتھ سکھوں سے لڑ۔ اگر قلت فوج کا خیال کر کے تامل کرے گا تو مجرم ہوگا۔ زین خان بمجرد دریافت اس حکم کے صبح کو اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر میدان میں موجود ہوا اور سکھوں سے لڑنا شروع کیا۔ سرداران سکھوں نے بھی قریب بیس ہزار سوار کے زین خان کے مقابلے کو بھیجے اور جنگ ہونے لگی۔ عین لڑائی میں زین خان کو اپنی پشت پر گرد سواروں کی نظر آئی۔ ڈرا اور گمان کیا کہ شاید سکھوں کی

فوج نے ارادہ کیا ہے کہ دوسری طرف سے پہنچ کر زین خان کو مغلوب کر لیں۔ یہ سمجھ کر ایک شتر سوار کو اس بات کی تحقیق کے لئے بھیجا کہ پھر کر جلد خبر لائے۔ وہ شتر سوار آیا اور اس نے خبر دی کہ لشکر شاہی کے سوار آتے ہیں۔ یہ بات سن کر زین خان کو اطمینان ہوا۔ اتنے میں کئی نقیب پہنچے اور انہوں نے آ کر زین خان سے کہا: کہ شاہ نے فرمایا ہے کہ زین خان سے کہ دو کہ اپنے سب لوگوں سے کہے کہ اپنے سر پر خواہ کسی درخت کے پتے یا سبز گھاس رکھ لیں۔ اس واسطے کہ ہماری فوج قوم اوزبک ہے۔ ہم نے حکم کیا ہے کہ جس کے بدن میں لباس ہندی دیکھو اس کو بے محابا قتل کرو۔ اور تمہارے آدمیوں کی ہم نے یہ علامت ان سے کہ دی ہے کہ دھوکے میں آ کر تمہارے آدمیوں کو بھی نہ قتل کر ڈالیں۔ پس جس شخص کے سر پر پتا کسی درخت کا یا سبز گھاس ہوگی اس کو تمہاری فوج کا آدمی سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ سب ہمراہیان زین خان نے اس بات پر عمل کیا کہ درخت کے پتے یا سبز گھاس اپنے سروں پر رکھ لی۔ ذرا دیر نہ گذری تھی کہ فوج شاہی نے پہنچ کر سکھوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اگرچہ سکھ لوگ قریب اسی ہزار کے تھے مگر تاب مقابلے کی فوج شاہی سے نہ لائے اور شام تک بھاگ گئے۔ فوج شاہی نے ان کا تعاقب کر کے قریب تیس ہزار کے سکھوں کو قتل کیا۔ اور ان کا سر کاٹ کے شاہ کے حضور میں لائے۔ شاہ بعد قلع و قمع سکھوں کے چند روز وہاں مقام کر کے بدستور وہ ملک زین خان کو دے کر خود روانہ قندھار ہوئے۔

احمد شاہ بابا کا فرمان حافظ محمد صدیق قاضی لاہور کے نام

یہ فرمان شاہ غازی نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ (۲۶ دسمبر ۱۷۶۶ء) کو نواب دادر خان (میر سید عتیق اللہ) کو لاہور کا وائسرائے (نائب السلطنہ) مقرر کرنے کے وقت جاری کیا تھا۔

۱۴ - بیان توجہ فرمانا شاہ درانی کا چھٹی مرتبہ ہندوستان کو

جب پھر سکھوں نے جمیعت کر کے اور جماؤ باندھ کے مسلمانوں کو لوٹنا اور ایذا دینا شروع کیا شاہ درانی اس حال کو سن کر پھر قندھار سے اس طرف کو روانہ ہوئے اور انبالے میں، کہ دھلی سے سو کوس طرف لاھور کے ھے، تشریف لائے۔ اس وقت میں سب پٹھان ہندوستان کے بطفیل شان و شوکت شاہ درانی بے خوف و خطر اوقات اپنے نہایت خوشی سے گذران کر اچھی طرح سے حکمرانی کرتے تھے۔ اب جو ان کو معلوم ہوا کہ شاہ درانی اس طرف آتے ھیں تو ان کے آنے کو خلل انداز اپنے عیش و آرام کا سمجھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرضیاں لکھ کر اپنے وکیلوں کے ہاتھ حضور شاھی میں بھیجیں اور لطائف الحیل سے عذر غیر حاضری کا بیان کیا۔ اور ان سب لوگوں میں سے نواب نجیب‌الدولہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اب حضرت کے اقبال بے زوال سے کسی طرح کا خلل اور کوئی غنیم ملک ہندوستان میں باقی نہیں رہا۔ اب حضور اپنی ولایت کو تشریف لے جاکر آسائش فرمائیں۔ شاہ نے صوبہ داری سرھند کی نواب مسطور کو عنایت کی اور موافق سفارش شاہ ولی خان وزیر کے حکومت پٹیالہ کی امر سنگھ کو، کہ مدت سے وہ وہاں حاکم تھا، مرحمت

کر کے خلعت اور خطاب راجۂ راجگان دے کر اس کو ممتاز فرمایا ۔ چنانچہ اب تک پٹیالہ و سرھند میں اسی راجہ کی اولاد کا عمل ہے ۔ کہتے ھیں کہ راجۂ مذکور نے بنظر اظہار و خلوص عقیدت نسبت شاہ ولی خان وزیر کے کہ بامی زئی تھے اپنی مہر میں امر سنگھ بامی زئی کھدوایا تھا ۔ الحاصل شاہ درانی نے اپنی فراست اور دانائی سے دریافت کیا کے میں تو اپنے اوپر تکلیف شاقہ اٹھا کر مفسدان ھندوستان کی تنبیہ کے واسطے آیا کرتا ھوں اور یہ پٹھان ھندوستان کے میری فوج کے آنے سے خوش نہیں بلکہ ملول ھوتے ھیں ، اس واسطے شاہ درانی نے اپنی ولایت کو معاودت فرمائی ۔

۱۵ - بیان وفات احمد شاه درانی کا

جب احمد شاه درانی هندوستان سے قندهار کو تشریف لے گئے کئی برس عیش و کامرانی اور کمال راحت و آسایش سے بسر کی - پھر تقدیر الہی سے ان کی ناک میں ناسور پڑ گیا اور مزاج نے حد اعتدال سے تجاوز کیا - هر چند طبیب حاذق دوا و علاج میں بدل و جان توجه کرتے تھے مگر کچھ فائده نه هوتا تھا اور روز بروز ضعف و ناتوانی ترق پر تھی - تیمور شاه شہزاده که هرات میں تھا جب اس کو شاه عالی رتبه یعنی پدر بزرگوار کی علالت کی خبر پہنچی چاها که واسطے عیادت کے حاضر هو ، مگر چونکه شاه ولی خان وزیر کو شاهزادے سے کدورت اور کاوش تھی اس نے شاه سے کچھ ایسا که دیا تھا که شاه نے شہزادے کو آنے سے ممانعت لکھی - اور کچھ لوگ متعین کیے که اگر شہزادے نے هرات سے قندهار کے آنے کا قصد کیا هو اور روانه هو چکے هوں تو راه سے پھر ان کو هرات کی طرف پھیر لے جائیں - الحاصل شہزاده به مجبوری چار کوس قندهار سے هرات کو لوٹ گیا اور شاه نے ۲۳ سال ۲ مہینے چند روز سلطنت کر کے سن ۱۱۸٦ھ کو جہان فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا[1] -

اور لڑکے ان کے جو مشہور تھے ان کے نام یه هیں :

1 - ۲۰ رجب ۱۱۸٦ھ (۲۳ اکتوبر ۱۷۷۲ء)

تیمور شاه ، سلیمان شاه ، سکندر شاه ، پرویز - سوا تیمور شاه کے اوروں کو شاه نے قید رکھا تھا - جب بادشاه نے وفات پائی شاه ولی خان وزیر اور دوسرے امرائے سلطنت نے بموجب شریعت نبوی اور مذهب حنفی کے تجہیز و تکفین کر کے بمقام **احمد شاهی** قندهار میں دفن کیا - اب تک درانی لوگ اور اولاد اس شاه کی اس کی قبر کا اس قدر پاس اور ادب کرتے هیں که اگر کوئی خونی واجب القتل ان کے مقبرے میں جا کر پناه لیتا هے تو اس کو گرفتار نہیں کرتے اور قصاص نہیں لیتے - آخر کار شاه ولی خان وزیر نے **سلیمان شاه** ، برادر علاتی تیمور شاه کو که اس وزیر کا داماد تھا ، تخت سلطنت پر بٹھا کر سکه اور خطبه اس کے نام کا جاری کیا - جب خبر رحلت شاه درانی کی شاه تیمور کو پہنچی مع تمام امراء اور فوج همراهی کے برسم تعزیت و ماتم‌داری هرات سے قندهار کو روانه هوئے - وزیر مذکور ڈیڑھ سو آدمی اپنے ساتھ لے کر بطور استقبال تیمور شاه کے شہر سے روانه هوا - اور غرض اس کی جانے سے یه تھی که شہزاده تیمور شاه کو کچھ فریب دے کر اپنے ساتھ لا کر قید کر لے - جب تیمور شاه **فراه** میں پہنچے شہزادے کو معلوم هوا که وزیر ڈیڑھ سو آدمی لے کر میری ملاقات کو آیا هے - شہزادے کے ارکان دولت مثل قاضی فیض الله وغیره نے عرض کیا که هم کو اس وزیر کے اوپر اعتماد نہیں - یه شخص فریبی اور مکار هے - جب آپ کے پاس آئیگا تو ایسی ایسی باتیں کرے گا که آپ فریفته هو جائینگے اور جو بات که اس کے دل میں هے وه خاطر خواه ظہور میں آئیگی - اس سے بہتر یه هے که قبل اس کے که وه آپ کے پاس

آئے کام اس نالائق کا تمام کیا جائے ۔ تیمور شاہ کو یہ صلاح اپنے خیر خواھوں کی پسند آئی ۔ اس سبب سے کہ شہزادے کو بھی اس کی طرف سے اطمینان نہ تھا ۔ پس ان کو خان درانی بامی زئی کو، کہ وزیر مذکور کے قریبیوں میں تھا ، شہزادے نے حکم دیا کہ تو جا کر وزیر اور اس کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ۔ چنانچہ خان مذکور گیا اور اس نے وزیر اور اس کے لڑکوں کو قتل کیا ۔ اور دو بھانجے وزیر کے کہ اس کے همراہ تھے اسلام خان کے ھاتھ سے مارے گئے ۔ پھر شہزادے کے حکم سے پانچوں لاشیں اس نہر کے کنارے پر کہ وزیر کی بنائی ہوئی تھی دفن کی گئیں ۔
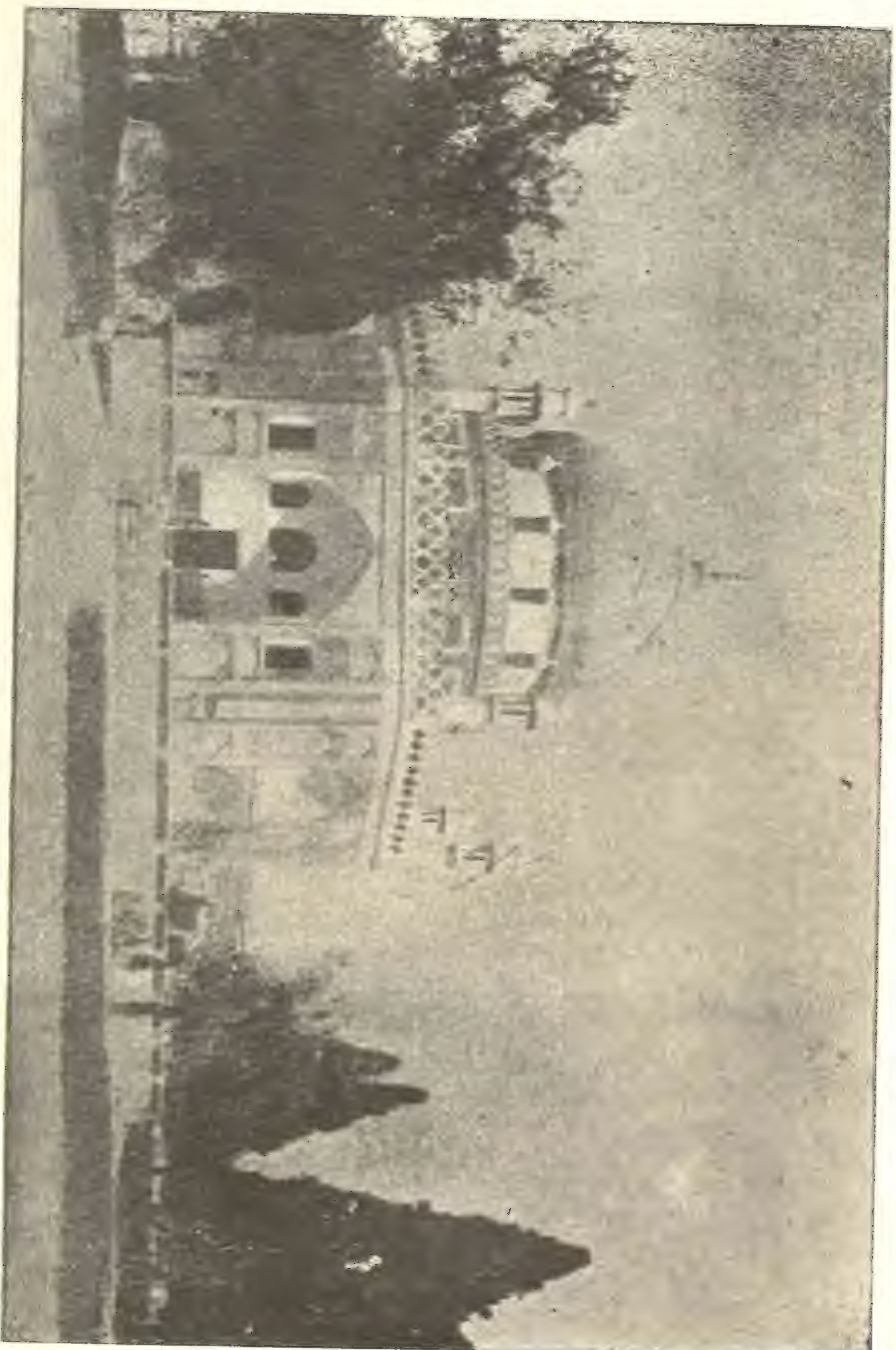
ارامگاه اعلیحضرت احمد شاه بابای غازی

۱۷۷۲ء میں حدود سلطنت احمد شاہ بابا

بحرِ ہند

100 0 100 200 300 MILES

100 0 100 200 300 400 500 Kilometers
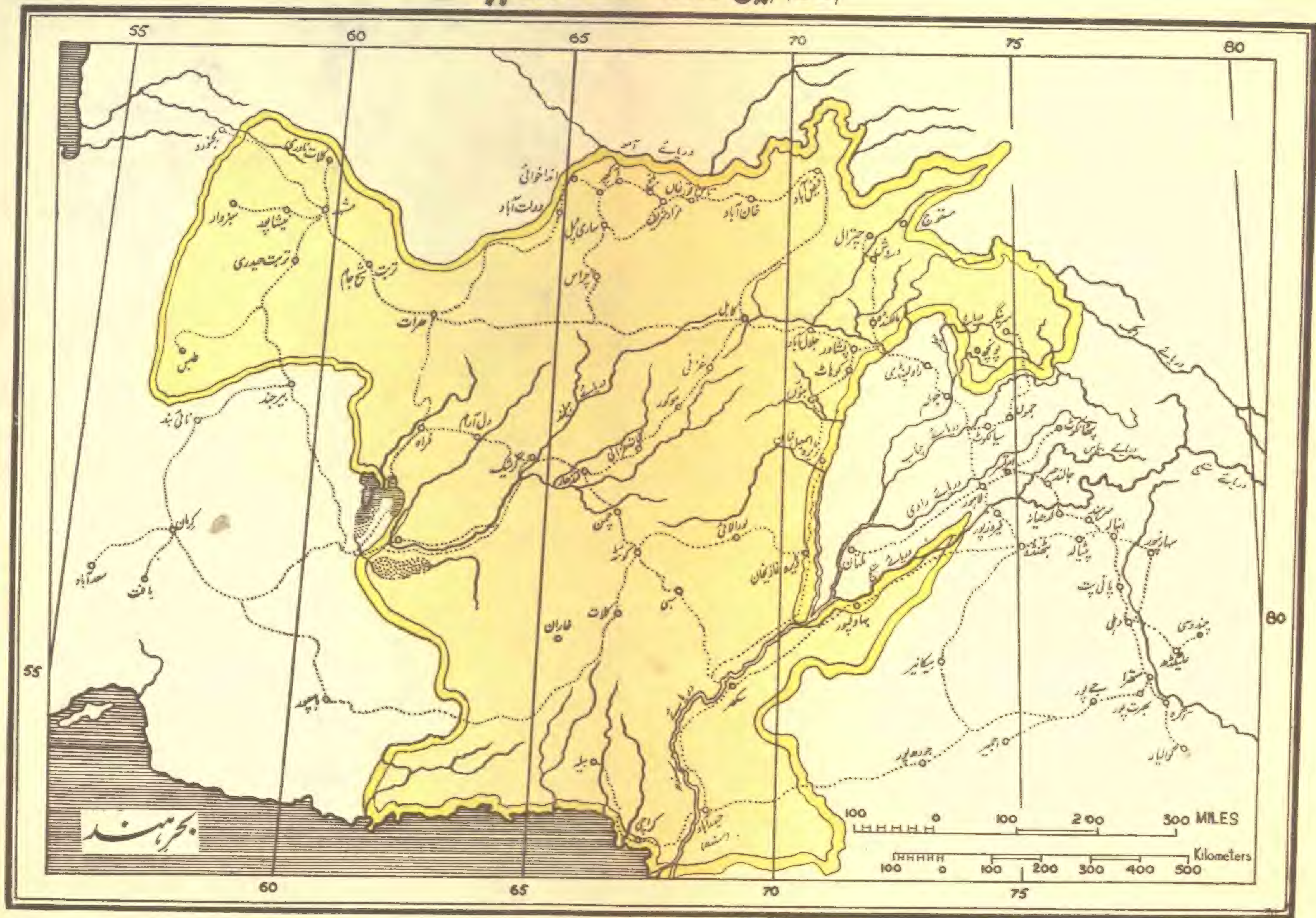
۱۶ - بیان جلوس تیمور شاہ کا تخت سلطنت درانیہ پر

جب شہزادہ تیمور شاہ نے وزیر کی طرف سے اطمینان حاصل کیا تو قندھار میں پہنچ کر دولت خانۂ شاہی میں نزول فرمایا۔ سلیمان شاہ، کہ شاہ ولی خان وزیر نے اس کو تخت پر بٹھایا تھا، وہ تیمور شاہ اپنے بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کہ یہ سلطنت از روئے استحقاق کے آپ کو پہنچتی ہے حضرت کو مبارک ہو۔ میں بے تقصیر ہوں۔ غرض کہ تیمور شاہ نے بساعت سعید سریر شہر یاری پر جلوس کیا اور سلیمان شاہ کی بہت تسلی اور تشفی کی اور فرمایا: کہ میری طرف سے ہر طرح خاطر جمع رکھ۔ تیمور شاہ کا سکہ یہ تھا:

چرخ می آرد طلا و نقرہ از خورشید و ماہ
تا زند بر چہرہ نقش سکۂ تیمور شاہ

اور تیمور کی انگوٹھی میں یہ لکھا تھا:

علم شد از عنایات الہی
بعالم دولت تیمور شاہی

الحاصل جب تیمور شاہ نے لوازم جشن اور مراتب بزم سے فراغت کی تب سب امراء و اعیان سلطنت کو بقدر حال اور حیثیت

هر شخص کے خلعت اور خطاب عنایت فرمائے اور مخالف اور سرکشوں کو سزا قرار واقعی دی ۔ اور چند روز واسطے انتظام قندھار کے قیام کیا ۔ بعد اس کے چونکہ سب درانیوں کو بہ سبب قتل شاہ ولی خان وزیر اور اس کے لڑکوں اور بھانجوں کے تیمور شاہ کی طرف سے دل میں عداوت تھی اس واسطے تیمور شاہ نے ٹھہرنا اپنا قندھار میں مناسب نہ جانا اور اپنی فوج اعتمادی مثل دستۂ غلامان صف شکن وغیرہ کو ساتھ لے کر روانہ کابل ہوئے ۔ اور جہان خان سپہ سالار بھی ہم رکاب تھا ۔ جب کابل میں داخل ہوئے بندوبست اس ملک کا کرکے دیوان بیگی اور چند سرداران باغیوں کو قتل کروایا ۔ مگر درانیوں سے ان کو ہمیشہ خوف و خطر رہتا تھا ۔ چنانچہ اس وقت میں **عبدالخالق** نامی درانی نے چچا احمد شاہ درانی کا بن کر باغوا و تقویت درانیان قندھار دعوی سلطنت کا کرکے ایک شورش اور فساد عظیم برپا کیا ۔ اور قریب ساٹھ ہزار سوار جمع کر کے کابل کو روانہ ہوا ۔ اس وقت میں تیمور شاہ کے پاس ہوگی چھ ہزار سوار تھے ۔ ان کا بھی یہ حال کہ باپ تیمور شاہ کا نوکر اور بیٹا مخالف کے ساتھ ۔ بہر کیف تیمور شاہ اللہ کی ذات پاک پر توکل کر کے باوجود قلت سپاہ کے کابل سے نکل کر عبدالخالق کے مقابلے کو آمادہ ہوا ۔ **محراب خان ، پائندہ خان** اور **دلدار خان** ہمراہی عبدالخالق کی ترک کرکے تیمور شاہ سے آ ملے ۔ غرض کہ دونوں طرف لڑائی شروع ہوئی اور معرکۂ عظیم واقع ہوا ۔ آخر کو باغیوں نے شکست کھائی اور عبدالخالق گرفتار ہو کر تیمور شاہ کے پاس آیا ۔ شاہ نے اس کی دونوں آنکھیں نکلوا ڈالیں ۔ باقی درانی لوگ ، کہ جن کو

سردار پاینده خان
تیمور شاہ کا ایک وزیر

تیمور شاہ

تیمور شاہ کی فوج والے گرفتار کر لائے ، تیمور شاہ نے ان کو سپاھیوں سے سیر سیر بھر اناج کو خرید کر کے آزاد کر دیا ۔ اس طرح سرداران فوج شاھی نے بھی قیدیوں کو خریدا اور آزاد کردیا ۔ **اور** جو سردار لوگ کہ مخالف کا ساتھ چھوڑ کے تیمور شاہ کی خدمت میں حاضر ھوئے انہوں نے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی ۔ چنانچہ **پائندہ خان** بارک زئی کو **سرفراز خان** کا خطاب ملا اور **دلدار خان** اسحاق زئی کو **مدد خان** خطاب دیا ۔ اور جو لوگ شریک عبدالخالق کے تھے تیمور شاہ نے ان کو تلاش کر کے قتل کرایا اور بدستور کابل میں رونق افروز ھوئے ۔ اس وقت سے قوم مغل اور قزلباش دستۂ غلامان پر اعتماد کامل حاصل ھوا اور انہیں دو فرقوں کو ھر جگہ سے بہم پہنچا کر اپنا نوکر کرتے تھے ۔ اور قوم درانی نظر تیمور شاہ سے گر گئے ۔ اور قاضی فیض اللہ کو مدارالمہام سلطنت اور مشیر تدبیر مملکت مقرر کیا ۔ یہاں تک کہ قاضی موصوف کو رفتہ رفتہ تیمور شاہ کے مزاج میں نہایت دخل ھوگیا اور سب سے ممتاز ھوا ۔ اور عبداللطیف خان جامی وکیل رعایا اور مختار امور سلطنت اور عبدالغفار ، کہ یہ ایک لاھور کے کمہار کا لڑکا تھا ، عہد احمد شاہ میں مسلمان ھوکر علوم دینی اور فنون دنیوی خوب حاصل کر کے یکتائے زمانہ ھوا ، اس کو تیمور شاہ نے کار پرداز امور سلطنت مقرر کیا ۔ اور سب انتظام کارخانۂ سلطنت کا ان لوگوں کے سپرد کرکے آپ گرمی کا موسم کابل میں اور جاڑے کا موسم پشاور میں بسر کرتے تھے ۔ اور تمام رعایا اور رئیس نہایت عیش و آرام سے زندگانی بسر کرتے تھے ۔

١٧ - بیان خروج فیض‌اللہ خان خلیل کا پشاور میں اور قتل ہونا اس کا

فیض اللہ خلیل رئیس اور زمیندار نواح پشاور کے دل میں ہوس سلطنت کی ہوئی - اس نے **یعقوب خان** خواجہ سرا کو کہ تیمور شاہ کے نزدیک بہت معتمد تھا اور دوسرے کئی سرداروں کو اپنے ساتھ متفق کر کے از روے مکر و فریب کے تیمور شاہ سے عرض کیا : کہ حضور بہت سے سکھوں نے جمعیت کر کے مسلمانان پنجاب کی اذیت کا قصد کیا ہے - اگر حکم ہو تو میں بہت سے پٹھانوں کو جمع کر کے ملک پنجاب میں پہنچوں اور ان موذیوں کو مسلمانوں کی ایذا رسانی سے باز رکھوں اور فتح کروں - تیمور شاہ نے اس نظر سے کہ اس شخص نے ایک امر خیر کا ارادہ کیا ہے اس کو اجازت دی - فیض اللہ خان خلیل نے کچھ لوگ اپنی قوم کے اور کچھ پٹھان نواح کشمیر کے اور کچھ یوسف زئی قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کیے - ایک دن تیمور شاہ حسب معمول کھانا دوپہر کا کھا کے بالاحصار پشاور میں سوتے تھے کہ دفعتاً فیض اللہ خان مذکور اپنے آدمیوں کو لے کر قلعے میں داخل ہوا - درانیوں نے کہا کہ اس وقت بادشاہ آرام کرتے ہیں ، کہاں جاؤ گے ؟

اس نے کہا : کہ مجھ کو بادشاہ نے واسطے ملاحظہ جمعیت اور سامان جنگ کے بلایا ہے - یہ کہ کر آگے بڑھا اور تلوار کھینچ کر دربانوں کو قتل کرنا شروع کیا - اور پٹھان لوگ قحط زدوں کی طرح باورچی خانے میں جا گھسے اور وہ کھانے ، کہ انھوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے ، کھانے لگے - اور ناظر وغیرہ محافظان باورچی خانے کو زخمی کیا - عورتیں ترکیہ اور قلماقنیان و حبشیہ کہ حرم سرا میں تھیں جب انھوں نے پٹھانوں کا مجمع حرم سرا میں دیکھا تو مضطر ہو کر بادشاہ کو جگایا - بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر بنگلے پر ، کہ فصیل بالا حصار پر بنا تھا، چڑھ کر زینے کو اوپر کھینچ لیا اور غلاموں کا دستہ اور پہرے کے آدمی جو زیر قلعہ تھے ان کو حکم دیا کہ کسی دستار بند کو زندہ نہ چھوڑو - چن چن کر قتل کرو- انھوں نے سب کو قتل کیا - چنانچہ بہت سے عالم پشاور کے بھی ان کے شمول میں قتل ہوئے - صحن قلعے کا اور حرم سرائے شاہی لاشوں سے بھر گیا - سوا ان لوگوں کے جو نواح پشاور میں پانچ سات کوس تک مقتول پڑے تھے ، قریب چھ ہزار مقتول شمار میں آئے - فیض‌اللہ خان خلیل بھی اپنے لڑکوں سمیت گرفتار ہو کر آیا - بادشاہ نے اس کو بھی قتل کروایا اور بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ میاں **محمدی** پیرزادہ بیٹا شیخ عمر ساکن **چمکنا** بھی شریک کار اور صلاح کار بغاوت کا تھا - اس لئے حکم ہوا کہ قصبۂ چمکنا بھی لوٹ لو - چنانچہ تھوڑا سا قصبہ لٹا تھا کہ سرداران درانی نے سفارش کر کے لوٹ وہاں کی موقوف کروائی - پھر یہ بھی دریافت ہوا کہ یہ فساد

یعقوب خان خواجه سرا کی ذات سے پیدا هوا - یعنی اس نے فیض‌الله خان سے کہا تھا که میں قلعے کے دروازه سے خواب گه شاهی تک چاول پھیلا دوں گا - اس کے نشان سے تم خواب گه تک پہنچ کر اپنا کام کر لینا - اس وجه سے خواجه سرا کو بھی بڑی تکلیف سے قتل کرایا -

١٨ - بیان توجه کرنا تیمور شاه کا واسطے تسخیر قلعهٔ ملتان اور سزا دینے سکھوں کے

چونکه تیمور شاه اپنی قوم کی بغاوت کی اصلاح میں مشغول تھے اس سبب سے سکھوں نے ملتان پر قبضه کر لیا - جب یه خبر تیمور شاه کو پہنچی که سکھ لوگ قریب ساٹھ هزار کے دریاے چناب اور راوی سے عبور کر کے **ڈیره اسماعیل خان** اور **ڈیره غازی خان** وغیره اور ملک سندھ پر قبضه کیا چاھتے ھیں - تیمور شاه نے پہلے **حاجی علی خان** نامی سردار کو سکھوں کی فہمائش کیلئے بھیجا که ان کو سمجھائے که حد اعتدال سے تجاوز کرنا تمہارے حق میں بہتر نہیں ھے ، مناسب ھے که سمجھ بوجھ کر کام کرو - سکھوں نے بسبب غرور جمعیت کے شاه کے کہنے پر کچھ خیال نه کیا اور قاصد سردار کو درخت سے باندھ کر گولیوں سے مار ڈالا اور کہا : که هم کو بادشاه ڈراتا ھے ، حالانکه هم بادشاه سے کڑاه گرو اپنے کا چاھتے ھیں - بادشاه هم سے ڈر کر همارے گرو کے لئے لوھے کے کڑاه میں حلوا پکائے - جب جاسوسوں نے جو قاصد کے ساتھ تھے یه خبر بادشاه کو پہنچائی، بادشاه کو اس بات کے سننے سے بڑا غصه آیا - اور سرخ پوشاک منگوا کر پہنی (ایسا لباس پہننا بادشاه کا دلیل نہایت غضب اور قہر کی هوتی ھے) اور دیوان عام میں داخل هو کر

حکم کیا کہ تمام سردار رکاب دولت کے مع افواج همراہی مسلح
و مستعد حضور میں حاضر هوں ـ اور دوسرے امراء بھی حسب الحکم
بادشاہ مع سپاہ تیار ہو کر دو دو صفیں باندھ کر دونوں طرف کھڑے
ہوئے ـ شاہ هاتھی پر سوار ہو کر فوج کو ملاحظہ کرتے تھے اور
دور کے آدمیوں کو دوربین سے دیکھ رہے تھے ـ یکایک کیا دیکھتے
ہیں کہ سردار وکیل الرعایا **حاجی** کہ مالک پندرہ هزار سوار کا تھا
اور سردار **مدد خان** یہ دونوں بہت فاصلے سے اپنے گھوڑوں کے
سایہ میں بیٹھے تھے ـ بادشاہ نے چوبداروں کو اشارہ کیا ـ
انہوں نے سرداروں سے جاکر کہا : کہ تم زمین پر لیٹ جاؤ ـ
جب وہ لیٹ گئے تب چوبداروں نے دس دس جریبیں ان کی کمر
میں ماریں ـ وہ لوگ اپنی سعادت سمجھ کر گھوڑوں پر سوار ہوئے ـ
اس طرح جو سردار اور سوار گھوڑے کے سائے کے نیچے بیٹھا تھا
اس کو بھی سزا دی گئی ـ ایک عالم صاحب عزت کہ بادشاہ کے
مصاحب تھے انہوں نے پوچھا : کہ ان سرداروں کی تنبیہ اس
صورت سے جو کی گئی اس میں کیا مصلحت اور حکمت تھی ؟
بادشاہ نے کہا : کہ میں نے دوربین سے دیکھا کہ یہ لوگ
گھوڑوں کے سائے میں بیٹھے ہیں ـ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب
آرام طلب ہیں ـ تمام فوج تو دھوپ میں کھڑی ہے اور ہم جہاد
کا ارادہ رکھتے ہیں ـ یہ حرکت ان لوگوں کی ہم کو نہایت
ناپسند ہوئی ـ اس واسطے ان کو یہ ذلت دی گئی کہ پھر ایسا
نہ کریں اور جفاکشی اختیار کریں ـ اب کل اس کے عوض میں
ان کو اچھے خلعت عنایت کروں گا ـ الغرض بادشاہ نے قوم یوسف زئی
اور درانی اور مغول اور قزلباشی سے قریب اٹھارہ هزار آدمی ، کہ

مرد دلیر اور صاحب جرأت تھے، انتخاب کرکے **زنگی خان** درانی
خارجی باشی کو ، کہ مرد صاحب تدبیر تھا ، سردار ان کا مقرر
کر کے حکم کیا کہ اس قوم پر پہنچ کر قتل اور لوٹ شروع
کریں ـ اور سر ان لوگوں کے کاٹ کر حضور میں بھیجیں ـ

زنگی خان موافق اس رسم ولایت کے تین بار گرد هاتھی سواری
بادشاہ کے پھرا ـ پھر بادشاہ نے سہ پہر کو باشارہ هلانے کے
رومال کے حکم کیا کہ روانہ ہو ـ اور ان لوگوں کو بھی
حکم دیا کہ کوئی راہ میں کلام نہ کرے اور وقت لڑنے کے گالی
زبان سے نہ نکالے ـ اس واسطے کہ ان باتوں سے ثواب جہاد کا
باطل ہو جاتا ہے ـ بہر کیف سردار مذکور مع فوج روانہ ہوا ـ
آدھی فوج کے بعد عبور دریائے سندھ کے کہ ایک پہر دن باقی تھا
تمام رات دوسرے روز تک اس صورت سے چلے جاتے تھے کہ کوئی
شخص کسی سے بات نہ کرتا تھا ـ جب دوسرا دن ہوا ڈیڑھ پہر
دن باقی رہے آٹھ گروہ سکھوں کے بھی آ پہنچے اور گھوڑوں سے
اتر کر دانہ گھاس کی فکر کی ـ اور سردار لشکر اسلام نے لشکر
سکھوں سے کچھ فاصلے پر قیام کر کے حکم دیا کہ گرد لشکر
کے سوار کھڑے ہوکر نگہبانی کریں اور کوئی مسافر سکھوں کے
لشکر کی طرف جانے نہ پائے ، تاکہ ان کو ہمارے لشکر کی مطلق
خبر نہ ہو . القصہ ڈیڑھ پہر دن اور تین پہر رات لشکر اسلام
نے اپنے گھوڑوں کو اس جنگل میں خوب چرایا اور آپ بھی خوب
کھانا کھا کے آسودہ ہوئے ـ اور پہر رات رہے سردار لشکر
اسلام نے اپنی فوج کے تین غول بنائے ـ ایک غول قوم مغل
اور قزلباش کو داهنی طرف اور قندهار کے درانیوں کو بائیں

طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ دائیں بائیں برابر برابر قدم بقدم چلے آئیں اور اس کے خلاف ہرگز نہ کریں ۔ اور آپ پانچ ہزار سوار نیزہ باز یوسف زئی اور قندھار کے درانیوں کو لے کر روانہ ہوا ۔ جب لشکر سکھوں کا دو کوس رہ گیا اور صبح ہوگئی تب سردار نے نماز ادا کی اور فاتحہ خیر پڑھکر سوار ہوا ۔ سکھ لوگ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ مع فوج پشاور میں ہے اور وہاں سے ایک سو کوس کا فاصلہ تھا اور دریائے سندھ درمیان میں حائل ہے ۔ اس سبب سے غافل اور مطمئن تھے کہ دفعتاً لشکر اسلام مانند بلائے ناگہانی کے سکھوں پر جا گرا۔ وہ لوگ بھی جھٹ پٹ اپنے گھوڑوں پر، کہ کسے ہوئے کھڑے تھے، سوار ہوکر مقابلے پر مستعد ہوئے ۔ تب دلاوران دیندار نے بندوقوں کے شلک سے بہت سے سکھوں کو بے جان کیا اور غول دائیں اور بائیں کا تلواریں کھینچ کران پر جا پہنچا ۔ چونکہ فوج سکھوں کی کثیر تھی اور لشکر اسلام کم ۔ تب زنگی خان سردار نے اپنی ٹوپی سر سے آتار کے ننگے سر ہو کر واسطے فتح لشکر اسلام کے جناب کبریا میں دعا کی اور فوج سے کہا : کہ بہادرو یہی وقت شجاعت اور دلیری کا ہے ۔ اس وقت آبرو کو جان پر عزیز نہ رکھو اور ان کافروں سے دل توڑ کر لڑو ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور اس کے فضل و کرم سے تم فتح یاب ہو گے ۔ سردار کے اس کلام سے تمام لوگ مستعد جانفشانی ہوئے اور سکھوں سے لڑنا شروع کیا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے لشکر اسلام سکھوں پر غالب آیا اور کفار نے شکست کھائی اور سب بھاگ اٹھے ۔ فوج منصور نے ان کا تعاقب کیا اور اس معرکے سے کوئی سکھ زندہ نہ بچا ۔ اور قریب تیس ہزار سکھ قتل ہوئے۔

ایک گروہ کہ سکھوں کا ذرا علیحدہ تھا اس نے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا کہ پار ہوکر امان پائیں ۔ جوانان مغل نے ان پر پہنچ کر بندوقوں کی باڑ ماری اور سب کو غرق دریائے عدم کیا ۔ مگر دو ہزار سوار سکھوں کے دریا اتر کے بچ گئے ۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کیونکر پار ہوئے اور کس طرح سے فرصت عبور کی پائی ۔ الحاصل بعد قتل اور لوٹ کے تیس ہزار سکھوں کے سر کاٹ کر اس نواح سے اونٹ بہم پہنچا کر ان پر سر ان کے لاد کے سہ پہر کو روانہ پشاور کیا ۔ ادھر سے بادشاہ تشریف لاتے تھے ۔ راہ میں سردار نے قدم بوسی حاصل کر کے وہ سب سر نظر بادشاہ سے گذرائے ۔ اور یہ فتح و فیروزی زنگی خان سردار کو چوتھے دن روز رخصت سے نصیب ہوئی ۔ بادشاہ نے خلعت اور انعام سب سرداروں کو مثل **زنگی خان** اور **شاہ ولی خان** پسر فتح خان کمال زئی اور **بہادر خان** پسر فیض طالب خان محمد زئی اور سرداران یوسف زئی اور مغول کو عنایت فرمایا ۔ اور یہ سب جوان مورد تحسین و آفرین ہوئے ۔ اور بادشاہ کوچ بکوچ داخل ملتان ہوئے۔ وہاں پہنچ کر قلعے کے محاصرے کا حکم دیا ۔ چند روز محاصرہ رہا آخر کو سکھوں نے کہ قلعہ میں تھے عاجز آکر امان چاہی اور مال و اسباب اور کنجی قلعہ کی کار پردازان شاہی کے حوالے کی ۔ بادشاہ نے صوبہ داری قلعۂ ملتان کی **شجاع خان** صدو زئی کو عنایت کی اور آپ دریائے سندھ اتر کے رونق افروز پشاور ہوکر سیر و شکار میں مشغول ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ۱۲۱۳ھ [۱۷۹۸ء] تک صوبۂ ملتان داخل ممالک محروسۂ درانیہ

تھا اور صوبہ دار وہاں کا نواب **مظفر خان بہادر** صفدر جنگ
بیٹا شجاع خان مذکور کا ہے ۔ بعد چند روز کے سردار مدد خان
واسطے تنبیہ تادیب سندھیوں کے حسب استدعاے حاکم شہر شکار پور
بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا ۔ اس نے جو لوگ باغی تھے ان
کو سزا دی اور سب سرکشوں کو پھر حاکم شکار پور کا مطیع و
فرمانبردار کر کے حضور بادشاہ میں حاضر ہوا ۔

۱۹ - بیان توجہ فرمانا تیمور شاہ کا دوسری بار بہ سمت ملتان واسطے تسخیر ملک بہاولپور وغیرہ کے

چونکہ رکن‌الدین **محمد بہاول خان** بہادر عباسی نصرت
جنگ حافظ الملک سردار قوم داؤد پوترہ کا بہت سے ملک نواح
سندھ اور ملتان وغیرہ کے اپنے قبضے میں لا کر بدون مزاحمت
غیر کے حکمرانی کرتا تھا اور کسی کو اس ملک کا محصول
کچھ نہیں دیتا تھا ، اس سبب سے تیمور شاہ کے دل میں آیا کہ
اس ملک کو بھی داخل ممالک محروسہ کر کے اس کو
اپنی اطاعت میں لائے ۔ چنانچہ یہ قصد مصمم کر کے ملتان
میں داخل ہوئے ۔ شہر بہاولپور ، کہ دارالریاست بہاول خان
کا تھا ، ملتان سے پینتیس کوس کے فاصلے پر جانب مشرق مائل
بہ جنوب ہے ۔ جب بہاول خان مذکور کو معلوم ہوا ، کہ
تیمور شاہ میرے ملک کے لینے کو آئے ہیں ، اپنے عیال و اطفال
کو لے کر اس قلعہ میں ، کہ ریگستان بے آب میں بنایا تھا ، جا بیٹھا ۔
فوج شاہی نے بہاولپور میں جا کر لوٹ شروع کی اور بہت سے
مکانات میں آگ لگا دی ۔ تیمور شاہ نے بھی وہاں جا کر جو اسباب

بہاول خان کا قلعہ میں تھا اس کے لوٹنے کا حکم دے دیا اور فرمایا : کہ بیس ہزار سوار تین روز کا سامان کھانے پینے کا لے کر قلعۂ بے آب پر جائیں اور تین روز کے بعد فوج اول پھر آئے - پھر بیس ہزار سوار دوسری فوج کے مع سامان وہاں جائیں - کہتے ہیں کہ پہلے سردار **مدد خان** بیس ہزار سوار لے کر بموجب حکم تیمور شاہ کے گیا تھا - جب اس کو معلوم ہوا کہ اس جنگل میں مطلق پانی نہیں فوج بادشاہی پانی کے نہ ملنے سے بہت تکلیف اٹھائے گی ، تب سردار مذکور نے کئی کنویں کھدوائے کہ ان کا پانی تمام فوج کو کافی ہوگیا - پھر اسی فوج اول نے پانی کی طرف سے مطمئن ہو کر قلعہ پر گولے مارنا شروع کیے - چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم تھا - گولوں کی ضرب نے کچھ اس پر اثرنہ کیا ، مگر ایک گولہ اتفاقاً ایک روشن دان میں جا لگا - قریب اس کے باروت خانہ تھا اس میں جا پڑا - اس باروت کے اڑنے سے ایک زلزلۂ عظیم ارکان قلعہ میں پڑ گیا - سب اہل قلعہ اس کے صدمہ سے بدحواس و مضطر ہو گئے اور مجبور ہو کر قلعے سے بھاگ نکلے - ایک فصیل قلعہ کی اس باروت کے زور سے گر پڑی اور قلعہ میں جانے کی راہ ہو گئی - اسی راہ سے فوج شاہی قلعہ میں داخل ہوئی اور تمام مال و اسباب قلعہ کا داخل خزانۂ شاہی ہوا - آخر کو **بہاول خان** نے بھی عاجز ہو کر بواسطۂ بعض سرداران شاہی کے اپنے لڑکے کو نذر و پیش‌کش دے کر شاہ کی خدمت میں بھیجا اور اقرار کیا کہ میں اس ملک کا خراج سال بسال

خزانۂ شاہی میں داخل کیا کرونگا - اور جب فوج شاہی واسطے تنبیہ - تادیب سکھوں کے لاھور میں آیا کریگی میں اپنے لوگوں کو شریک فوج شاہی کروں گا - بادشاہ نے اس کا قصور معاف کر کے خلعت اور فرمان اطمینان سے سرفراز فرمایا اور وہاں سے متوجہ پشاور اور کابل ہوئے - وہ ملک بھی داخل ملک محروسہ ہوا جاننا چاہیے کہ نواب بہاول خان نے اپنے کو اولاد حضرت عباس بن عبدالمطلب عم جناب رسالت مآب صلی‌اللہ علیہ‌وسلم سے قرار دیا تھا - اس سبب سے عباسی کہلاتا تھا - جب نادر شاہ بعد تسخیر ملک ہندوستان کے براہ کابل ملک سندھ میں وارد ہوا سندھ کا ملک مع نواح ملتان کے داؤد پوترہ کے رئیسوں کو عنایت کیا - بعد اس کے بہاول خان اول کہ بانی شہر بہاولپور کا ہے اور اس شہر کا نام اپنے نام پر رکھا تھا وہ نواح بیکانیر اور کنارۂ **لکھی** جنگل تک اپنے قبضے میں لایا - اور اس کے مرنے کے بعد بہاول خان دوسرا بھتیجا اس کا وہاں کا حاکم ہوا - اس نے حکومت وہاں کی اپنے چچا سے بہت اچھی طرح کی - کہتے ہیں کہ یہ شخص حافظ قرآن مجید اور عالم متبحر اور خوش نیت رعیت پرور تھا - جب فوج تیمور شاہ نے بہاولپور کو جلایا اور وہاں کی رعایا کو لوٹا اس بہاول خان نے بعد مراجعت شاہ کے بطرف پشاور کئی لاکھ من غلہ اور کئی لاکھ روپیہ نقد رعایا کو دے کر اپنے شہر کو ایسا آباد کیا کہ اب ہر قسم کی جنس اور ہر طرح کی چیز وہاں بہم پہنچتی ہے - اور رعیت پر ایسا رعب اور خوف اور اس طرح کا انتظام ہے کہ اگر کوئی مسافر سونا اور جواہرات میدان میں ڈال کر سو رہے یہ

کسی راهزن اور چور کی مجال نہیں هے که اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے - اور وہ ملک ایسا آباد هے که بیگھه بھر زمین زراعت سے خالی نہیں هے - اس ملک کی حدود ملتان اور بیکانیر اور لکھی جنگل اور سندھ وغیرہ سے ملی ہوئی ہیں - وهاں کا حاکم ضرورت کے وقت تیس هزار آدمی سوار اور پیادے اپنی قوم کے جمع کر سکتا هے -

۲۰ - بیان تادیب کرنا تیمور کا شاہ مراد بے والی ترکستان کو

چونکه اکثر **مراد بے** اوزبک والی بخارا بہت سے نواح خراسان اور ایران کو، که داخل ممالک محروسۂ شاهی هیں، لوٹا کرتا تھا، تیمور شاہ اسلام کی پاسداری کر کے اس کی ان حرکات سے پہلو تہی کرتا تھا - جب تیمور شاہ نے بہاولپور پر یورش کیا تھا شاہ مراد بے نے خراسان پر دوڑ مار کر شہر **مرو** کو، که خراسان کے ملکوں سے بڑا عمدہ شہر هے، لوٹ کر قریب تیس هزار آدمی کو وهاں سے لے جا کر، بخارا میں آباد کیا اور **بخارا** اور **سبزوار** کے لوگوں کو مرو مین آباد کیا - جب یه خبر تیمور شاہ کو معلوم ہوئی بہت ملال ہوا اور قصد ترکستان کا مصمم کیا - اور قبل از روانگی اپنے ارکان دولت کے صلاح اور مشورے سے مراد بے مذکور کو ایک نامه که مضمون اس کا بسبب طول عبارت کے اس مقام پر لکھنا گنجایش نہیں رکھتا به نصائح و پند اور اطلاع اپنے قصد کے اس طرف لکھ کر روانه کیا - اس نظر سے که شاید راہ راست پر آ کر فضولی اور بے راهی سے دست بردار ہو - مگر شاہ مراد بے نے کچھ اس پر خیال نه کیا اور راستی پر نه آیا، بلکه اپنی اسی بد روشی پر قایم رها اور پوشیدہ فوج خراسان اور ایران کی طرف بھیجتا تھا - ناچار تیمور شاہ ایک لشکر جرار اور

سرداران باوقار ساتھ لے کر کابل سے بخارا میں پہنچے - اس خیال سے کہ شاید والی بخارا از روئے عقیدت کے معرفت قاصدوں کے اپنا قصور معاف کرائے کہ خونریزی مسلمانوں کی نہ ہو ، مگر جب لشکر درانیہ ماہ ذیحجہ میں آقچۂ دریائے **آمویہ** یعنی **جیحون** کے کناروے پر پہنچا تب شاہ مرادبے بارادۂ جنگ فوج اوزبکیہ اور سرداران ترکیہ قریب پچاس ہزار سوار کے بخارا سے لے کر لشکر شاہی کے مقابلے کو آیا - اور جنگ قراولی فیما بین شروع ہوئی -

ایک روز شاہ مرادبے نے اپنے بھائی کو تیس ہزار سوار دے کر رخصت کیا اور کہا : کہ دریائے آمویہ سے اتر کر لشکر تیموریہ کی پشت پر پہنچ کر حالت غفلت شبخون مارے - چونکہ تیمور شاہ کو اس حال سے پہلے ھی آگاھی ہوگئی تھی انہوں نے اپنے لشکر کا انتظام کر کے حکم دیا کہ ہر وقت لشکر کے لوگ مسلح اور مستعد ، داھنے بائین سے خبردار اور ہوشیار رهیں - چنانچہ تمام فوج نے تعمیل حکم بخوبی کیا - جب برادر شاہ مرادبے نے قریب شام کے لشکر شاہی پر یورش کر کے مقابلہ کیا توپچیان شاہی نے ایک طرف سے یکبارگی توپیں مارنا شروع کیں اور دوسری طرف سے زنبورچیون نے زنبور مارے - یہاں تک کہ تمام اوزبکی اور ترکی ہلاک ہوئے اور توپ خانۂ شاہی کی تاب نہ لا کر سب بھاگ اٹھے - سواران شاہی نے ان کا تعاقب کیا - پھر دونوں طرف ایک جنگ عظیم واقع ہوئی پھر بھائی شاہ مرادبے کا دلاوران درانیہ کے آگے بھاگا اور آفتاب غروب ہو گیا - قریب چھ ہزار اوزبک اوز ترک کے

قتل ہوئے اور لشکر درانیہ سے بھی بہت سے آدمی مقتول اور زخمی ہوئے اور کئی سردار بھی کام آئے - آخر کار فتح لشکر درانیہ کو نصیب ہوئی -

شاہ مراد بے اس شکست فاش سے شکستہ خاطر ہوا اور اپنے ارکان دولت کی صلاح سے دو عالم نامی تیمور شاہ کے پاس بھیج کر عذر خواہی کی اور اپنی حرکت سے پشیمانی ظاہر کی اور اقرار کیا : کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت ناشایستہ مجھ سے زندگی بھر واقع نہ ہوگی اور ہمیشہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مستعد رہوں گا - تیمور شاہ نے فرمایا : کہ میں نے تیرا قصور معاف کیا بشرطیکہ تو اس قول اور اقرار پر قایم اور ثابت رہے اور پھر میری نافرمانی نہ کرے - بعد اس کے شاہ مراد بے نے بہت سے تحفے حضور شاہی میں گذرانے - شاہ نے بھی موافق اس کی حیثیت کے خلعت عنایت کیے اور آپ طرف کابل کے کوچ کیا - جب لشکر شاہی کوہ ہندوکش کے قریب پہنچا ، اور وہ پہاڑ ایک سو کئی کوس کابل سے طرف **ترکستان** اور **بدخشان** کے واقع ھے ، باوجود ممانعت شاہی کے ایک شخص نے لشکریوں سے بندوق چھوڑی یا نقارہ بجایا - پس دفعتاً بارش شدید ہوئی اور ہوا تیز اور سخت چلی - اس کے سبب سے ایسی سردی ہوئی کہ بہت سے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ اور کچھ آدمی بھی ضائع ہوئے - تیمور شاہ نے یہ حال دیکھ کر جلد وہاں سے کوچ کیا اور کابل میں داخل ہوئے - کہتے ہیں کہ اس پہاڑ کی یہ خاصیت ھے کہ توپ اور نقارے کی آواز سے کوئی موسم ہو اس سے بشدت پانی برستا ھے اور آدمیوں کو ایذا پہنچتی ھے -

واضع ہو کہ یہ شاہ مراد بے عمدہ سرداران اوزبکیہ اور خوانین ترکیہ سے ہے۔ دارالاسلام **بخارا** اور **سمر قند** اور **خجند** اور شہر **سبزوار** وغیرہ بلاد **ماوراء النہر** سے یہ سب شہر اس کے قبضے میں تھے۔ اگرچہ اوزبک صحرا نشین اس کے فرمانبردار اور مطیع نہیں ہیں۔ مگر اور شہر کہ اس کے عمل میں ہیں وہاں سے تیس چالیس ہزار سوار ضرورت کے وقت جمع کر سکتا ہے۔ اور یہ شخص مذہب حنفی پر بہت ثابت قدم ہے اور لباس بھی بہت کم قیمت پہنتا ہے۔ اور اکثر چکن دوزی اور خیاطی بھی کیا کرتا ہے اور مسائل شرعیہ میں عبادات اور معاملات کے مقدمے میں مجتہدوں کی طرح دخل کیا کرتا ہے۔ اور اس باب میں جو کچھ کہتا ہے وہاں کے عالم فاضل کتب فقہ وغیرہ کے حاشیہ پر لکھ لیا کرتے ہیں کہ حضرت ولی نعمی نے ایسا فرمایا ہے۔ اور وہاں کے عالم کوئی مسئلۂ مشکل بغیر صلاح اس کے جاری نہیں کرتے۔ اور اس نے ایک کنواں بنوایا ہے اس کا نام **گنہ خانہ** رکھا ہے۔ جو شخص کہ خلاف عقیدۂ اہل سنت کے کچھ کہتا ہے اس کو اس کنوئیں میں ڈال دیتا ہے۔ اور ظاہر میں ایک مرد بے مروت ہے مگر باطن میں صاف۔ جس قدر کہ سونے کے قبے سمرقند میں تیمور صاحبقران کے مزار پر تھے سب کو اتروا کے بیچ ڈالا۔ اور روپیہ ان کی قیمت کا علماء اور فضلا کو دیا اور کہا کہ قبر پر گنبد بنانا بدعت اور اسراف ہے۔ اور شہر مرو کہ بلاد خراسان سے ایک عمدہ شہر ہے جب اس پر قبضہ کیا تب قریب تیس ہزار آدمی اعلیٰ و ادنیٰ ساکنین شہر کو بخارا وغیرہ میں لا کر آباد کیا اور **بخارا**، **سمرقند** اور **سبزوار** کے مساکین کو

مروین لے جا کر بسایا۔ اور وہاں ایک بڑا مدرسہ بنایا اور اس میں علمائے حنفیہ مقرر کیے کہ مسئلہ عبادات اور معاملات کے موافق اپنے مذہب کے بیان کریں۔ اور سلطان **ابوالغازیخان** کہ بادشاہ بخارا کہلاتا ہے وہ اس کے تسلط سے نہایت ذلیل اور بےوقر ہے کہ اپنی حکومت میں اس کو کچھ اختیار نہیں۔ چنانچہ شاہ **ہیبت اللہ** لڑکا شاہ عزت اللہ پیرزادہ سرہندی کا نقل کرتا ہے: کہ میں ایک روز بخارا میں ایک رئیس کے بالاخانے پر بیٹھا تھا کہ قریب شام دو جوان ترکی گھوڑوں پر سوار عمامہ عالمانہ باندھے ہوئے اور کپڑے ترکانہ پہنے ہوئے آئے اور بالاخانہ کے تلے کھڑے ہو کر زبان فارسی قزلباشی میں پانی مانگا۔ صاحب خانہ نے بہت تعظیم اور ادب سے پانی پلوایا۔ جب وہ چلے گئے تب میں نے پوچھا: کہ یہ کون تھے؟ اس رئیس نے کہا: کہ یہ دونوں لڑکے سلطان ابوالغازی خان کے ہیں۔ شاہ مراد بے کے ہاتھ سے ان کی ایسی حالت ہے۔ یہ دو گھوڑے اس کی سرکار سے ان کی سواری کے لئے مقرر ہیں۔ شاید کہ یہ دونوں خواجہ **بہاؤالدین** نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار کی زیارت کو گئے ہونگے۔ پھر اس پیرزادہ نے پوچھا: کہ ان کے باپ سلطان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: کہ جمعہ کو مسجد جامع میں نماز کے لئے جاتا ہے۔ ایک گھوڑا اس کی سواری کے لئے اور کچھ آدمی اردلی کے واسطے معین ہیں۔ جب وہ مسجد میں جاتا ہے تو اس کی کوئی تعظیم نہیں کرتا۔ شاہ مراد بے نے منع کردیا ہے کہ تم سب نمازی بھی بنی آدم ہو اور سلطان بھی بنی آدم پھر تعظیم کی کیا وجہ! اور قطع نظر اس کے مسجد میں کسی کی تعظیم جائز نہیں۔ اور

ابوالغازیخان کا نام سکه سے موقوف کرکے اپنے باپ کا نام سکے پر نقش کرایا ہے ۔ اور وہ سکه سونے کا ہے که چار روپیه پر ترکستان میں رائج ہے ۔ اور اس سکے میں ایک طرف دانیال بے مرحوم ، که اس کے باپ کا نام ہے ، اور دوسری طرف نام شہر کا اور سال ہجری ٹھپا کیا گیا ہے ۔ جب ۔ پیرزادے نے یه بات سنی چند روز بخارا میں قیام کیا اور س حال کو موافق بیان کے پایا ۔ الغرض شاہ مراد بے نہایت متشرع اور دیندار ہے اور احکام شرعیه کی ترویج پر کمال مستعد اور مصروف ہے ۔

۲۱ ۔ بیان باغی ہونے صوبهٔ کشمیر کا اور جانا فوج تیمور شاہ کا اس کی تنبیه کے لئے اور شکست کھانا فوج کا

چونکه حاجی **کریم داد خان** عرض بیگی بامی زئی احمد شاہ درانی مرحوم کی طرف سے صوبه دار کشمیر تھا ۔ پھر اس کے مرنے کے بعد **آزاد خان** اس کا چھوٹا لڑکا اپنی جرأت اور دلاوری سے کشمیر کا صوبه دار ہو گیا ۔ اس نے اپنے بھائیوں کو وہاں سے نکالا اور انتظام مالی اور ملکی وہاں کا اپنے طور پر کیا اور تمام سپاہ کو زر نقد اور پٹکے نفیس شال کشمیری کے دے کے سب کو راضی اور خوشنود کیا ۔ اور قریب تین ہزار آدمی سکھ اور ہر نواح کے جوان خوب دلاور نوکر رکھے ۔ اور تیمور شاہ کو خراج کا دینا موقوف کر کے باغی ہوگیا ۔ تیمور شاہ اس کی اس حرکت سے منغض اور مکدر ہوئے اور اپنے دولت خواہوں کی صلاح سے مرزا **محمد علی** مخاطب بکفایت خان موسوی کو اس کے پاس بھیجا که اس کو نصیحت اور فہمائش کر کے راہ راست پر لائے ۔ چنانچه خان مسطور کشمیر میں پہنچے مگر آزاد خان کی جراری اور سفاکی دیکھ کر چند کلمه نصیحت آمیز اس کی مرضی کے موافق که کر اور قریب دو تین لاکھ روپے کی نقد و جنس لے کر مراجعت کی ۔ ہنوز خان مذکور کشمیر سے آگے نه بڑھا

تھا کہ کہ تیمور شاہ نے اس کے تمرد اور سرکشی سے ناراض
ہوکر مرتضےٰ خان اور زمان خان کو، کہ یہ دونوں بڑے بھائی
آزاد خان کے تھے، تیس ہزار سوار اور بہت سے سردار ساتھ کر کے
آزاد خان کی تنبیہ کے لئے روانہ کیے - جب یہ فوج کشمیر کے
قریب پہنچی تو قصبہ پکھلی کے متصل ، کہ آزاد خان کا خسر
اس میں رہتا تھا ، اور اس روز حسب اتفاق یہ بھی وہیں تھا
ٹھہرے - آزاد خان آمد فوج شاہی ہمراہ اور بھائیوں کے سن کر
فوج کے دیکھنے کے واسطے دریا کے کنارے پر کہ فوج شاہی
اور اس میں فاصلہ تھا گیا - اور کچھ سوار بھی اس کے ساتھ تھے-
فوج شاہی کہ اس کنارے پر تھی انہوں نے پوچھا : کہ اے
سوارو تم کون ہو ؟ آزاد خان نے زبان افغانی میں کہا : کہ
تمہارا باپ آزاد خان اور تین آوازیں بندوق کی کر کے چلا گیا -
دوسرے دن فوج شاہی اور آزاد خان سے لڑائی ہوئی - کہتے ہیں
کہ پہلی بار فوج شاہی فتح یاب ہوئی اور ملا اعظم خان ' کہ
سردار اعظم آزاد خان کے لشکر کا تھا ، مارا گیا - اور قریب دو
ہزار آدمی اس کے لشکر کے دریاے مظفر آباد میں غرق ہوگئے -
آزاد خان کشتی پر سوار ہوکر چاہتا تھا کہ دریا سے اتر کر بھاگے اور
اپنے ساتھیوں کو بھاگتے دیکھ کر ہنس رہا تھا - اتنے میں پہلوان خان
چچا زاد بھائی اس کا کہ بڑا بہادر اور دلاور تھا اس نے آزاد خان
سے کہا : کہ اے سردار میں تجھ سے نہ کہتا تھا کہ شاہ سے
بغاوت کرنا خوب نہیں - تو نے قبول نہ کیا - اب بھلا بھاگ کر
کہاں جائیگا - اور شاہ کے ہاتھ سے کیونکر امان پائے گا ؟ اب تو
ٹھہر جا کہ میں فوج شاہی سے لڑ کر اس کو شکست دیتا ہوں -

غرض کہ پہلوان خان نے اپنے لشکر کو چاروں طرف سے جمع
کیا اور لڑائی شروع کی اور خوب رستمانہ لڑا - یہاں تک کہ
امراے فوج شاہی بھاگ اٹھے اور برہان خان پوپل زئی گرفتار
ہوا - پس آزاد خان فتح یاب ہو کر کشمیر کو روانہ ہوا - پھر
فوج شاہی نے قصبہ پکھلی میں آکر ساز و سامان اپنا درست
کر کے کشمیر پر حملہ کیا - آزاد خان نے وہاں بھی مقابلہ کیا
اور بڑی لڑائی واقع ہوئی - آخر کو پھر فوج شاہی اس کے مقابلے
کی تاب نہ لا کر پسپا ہوئی اور دو تین سردار نامی اور بہت سے
آدمی لشکر شاہی کے گرفتار ہوئے -

اس لڑائی میں ایک شخص کی نقل عجیب ہے کہ وہ باوجود
شکست کے تلوار ہاتھ میں لے کر آزاد خان کے آدمیوں سے لڑتا
تھا اور تلوار مارتا ہوا پیش قدمی کیے چلا جاتا تھا - آزاد خان
نے اس کی جرأت اور بہادری دیکھ کر اپنے لوگوں کو حکم دیا
کہ اس جوان کو زندہ میرے پاس لے آؤ - ہر چند لوگوں نے
اس سے کہا کہ تجھ کو ہمارا سردار آزاد خان بلاتا ہے اور
تم کو امان دی ہے ، مگر اس نے نہ مانا اور اسی طرح سے تنہا
لڑتا رہا - آخر ایک سکھ نے آ کر اس کے ہاتھ پر تلوار ماری
اور نیزہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا - تب اس نے بائیں ہاتھ میں
تلوار لی اور لڑا - پھر آدمیوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر
لیا اور اس سے کہا : کہ تو نے اپنے آقا کا حق نمک خوب ادا
کیا صد آفرین - مگر اب کہ تیری فوج کی شکست ہوئی تو تنہا
رہ گیا ہے - اب کیوں اپنی جان دیتا ہے آ تو ہم تجھ کو اپنے
سردار کے پاس لے چلیں - اس نے تو تجھ کو امان دی ہے - تب

اس نے کہا : کہ اگر یہ بات ہے تو تم لوگ مجھ سے دور رہو ۔ میں آپ تمہارے سردار کے پاس جاتا ہوں ۔ بس لڑنا موقوف کر کے تھوڑا سا پانی پیا اور سردار کے پاس جا کر گھوڑے پر سوار سلام علیک کہ کر کھڑا ہوگیا ۔ آزاد خان نے پوچھا : کہ تم کون ہو اور کہاں کا رہنے والا اور کس قوم میں ہے ؟ بولا : کہ میں سپاہی ہوں ، رہنے والا ملک یوسف زئی قریہ **اتمان خیل** کا سید زادہ ہوں۔ نام میرا **علول شاہ** ہے ۔ آزاد خان نے سن کر اسی وقت ایک جراح کو بلا کر کہا : کہ دس روز میں اس جوان کے زخم تو نے اچھے نہ کر دیئے تو تجھ کو قتل کر دوں گا ۔ اور سو روپیہ نقد خرچ کے لئے دیئے اور دونوں وقت کھانا اپنے باورچی خانے سے مقرر کیا ۔ اور سو روپیہ درماھہ کر دیا ۔ جب یہ جوان دس روز کے بعد غسل صحت کر کے آزاد خان کے پاس حاضر ہوا اس نے پوچھا : کہ اے سید ! ہمارے لشکر میں سے کوئی شخص تجھ کو پہچانتا ہے یا تو کسی کو پہچانتا ہے ؟ اس نے کہا : کہ میں سوا نجیب اللہ خان کے اور کسی کو نہیں پہچانتا ۔ آزاد خان نے نجیب اللہ خان کو بلا کر اس کے روبرو کیا ۔ خان مذکور نے اس کو دیکھ کر کہا : کہ ھاں میں اس جوان کو خوب پہچانتا ہوں اور اس سے اچھی طرح واقف ہوں کہ یہ سید ہے ۔ آزاد خان نے پانچ سو روپیہ نقد عنایت کیا اور تین سو روپیہ تنخواہ مقرر کی اور کہا تو اپنے وطن سے اچھے اچھے جوان دلاور کار آزمودہ بلا لے ۔ میں ان کو تنخواہ معقول اور عزت کے ساتھ اپنا نوکر کروں گا ۔ بعد اس کے آزاد خان نے فوج شاہی کے قیدیوں کو طلب کر کے

فرمایا : کہ تم سب آدمی میری نوکری قبول کرو ۔ جن لوگوں نے قبول کی ان لوگوں کی تنخواہ بیش قرار مقرر فرمائی اور قریب پندرہ سو آدمیوں کے آزاد خان کی نوکری پر راضی نہ ہوئے اور انکار کیا ۔ ان سب کو آزاد خان نے کشتیوں پر بٹھا کر دریا میں ڈبوا دیا ۔ کہتے ہیں کہ آزاد خان اپنی سپاہ کی قدر دانی جس قدر کرتا تھا اسی قدر ظالم اور خونریز بھی تھا ۔

۲۲ - بیان مقرر ہونے دوسری بار فوج کا بسرداری مدد خان پر اور قتل ہونا آزاد خان کا

جب دارالسلطنت کابل میں **تیمور شاہ** کو خبر پہنچی کہ **مرتضیٰ خان** اور **زمان خان** نے آزاد خان اپنے چھوٹے بھائی کے ھاتھ سے ہزیمت پائی اور مع **فیض طلب خان** وغیرہ سرداروں کے بھاگ کر **پشاور** پہنچے اور بہت سی فوج تباہ ہو گئی ، اس حال کے سننے سے شاہ کی طبیعت نہایت ملول ہوئی اور فی‌الفور کابل سے مع لشکر پشاور میں آن پہنچے - اور سردار مدد خان، کو کہ مرد دانا اور دلاور نمک حلال اور خدا ترس تھا ، مع اور سرداران درانی اور یوسف زئی کے بہت سا سامان جنگ دے کر آزاد خان کے استقبال کے واسطے رخصت کیا - سردار مذکور دریاے سندھ کو اٹک کے کنارے سے عبور کر کے نواح کشمیر میں وارد ہوا - آزاد خان نے ، کہ شجاعت خلقی رکھتا تھا ، مدد خان کا مقابلہ کیا - چند روز فیمابین جنگ قراولی رہی - سردار مذکور نے کئی آدمیوں کو رفقاے آزاد خان سے وعدۂ الطاف شاہی کا کر کے اور قہر سلطانی سے ڈرا کے اپنے ساتھ متفق کیا - کہتے ہیں کہ ایک دن رات کے وقت آزاد خان نے اپنے ایک سردار شادی خان نام کو شبخون مارنے کے لئے لشکر

شاھی پر بھیجا مگر سردار مدد خان خبردار ھو گیا اور خوب لڑائی ھوئی ۔ آزاد خان نے بھی پیچھے سے پہنچ کر بہت سی کوشش کی مگر کچھ مفید نہ ھوئی ۔ آخر کو اپنے لشکر میں جا ملا ۔ اور حال فریقین کا یہ تھا کہ جس قدر لڑنے میں کوشش زیادہ کرتے تھے اسی قدر دونوں طرف کے زخمی اور قتل ھوتے تھے ۔ جب آزاد خان کو معلوم ھوا کہ میرے لشکر کے کئی سردار مدد خان سے مل گئے ھیں اب مجھ سے کچھ نہ ھو سکے گا ۔ پس بہتر یہ ھے کہ کسی اور جگہ جا کر بزور تدبیر کوئی بڑا کام میرے ھاتھ سے نکلے ۔ یہ سوچ کر کشمیر کو چھوڑا اور کچھ آدمی معتمد اپنے ساتھ لے کر لڑتا ھوا کوھستان بنبس کی طرف گیا اور اس واسطے کہ وھاں کا حاکم رستم نام آزاد خان کا خسر تھا اور وہ پہاڑ بھی مکان قلب تھا اور ٹیلے دشوار گذار وھاں بہت سے تھے ۔ رستم مذکور نے وھاں ظاھر میں اپنے داماد کی خاطر داری بہت کی اور اپنے مکان میں اسے ٹھہرا کر دعوت کی ۔ اس سبب سے آزاد خان نے اس کے گھر کو گویا اپنا گھر سمجھ کر با اطمینان قیام کیا ۔

سردار مدد خان نے رستم مذکور کو مخفی سمجھا دیا تھا کہ آزاد خان آدمی بدنیت ھے ۔ اس سبب سے وہ تردد میں تھا اور ڈرا کہ آزاد خان مرد جرار ھے ایسا نہ ھو کہ مجھ کو قتل کر کے میرے ملک کا مالک ھو جائے ۔ اور یہ بھی اس نے خیال کیا کہ اگر سردار مدد خان کی مرضی کے موافق عمل نہ کرونگا تو قہر بادشاھی میں گرفتار ھونگا ۔ پس اس نے آھستہ آھستہ حیلہ اور بہانہ سے آزاد خان کے رفیقوں اور ہتیاروں کو اس سے

سردار علم خان ایشیک اقاسی
تیمور شاہ کا ایک وزیر
(یہ تصویر شہباز بلگرامی نے ۱۲—۱۲۱۱ھ میں لاھور میں بنائی تھی)

جدا کیا ۔ مگر ایک طپنچہ اس کی کمر میں رات دن رہتا تھا ۔
کہتے ہیں کہ ایک دن رستم مذکور نے اس کوٹھڑی کے دروازے
میں کہ جس میں آزاد خان سوتا تھا باہر سے قفل لگا دیا ۔ اور
سردار مدد خان کو کہلا بھیجا کہ میں نے آزاد خان کو قید
کر لیا ہے تم جلد آؤ اور کام اس کا تمام کرو ۔ سردار مدد خان
نے اسلام خان درانی کو ساتھ دو ہزار سوار کے اس کی گرفتاری
کے لیے بھیجا ۔ جب آزاد خان جاگا اپنے کو حجرے میں قید دیکھ
کر سمجھا کہ میرے خسر نے مجھ سے دغا کی ۔ اب میرا بچنا
بہت دشوار ہے ۔ اگر گرفتار ہوا تو بڑی ذلت خواری سے مارا
جاؤنگا ۔ اس واسطے اس نے طپنچہ اپنے اوپر مار لیا ۔ اسلام خان
نے جب دروازہ حجرہ کا کھولا دیکھا کہ نیم جان ہے ۔ پس
آنکھیں اس کی دونوں نکال لیں ۔ آزاد خان نے کہ کچھ سانس
باقی تھی اسلام خان سے کہا : کہ اے کتے ! اگر میرے پاس
ہتیار ہوتے تو میرے پاس تو ہرگز نہ آ سکتا ۔ یہ کہا اور
مرگیا ۔ تیمور شاہ کہ آزاد خان کے فساد سے متردد پشاور میں تھے
جب اس کا سر اور آنکھیں اور پیچھے سے لاش بھی حضور میں
پہنچی ظاہر میں اس کے قتل ہونے سے بہت تاسف کیا اور
فرمایا : کہ آزاد خان جوان دلاور اور صاحب عزم تھا ، مگر اس
کی لاش کو دفن کا حکم نہ دیا اور میدان میں پھکوا دی کہ
چیل اور کوے کھا گئے ۔ پھر آزاد خان کی ماں کو قندھار سے
بلا کر کہا کہ ہمارے امیروں میں سے جس سے تو راضی ہو
نکاح کر لے ۔ تیرے پیٹ سے اور ایک لڑکا مثل آزاد خان کے
صاحب جرأت پیدا ہو ۔ اس واسطے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ

شجاعت اور دلاوری آزاد خان کی تیرے پیٹ کی تاثیر تھی ۔ اگر یہ
وصف حاجی کریم داد خان اس کے باپ کے سبب سے ہوتا تو
اس کے اور لڑکے بھی کہ اور عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں وہ
بھی آزاد خان کی طرح سے بہادر اور شجاع ہوتے ۔ اس کی ماں
نے عرض کیا : کہ قربانت شوم ! نہ احمد شاہ ، بادشاہ پیدا ہوگا
کہ تیمور شاہ سا لڑکا اس سے پیدا ہو اور نہ حاجی کریم داد خان
سا مرد ہوگا کہ آزاد خان سا لڑکا اس سے پیدا ہو ۔ اور یہ
امیر جو آپ کے سامنے ہیں میں ان کے منہ پر پیشاب کرتی ہوں ۔
ان کی کیا حقیقت ہے ۔ بادشاہ نے یہ سن کر کچھ سکوت کیا ۔
بعد اس کے اس سے فرمایا : کہ آزاد خان نے تیرے پاس بہت سا
روپیہ کشمیر سے بھیجا ہے ، وہ سب میرے حوالے کر ۔ اس
عورت مردانہ سیرت نے خوب سوال و جواب دلاورانہ کیے اور
لاکھ دو لاکھ روپیہ دے کر کچھ اپنی تنخواہ مقرر کرا لی ۔
اور فتح جنگ خان آزاد خان کے لڑکے کمسن کو لے کر
قندھار کو روانہ ہوئی ۔ تیمور شاہ آزاد خان کی جورو جو کہ
کشمیرن تھی اپنے عقد میں لائے اور حرم سرا میں داخل کیا ۔

کہتے ہیں کہ آزاد خان کا لڑکا ۱۲۱۲ھ تک زندہ تھا ۔ آزاد خان
کے حال میں یہ بھی لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ سوا بہادری کے
سخاوت بھی بہت رکھتا تھا ۔ چنانچہ دو تین ہزار اپنے سرداروں
اور مصاحبوں کے واسطے جیغۂ مرصع اور گھوڑوں کے ساز سونہلے
روپہلے اور ولایتی تلواریں اور چھڑیوں کے غلاف سونے سے
منڈھے ہوئے اور قبائیں کمخواب اور زر بفت اور جامہ دار اور
مخمل کاشانی اور پٹکے اور شملے کشمیری بنوا کر عنایت کیے تھے ۔

اور تنخواہیں بھی بیش قرار مقرر کیں تھیں ۔ اور اپنی فوج خاص
کے آدمیوں کو کہ بارہ ہزار سوار تھے حکم کیا تھا کہ اپنے
گھوڑوں کے ساز اور زین اور تلوار اور بندوق اور چھڑیوں کے
غلاف نقرئی بنوائیں ۔ روپیہ اس کا اپنے پاس سے سب کو دیا ۔
اور سب لوگوں کو قبائیں بانات اور اطلس کی دیتا تھا ۔ مگر
باین سخاوت مزاج نادر شاہی تھا ، بلکہ اس سے بھی زیادہ ۔
چنانچہ اہل دربار جب اس کے پاس جانے کا قصد کرتے تھے تو
اپنے گھر والوں سے کہ کر رخصت ہوتے تھے کہ اس کے پاس سے
زندہ پھریں گے یا نہیں ۔ اور دستر خوان اس کا ایسا وسیع تھا کہ
تین ہزار قاب پلاؤ اور بریانی برنج پشاور کی دونوں وقت اس کے
سامنے آتی تھیں اور سب آدمی کھاتے تھے ۔ کسی تاب میں کھانا
ڈیرھ سیر سے کم نہ ہوتا تھا ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کشمیر سے
کچھ دور ایک جنگل میں شکار کو گیا تھا کہ کھانے کا وقت
آ پہنچا ۔ حکم کیا کہ بدستور کھانا حاضر کرو ۔ ناواقف آدمی
حیران ہوئے اور سمجھے کہ اس جنگل میں اس قدر کھانے کا
اسباب کہاں بہم پہنچے گا کہ تین ہزار قاب تیار ہوں ۔
معلوم ہوتا ہے کہ آج بہت سے آدمی کار پرداز باورچی خانہ کے
قتل کیے جائیں گے ۔ اتنے میں تین ہزار قاب معمولی کھانے کے
مع سامان حاضر ہوئیں کہ بدستور سب آدمیوں نے خوب سیر
ہو کر کھایا اور بہت سا کھانا بچ رہا ۔ الغرض یہ شخص
بجمیع صفات متصف تھا ۔ ایک قوم کہ مسافروں کو نواح
کشمیر میں لوٹا کرتی تھی ان میں سے اتنے قتل کیے کہ ان کے
سروں کا ایک مینار بنایا تھا کہ بہت دور سے وہ مینار نظر پڑتا

تھا ۔ اور چار برس کی کشمیر کی صوبیداری میں یہ سب باتیں
حاصل کی تھیں ۔ اور عمر اس کی تخمیناً ستائیس برس کی ہوگی
کہ جب مارا گیا ۔ کہتے ہیں کہ اس کے مزاج میں غصہ بہت
تھا اور سنگدلی بھی تھی ۔ ایک دن ایک لڑکی سال بھر کی اس کی مسند
کے کنارے پر بیٹھی تھی ۔ اتفاقاً اس نے پیشاب کر دیا ۔ پس
اس نے فوراً اس بچۂ نافہم کو غصہ سے ہاتھ میں پکڑ کر آگ
میں ڈال دیا کہ وہ جل کر خاک ہو گئی ۔

۲۳ - بیان باغی ہونے ارسلان خان مہمند کا اور قتل ہونا فوج شاہی کے ہاتھ سے

ارسلان خان * مہمند کہ عہد سلطنت احمد شاہ درانی میں صوبہ دار سرہند کا ہوا تھا اس نے تیمور شاہ سے بغاوت کی اور مقام **دھکا** میں کہ پشاور سے درۂ خیبر کے اس طرف ہے اپنے قلعے میں مستعد فساد ہو کر بیٹھ رہا - اور آدمی قوم **آفریدی** اور بہت سے پٹھانوں کو اپنے ساتھ متفق کر کے آمد و رفت فوج شاہی اور مسافروں کی بند کی - جو شخص کہ امیر یا تاجر اس کا نذرانہ قبول کرتا تھا اپنے ایک آدمی کو اس کے ساتھ کرکے درۂ خیبر سے بسلامت نکلوا دیتا تھا اور اس سبب سے کہ مکان بہت مضبوط اور پہاڑ دشوارگذار تھے فوج شاہی ان پر قابو نہیں پا سکتی تھی - تیمور شاہ نے کئی مرتبہ فوج بھیجی مگر کچھ پیش نہ گئی - اس سبب سے تیمور شاہ بہت منغض اور ملول رہا کرتے تھے - آخر کار قاضی **فیض اللہ خان** کہ مدارالمہام سلطنت تھا اس نے اپنی تدبیر سے قسم سخت کھا کر اور وعدہ امان و جان کر کے ارسلان خان کو حضور بادشاہ میں طلب کیا - جب وہ آیا تو اس

* اصل میں ارسلا خان ہے - لیکن فارسی نسخہ میں ارسلان خان ہے جو درست ہے (م - ب -)

کو قید کر کے تیمور شاہ کے پاس لے جا کر اس کے قتل کی درخواست کی - بادشاہ نے فرمایا : کہ بعد امان دینے کے قتل کرانا خلاف قانون بادشاہی ہے - آخر کو قاضی مذکور نے اس بات کے در پے ہو کر اس کو بڑی ذلت سے قتل کرایا اور اس کی لاش کو ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کے تمام شہر میں پھرایا - اسی طرح **فتح خان** یوسف زئی اتمان خیل کو کہ زمیندار اور رئیس **مظفر آباد** وغیرہ نواح کشمیر کا تھا وہ بھی از راہ بغاوت فوج شاہی کے ہاتھ نہیں آتا تھا بوساطت **فیض طلب خان** محمد زئی کے حضور شاہ میں حاضر ہوا - بادشاہ کے حکم سے گلا داب کر اس کو مار ڈالا - ۱۲۱۳ ہجری تک اس کا بیٹا **ظفر خان** وہاں کا حاکم تھا اور وہ بھی بادشاہ سے باغی تھا ، مگر مردم شاہی کو کچھ ایذا نہیں دیتا تھا اور اس خوف سے کہ جو واردات اس کے باپ پر گذری تھی بادشاہ کے پاس حاضر نہ ہوتا تھا - مظفر آباد سے **حسن ابدال** تک اس کی عملداری تھی -

محمود شاہ

شاہ زمان

۲۴ - بیان وفات پانے تیمور شاہ کا

جب تیمور شاہ پشاور میں تھے تو کئی شہزادے کمسن بھی ان کے ساتھ تھے - بڑا بیٹا ان کا **ہمایون شاہ** اشرف البلاد احمد شاہی قندھار کا ناظم تھا - اور دوسرا بیٹا **سلطان محمود** خراسان اور ہرات کا حاکم تھا اور شہزادۂ نامدار **زمان شاہ** کابل میں ولی عہدی کے رتبہ سے ممتاز تھا - اس عرصہ میں یکایک مزاج تیمور شاہ کا حد اعتدال سے متجاوز ہوا - ہر چند کہ سب طبیب علاج اور تدبیریں کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا - آخر کو رائے سب حکیموں کی یہ ٹھہری کہ آب و ہوا پشاور کی آپ کے مزاج کے نا موافق ہے ، بہتر یہ ہے کہ حضور کابل میں تشریف لے چلیں ، غالب ہے کہ وہاں کی آب و ہوا آپ کو موافق ہوگی- چنانچہ تیمور شاہ سب کی تجویز اور صلاح سے کابل کو روانہ ہوئے - جب لشکر شاہی نواح چار باغ میں کہ کابل سے چالیس کوس بر طرف پشاور کے واقع ہے پہنچا ، شہزادہ زمان شاہ ان کی بیماری کا اور توجہ طرف کابل کے سن کر مضطربانہ کابل سے یلغار کوچ کر کے یہاں پہنچ کر پدر بزرگوار کی خدمت سے مشرف ہوا - بہ سبب تیز روی کے دو گھوڑے سواری شہزادۂ موصوف کی راہ میں مر گئے - غرضیکہ کہ شاہ نے وقت ملاقات

کے اپنے فرزند ارجمند کو کمال شفقت و محبت سے آغوش میں لیا اوربہت سا پیار کیا اور دو گھوڑے اپنی سواری خاص کے مع ساز و یراق و طلا ان گھوڑوں کے عوض میں مرحمت کیے - پھر تیمور شاہ باتفاق شہزادہ کابل کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں کہ شہزادۂ موصوف اور قاضی **فیض اللہ** ان کے سرھانے بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ تین چار روز قبل اس کے میں نے خواب میں دیکھا کہ کئی شخص آئے اور میری ٹوپی میرے سر سے اتار کے اس شہزادۂ زمان شاہ کے سر پر رکھ دی - پس اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر تمام ہوئی۔ اس بات کے سننے سے شہزادہ اور قاضی اور جو لوگ وھاں موجود تھے سب رونے لگے اور بادشاہ بھی آب دیدہ ہوئے اور شہزادہ موصوف کو چند کلمے نصیحت کے ارشاد کیے ، مگر صاف نہیں کہا کہ میرے بعد فلانا شہزادہ تخت نشین ہو - بہر کیف جب کابل میں داخل ہوئے مرض کی روز بروز شدت اور ترق تھی - آخر کو یک شنبہ ساتویں شب ماہ شوال سن ۱۲۰۷ ہجری* میں بادشاہ ممدوح نے جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی۔ بتیس برس سلطنت کی - اولاد ان کی بہت تھی۔ جو مشہور تھی نام ان کا یہاں لکھا جاتا ہے : پہلا **ھمایون شاہ** کہ سب سے بڑا اور مرد عیاش تھا - **زمان شاہ** کے حکم سے اس کی آنکھیں نکالی گئیں تھیں - سن ۱۲۱۲ ہجری تک زندہ تھا - دوسرا محمود شاہ یہ بھی زمان شاہ سے بڑا تھا ، تیسرا خاقان گیتی ستان **زمان شاہ** ، چوتھا شہزادہ **عباس** ، پانچواں **شجاع الملک** ، چھٹا **شاپور** ، ساتواں **فیروزالدین** کہ بعد حج کرنے کے حاجی فیروزالدین مشہور ہوا -

*۱۸ مئی ۱۷۹۳ء

۲۵ - بیان جلوس شہزادۂ زمان شاہ کا تخت سلطنت درانیہ پر

جب امرائے عظام مثل مدارالمہام سلطنت قاضی **فیض اللہ خان** کہ نہایت مزاجدان اور جلیس و انیس بلکہ نفس ناطقہ شاہ مغفور کا تھا اور امین‌الملک **نور محمد خان باتر** کہ مختار اور مدارالمہام امور مالی و ملکی اور ملا **عبدالغفار** صاحب خزانہ اور ہرکارہ باشی اور **پائندہ خان** بارک زئی مخاطب بسرفراز خان کہ سردار با اقتدار اور باپ امیر دوست محمد خان اور فتح خان وزیر وغیرہ وفات تیمور شاہ سے آگاہ ہوئے مصلحتاً اس خبر کو مخفی رکھ کر سب کی صلاح و مشورے سے حکم دیا گیا کہ حضرت بادشاہ بذات خاص دیوانخانے میں تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ سب درباری حضور میں حاضر ہوکر حسب مراتب کورنش بجا لا کر دیدار سعادت آثار سے شرف اندوز ہوں۔ چنانچہ سب امیر اور کار پرداز بموجب اس حکم کے دارالسلطنت کابل میں حاضر ہوئے ۔ تب سب خیر خواہ مثل قاضی فیض‌اللہ وغیرہ نے دروازہ قلعہ کا بند کر کے حال وفات بادشاہ کا ظاہر کیا اور آپس میں عہد و پیمان کرکے متفق ہوئے ۔ پھر بعد اس کے سب شہزادوں کو دیوان خاص میں لائے اور فاتحہ پڑھکر متفق‌اللفظ ہو کر شہزادوں سے کہا کہ بادشاہ ایک شخص ہوتا ہے ۔ اس وجہ سے

مناسب ہے کہ ہم اور تم ایک شہزادے کو کہ نہایت سنجیدہ اور دانشمند ہو تجویز کرکے بادشاہ بنائیں ۔ دوسرے شہزادے اس کی اطاعت خوشدلی اور رغبت سے کرتے رہیں ۔ شہزادہ زمان شاہ اپنے باپ کے عہد میں کابل کا صوبہ دار اور ولیعہد بھی تھا اور جب بادشاہ حمام میں جاتے تھے سب امرائے عظام اسی شہزادے کے سلام کو حاضر ہوتے تھے ۔ چنانچہ سب سرداروں کی رائے اسی پر قرار پائی کہ زمان شاہ تخت سلطنت پر بٹھایا جائے ۔ اس سبب سے کہ اس کے حسن اخلاق اور نیک نہادی سے سب واقف تھے ۔ مگر اور شہزادے اس بات پر راضی نہ ہوتے تھے اور ہر شخص کو اس سلطنت کی خواہش تھی ۔ خصوصاً عباس شہزاہ کہ زمانۂ اخیر سلطنت تیمور شاہ میں صوبہ دار پشاور کا ہوا تھا اور چہل ستون کے بنگلے پر کہ سنہرا تھا بیٹھ کر لوگوں کا سلام لیتا تھا ۔ اس کے دماغ میں از بس ہوائے سلطنت جاگزین تھی ۔ چاہتا تھا کہ سلطنت مجھ کو مل جائے اور سب امیروں سے وعدہ نوازش الطاف کا کرکے ان کو متوقع اور امیدوار کرتا تھا ۔ جب سرداروں نے دیکھا کہ شہزادے اس مقدمے میں خلاف کرتے ہیں سب اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے مکان میں جا کر بیٹھے ۔ زمان شاہ بھی اپنے دولت خانے کو تشریف لے گئے ۔ پھر بعد گفتگو اور بحث کمال کے رائے شہزادوں کی اس پر ٹھہری کہ شہزادہ عباس کو تخت سلطنت پر بٹھائیں ۔ یہ صلاح کر کے شہزادہ عباس کے پاس گئے کہ اس کو اس خوشخبری سے آگاہ کریں ۔ امیروں نے جانا شہزادوں کا عباس شہزادے کے پاس غنیمت جان کر فوراً ایک دستہ بہادروں کا شہزادے عباس کے دروازے پر بھیج کر اس کے محل کا

دروازہ بند کرا کے خوب بندوبست کر لیا - اور چارون طرف سے
اس مکان کو ضبط کیا - پھر سب سردار شہزادہ زمان کے پاس
حاضر ہوئے اور ان کو اپنے ساتھ لے کر * آٹھویں شہر شوال
سن ۱۲۰۷ ہجری کو دو شنبہ کے دن ساعت سعید عطارد میں
سلطنت پر بٹھا دیا - اور سب امرا نے نذریں گذرانیں - شہزادے
نے بھی ہر ایک کو اس کی لیاقت اور حیثیت کے موافق خلعت
عطا فرمائے - سکہ زمان شاہ کا یہ ہوا :

رواج سکۂ دولت بنام شاہ زمان
طراز یافت بحکم خدای ہر دو جہان

اور جو شعر کہ انگوٹھی پر لکھا گیا یہ ہے :

قرار داد ز الطاف خویشتن یزدان
نگین حکم جہان را بنام شاہ زمان

بعد اطمینان کے انتظام امور سلطنت سے کہ بہ نسبت جمیع امور
کے مقدم اور ضروری تھا لاش تیمور شاہ کی کمال توقیر سے تجہیز
و تکفین کر کے اس زمین میں کہ قریب کابل ہے مدفون کی - اب
بڑا مقبرہ بنایا گیا ہے - الحاصل سب شہزادے تین روز تک مکان
میں عباس شہزادہ کے بر سر خلاف و پرخاش تھے اور زمان شاہ
کی اطاعت پر راضی نہیں ہوتے تھے - آخر کو جب اس تین روز
میں ان کو آب و دانہ میسر نہ ہوا کہ عباس شہزادے کے مکان
میں محبوس تھے ناچار عاجز ہوکر شاہ زمان کی، کہ بادشاہ ہو
گئے تھے، فرمانبرداری اور اطاعت پر راضی ہوکر ان کی خدمت

* ۱۹ مئی ۱۷۹۳ء۔

میں حاضر ہوئے - بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو ارک کابل
کے اندر اس قلعے میں، کہ قلہ کوہ پر واقع ہے، نظر بند رکھو -
مگر شجاع الملک کو کہ نابالغ اور کمسن اور بادشاہ کا حقیقی بھائی
تھا اپنے ساتھ رکھا - اور اس کا خیمہ اپنے خیمے کے قریب کھڑا
کرایا - المختصر بادشاہ انتظام امور مالی و ملکی میں مشغول ہوئے
اس وقت میں عمر شاہ کی تئیس برس کی تھی - پھر بادشاہ نے ہر
ایک امیر کو خطاب اور منصب عنایت کیے - **رحمت اللہ خان**
صدو زئی کامران خیل کو کہ مرد دانشمند اور صاحب تدبیر تھا
ساتھ خطاب معتمدالدولہ وفادار خان بہادر کے سرفراز کر کے
مدارالمہام سلطنت اور مشیر تدبیر مملکت مقرر فرمایا - یہ
رحمت اللہ خان بسبب نا موافقت قاضی فیض اللہ کے عہد تیمور شاہ
میں خانہ نشین تھا - اور حافظ **شیر محمد خان** بامی زئی، بیٹا
شاہ ولی خان وزیر کا، بعد قتل پدر کے گوشہ نشین ہوکر غریبوں
کی طرح اپنی بسر اوقات کرتا تھا - اس کو اشرف الوزراء مختارالدولہ
خطاب دے کر مرتبۂ وزارت عطا کیا - اور امین الملک کو بدستور
دیوان اعلیٰ رکھا - بعد اس کے امیرالملک کی لڑکی سے نکاح کیا -
اور قاضی فیض اللہ کو ناراض ہوکر قید کیا - اور تمام مال و اسباب
اس کا ضبط کر لیا - یہ قاضی سن ۱۲۱۲ ہجری تک قلعۂ کابل
میں قید تھا - معلوم نہ ہوا کہ شاہ زمان بادشاہ اس شخص سے
کیوں آزردہ تھا -

الغرض جب شاہ نے انتظام سلطنت سے فراغت پائی تب
شہزادہ **ہمایون** کو کہ صوبۂ قندھار تھا نامہ لکھا : کہ اللہ کے
فضل و کرم سے سلطنت مجھ کو حاصل ہوئی اور سب بھائیوں

آرامگاہ اعلیحضرت تیمور شاہ درانی

اور سرداروں نے برضا و رغبت میری اطاعت قبول کی ۔ لازم ہے
کہ تم بھی تقدیر الہی سے رضا مند ہو کر میری اطاعت قبول
کرو اور نظم و نسق قندھار میں مشغول رہو ۔ ہمایون شاہ نے
جواب لکھا : کہ تیمور شاہ بابا نے صوبہ داری اور ولیعہدی
قندھار کی ، کہ ملک موروثی اور تخت گاہ اس خاندان عالیشان کا
ہے ، مجھ کو عنایت کی تھی ۔ علاوہ اس کے میں سب سے عمر میں
بڑا ہوں ۔ اس صورت میں سلطنت میرا حق ہے ۔ شاہ زمان کو
جب ہمایون شاہ کی نافرمانی معلوم ہوئی تو قصد قندھار کا مصمم
کر کے لشکر جرار لے کر روانہ ہوئے ۔ ہمایون شاہ بھی وہاں
سے بہت سی فوج لے کر چلا ۔ **باغ ببرو** میں کہ دو کوس
اس طرف قندھار سے ہے دونوں لشکر کا مقام ہوا ۔ ہمایون شاہ
کی طرف سے **مہر علی خان** میر آخور برادر زادۂ سردار مدد خان
اسحاق زئی اور شاہ زمان کی طرف سے **پاینده خان** جنگ ہراولی
پر نامزد ہوئے ۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے ۔ ہمایون شاہ
کے سردار ہراول نے اطاعت شاہ زمان کی قبول کی اور لشکر شاہی
میں داخل ہوا ۔ جب ہمایون نے یہ حال دیکھا تو ہراسان ہو کر
بھاگ گیا ۔ تب سب اس کے سرداروں نے بخوف اس کے کہ
کسی کا بھائی شاہ کی طرف اور کسی کا باپ ہمایون کی طرف تھا
ہمایون کی رفاقت ترک کی اور ملازمت شاہ سے مشرف ہوئے ۔ شاہ نے
بقدر لیاقت ہر شخص کے منصب عنایت کیا ۔ ہمایون کے سرداروں
نے جو کچھ مال و اسباب اس کا ان کے ہاتھ لگا وہ سب شاہ
کی نظر سے گذرانا اور داخل کار خانۂ شاہی ہوا ۔ ہمایون کے
سرداروں سے کوئی شخص سوا **دلدار خان** کے کہ اس کا خسر

تھا اس کے پاس نہ رہا ۔ آخر کو ہمایون نے مجبور ہو کر کوہستان بلوچستان کی راہ لی ۔ اور نصیر خان کی عملداری میں ، کہ خراج گذار خاندان سلاطین دیرینہ تھا ، جاکر پناہ پکڑی ۔ شاہ زمان فتح یاب ہو کر قندھار میں آئے اور باغیوں اور سرکشوں کو تلاش کر کے ان کو سزا دی اور اپنے فرزند ارجمند **قیصر** نام کو ، کہ کم سن تھا ، اپنا نایب اور ولی عہد کر کے قندھار میں چھوڑا ۔ اور **عبداللہ خان** نور زئی کو اس کا نایب کل مقرر کر کے اپنے سرداران جلیل القدر کو ساتھ لے کر **کابل** میں رونق افروز ہوئے ۔

۲۶ - بیان پہنچنے اشرف الوزراء شیر محمد خان کا طرف بلوچستان کے واسطے تعاقب ہمایون کے

جب شاہ زمان نے سنا کہ ہمایون بلوچستان کی طرف گیا ھے اور **نصیر خان** کی حمایت میں پناہ لی ھے تب یہ ارادہ کیا کہ خود اس طرف کو جائیں - اس اثنا میں عرضداشت نصیر خان کی پہنچی - اس نے کمال عجز و انکسار سے لکھا کہ خانہ‌زاد حضور کا فرمانبردار ھے - ان روزوں ہمایون شاہ مصاحبان بد اطوار کے اغوا سے حضور کی اطاعت سے منحرف ہو کر غریب خانے پر تشریف لائے ھیں - ان کا بھیجنا حضور میں طریقۂ ریاست و مروت کے خلاف سمجھ کر عرض کرتا ہوں کہ اب وہ کبھی آپ سے بغاوت نہ کرینگے اور اس غلام کی زندگی تک کسی طرح کا فساد ان کی ذات سے ظہور میں نہ آئیگا - اور حضور کی بدولت ، کہ ٹکڑہ روٹی کا مجھ کو میسر ھے ، میں ان سے دریغ نہ کروں گا - اور ان کو سمجھا کر راہ راست پر لا کر حضور کے ہمراہ روانہ کروں گا - اور اب حضور ان کی جان بخشی کریں کہ غلام کا موجب سرفرازی ھے - بادشاہ نے بہ نظر قدامت نصیر خان کے وھاں کا قصد موقوف کیا - اور جب لشکر شاہی قندھار سے خراسان کی طرف سلطان **محمود** کے دریافت مال کے واسطے ، کہ یہ بھی

بڑے بھائی بادشاہ کے تھے اور ہمایون کے چھوٹے روانہ ہوا ہنوز قندھار دو کوس رہ گیا تھا کہ عرضی سلطان محمود کی پہنچی - اس نے لکھا تھا : کہ میں حضور کا فرمانبردار ہوں اور آپ کو بجائے شاہ بابا جنت مکان کے سمجھتا ہوں - اور امیدوار ہوں کہ بدستور عہد حضرت شاہ بابا مغفور کے ملک خراسان اور ہرات میرے حوالے رھے - میں کبھی احکام شاھی سے عدول نہ کرونگا - امرائے دولت نے عرض کیا : کہ آپ آخر کسی شہزادے کو ہرات میں مقرر فرمائیں گے - اس سے بہتر یہ ھے کہ سلطان محمود ھی کو وھاں حاکم رکھیئے - ان سب ارکان دولت کے عرض و معروض سے شاہ نے حکومت ہرات و خراسان کی سلطان محمود کو عنایت فرمائی اور فرمان اطمینان کا سلطان محمود کے پاس بھیج دیا - اور خود بقصد تسخیر ہندوستان کابل میں داخل ہوئے - اس عرصے میں خبر پہنچی کہ نصیر خان بلوچ نے وفات پائی اور اس کا لڑکا محمود خان نامی کہ کم سن ھے بھتیجا نصیر خان کا کہ جوان ھے ریاست کا مالک ہوا - وہ چاھتا ھے کہ نصیر خان کے لڑکے کو نکال دے - اور ہمایون شہزادے کو بھی بہکاتا ھے کہ آپ مستحق سلطنت ھیں - میں قوم درانی کو جمع کرتا ہوں - آپ قندھار کا قصد کریں -

جب یہ خبر شاہ زمان کو پہنچی ، شاہ نے حافظ **شیر محمد خان** مختار الدولہ اپنے وزیر سید **خداداد** ، کہ سادات **شوراک و پشین** سے تھا ، معتمد الدولہ اور امین الملک کی طرف سے **نور محمد خان باتر** کو رخصت کر کے ارشاد کیا کہ جس طرح سے ہو ہمایون کو سمجھا کے میرے پاس لا - شاہ یہ حکم دے کر

بقصد هندوستان داخل پشاور هوئے ۔ القصه مختار الدوله اور سید
موصوف وهاں پهنچے اور همایوں کا اطمینان اور دلجمعی بخوبی
کر کے اپنے ساتھ لے کر شاہ کی طرف روانه هوئے ۔ اثنائے راه
میں سید مذکور نے شهزاده همایوں سے سازش کر کے کہا : که
میں اپنی تدبیر صائب سے آپ کو سلطنت دلا دونگا ، بشرطیکه
مجھ سے عهدۂ وزارت کا وعده کیجیئے ۔ چنانچه دونوں میں
عهد و پیمان هو گیا ۔ شیر محمد خان بهادر ، که مرد دیندار اور
خدا ترس تها ، اس نے اپنے دل میں خیال کیا که میں اگر شهزاده
یا اس سید کو قتل کروں تو یه بات دین و ایمان کے خلاف هے
اور ایسی نمک حرامی میرے خاندان کا طریقه نهیں ۔ بادشاه
کو عرضداشت لکھی که سید خداداد همایوں کو بااطمینان اپنے
ساتھ لاتے هیں ، اگر مجھ کو حکم هو تو میں حضور میں حاضر
هوں ، اس واسطے که اب میرا کام یہاں کچھ نهیں هے ۔ آخر کو
شیر محمد خان بموجب اجازت شاه حاضر حضور هوا اور ان کے
فساد سے کناره کشی کی ۔

۲۷ - بیان پهنچنے همایون شاه کا قندهار میں اور لڑنا شهزادۂ قیصر کے ساتھ

جب مختارالدوله حافظ **محمد خان** بادشاه کے پاس پهنچا
سید خدا داد نے فرصت کو غنیمت سمجھ کر همایوں کو بادشاه
بنایا اور گرد و پیش کے آدمیوں کو جمع کر کے قندهار کا قصد
کیا اور چاها که پهلے شهر پر قبضه کر لے ۔ بعد اس کے اور
شهروں پر تصرف کرے ۔ جب اس ارادے سے قندهار میں پهنچا
سرداران همراهی شهزاده قیصر جمع هوئے اور شهزادے کو ، که
اس وقت میں سات برس کا سن تها ، گھوڑے پر سوار کرکے با ارادۂ مقابله
باهر نکلے ۔ جب دونوں طرف کی فوج مقابل هوئی شهزاده قیصر کے
سرداروں نے اپنی فوج کے تین غول کیے ۔ یار محمد خان صدو زئی کو
پانچ سو سوار دے کر شهزادے کی محافظت کے لئے مقرر کیا ۔
جب لڑائی شروع هوئی فوج شاهی نے کمال جرأت اور دلاوری
سے همایون کی فوج کو هزیمت اور شکست دی ۔ چنانچه اس
کے لشکر کا انتظام برهم هو گیا اور سب بهاگ اٹھے ۔ تب دلاوران
شاهی نے ان کا تعاقب کرکے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا ۔
همایون شاه ، که چند سوار لےکر اپنی فوج سے جداهو کر شهزاده
قیصر کی صف کی طرف کھڑا تها ، جب اس نے اپنی فوج کی هزیمت

اور بے سامانی دیکھی تو غصے میں آ کر تلوار کھینچے ہوئے
شہزادہ قیصر کے قریب آیا ۔ درانیوں نے دیکھا ہمایون شہزادہ ہے۔
اس سے لڑنا اور اس پر تلوار چلانا اپنے نزدیک نامناسب سمجھ کر
سب چلے گئے ۔ اور قیصر شہزادہ کو اکیلا چھوڑ دیا ۔ چنانچہ
اس داروگیر میں ہمایون کے ہاتھ سے تلوار کا زخم قیصر شہزادے
کے کلے پر لگا اور تلوار پھسل کر ہاتھ پر آئی اور انگلیاں
شہزادے کی زخمی ہوئیں ۔ وہ لڑکا کم سن خون ٹپکتا ہوا گھوڑے
پر کھڑا تھا ۔ تب شہزادہ **احمد** فرزند ہمایون شاہ نے اپنے باپ
سے کہا : کہ یہ لڑکا بیچارہ آپ کا بھتیجا اور میرا بھائی ہے۔
اور بھتیجا بجائے فرزند ہوتا ہے ۔ آپ کو اسکا زخمی کرنا مناسب
نہ تھا ۔ ہمایون نے کہا : کہ غصے کی حالت میں سہواً میری
تلوار اس کے چہرے پر لگ گئی ۔ یہ کہ کر گھوڑے سے اتر
کر کمال شفقت اور مہربانی سے اپنی گود میں لیا اور اسی وقت
جراح کو بلا کر حکم کیا کہ اس کے زخم کی دوا کریں ۔ اور
ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کباب اور روٹیاں بااتفاق کھائیں ۔
القصہ جب خبر گرفتار ہونے شہزادے کی ہمایون کے پاس بہادران
فوج شاہی کو کہ بھاگنے والوں کے پیچھے گئی تھی معلوم ہوئی
سراسیمہ اور حیران ہوئے اور اپنے دل میں کہا : کہ ہم تو فتح
یاب ہوئے تھے اور سب فوج ہمایون شاہ کی بھاگ گئی تھی ۔ ہمارا
شہزادہ کیونکر گرفتار ہو گیا ۔ جب یہ خبر واقعی بادشاہ کو
پہنچی **عبداللہ خان** نور زئی اور یحیٰ خان نشقچی باشی اور
کدو خان بارک زئی اور **فتح خان** لڑکا پائندہ خان بارک زئی کا یہ

سب بالا بالا پشاور روانہ ہوئے ، کہ شاہ کی خدمت میں حاضر
ہوں ۔ باقی سردار اور فوج متعینۂ قندھار ہمایون شاہ سے مل گئی ۔
پھر ہمایون قندھار میں داخل ہوا اوز سکہ اور خطبہ اپنے نام کا
جاری کیا ۔ اس عرصے میں احمد خان نور زئی کہ شاہ زمان بادشاہ
کی ملازمت کے واسطے پشاور کو جاتا تھا اس کو ہرات اور
قندھار کے درمیان میں معلوم ہوا کہ شہزادہ قیصر گرفتار ہوا ۔
اور عبداللہ خان اس کے بھائی نے ہزیمت پائی اور سب فوج تباہ ہوگئی
اور ہمایون شاہ نے قندھار میں اپنا تسلط اور قبضہ کر لیا ۔ تب اس
نے اپنے دل میں کہا کہ ہمایون کون ہوتا ہے کہ ملک شاہی
میں فتنہ اور فساد برپا کرے میں پہلے اسکا تدارک کرونگا ۔ پھر
بادشاہ کے پاس حاضر ہونگا ۔ بلکہ ہمایون کو قید کر کے بادشاہ
کے حضور میں لے جاؤں گا ۔ اس ارادے سے قندھار میں مستعد لڑائی
ہوا ۔ ہمایون شاہ بھی اپنی فوج لے کر قندھار سے باہر نکلا ۔
خان مذکور نے یہ تدبیر سوچی کہ ہمایون کے لشکر کو پس پشت
چھوڑ کر رات کے وقت قندھار میں داخل ہو اور پہلے شہر کو
اپنے قبضے میں لا کر بعد اس کے بااطمینان ہمایون سے مقابلہ
کرے ، مگر عبدالکریم خان پسر رحیم داد خان بارک زئی کہ
دروازۂ قندھار پر مقرر تھا اس نے دروازہ نہ کھولا ، بلکہ بندوقیں
مارنا شروع کیا ۔ تب احمد خان مجبور ہو کر پھر آیا ۔

ہمایون شاہ اس خبر کے سننے سے لشکر گاہ کو چھوڑ کر
قندھار چلا گیا اور مقام **گورکان** میں دونوں لشکر سے لڑائی شروع
ہوئی ۔ یہاں تک کہ تلوار کی نوبت پہنچی ۔ ملا خدا داد ہمایون
شاہ کی طرف سے زخمی ہوئے اور یوسف خان مہماندار باشی شاہی
احمد خان کی طرف سے مجروح ہو کر گرفتار ہوا ۔ ہمایون شاہ

نے چاہا کہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کرے ، مگر سرداروں نے اس کی شفاعت کر کے جان بچائی ۔ احمد خان بھی تلوار اور تپنچے سے زخمی ہو کر بھاگ اٹھا ۔ چنانچہ فوج احمد خان کی قوم پنج پا سے تھی اور فوج ہمایون شاہ کی قوم زیرک اور شجاع سے تھی اس سبب سے احمد خان کا پاؤں میدان میں نہ ٹھہرا اور بھاگ گیا ۔ اور قریب چھ کوس کے میدان سے جا کر بسبب زخموں کے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا ۔ ملا حسن درویش کہ قوم پنج پا سے تھا اس کو اٹھا کر اپنے گھر لے گیا ۔ ہمایون شاہ احمد خان کا تعاقب دو کوس تک کر کے پھر آیا اور فتح یاب ہو کر داخل قندھار ہوا اور عیش و نشاط میں بسر کرنے لگا ۔ دوسرے روز ہمایون شاہ نے حال احمد خان کا دریافت کر کے ملا حسن درویش کے گھر سے بلا کر حکم قتل کا دیا مگر سادات اور فقراء اور علمائے قندھار نے متفق ہو کر اس کی جان بخشی کرائی ۔ پھر احمد خان نے بھی اپنی جان کے خوف سے ہمایون شاہ سے عہد و پیمان کیا کہ میں ہمیشہ آپکا خیر خواہ ہونگا ۔ اس درمیان میں بہت سے آدمی آہستہ آہستہ خفیہ بھاگ کر حضور شاہ زمان میں پہنچے ۔

۲۸ ۔ بیان توجہ شاہ زمان کا ہمایون شاہ پر اور فتح یاب ہونا شاہ کا اس پر

جب خبر ہزیمت فوج شاہی کی ہمایون کے مقابلے سے اور زخمی ہونا شہزادہ قیصر کا اور گرفتار ہونا سردار احمد خان نور زئی کی شاہ زمان کو پہنچی تب لشکر جرار ساتھ لے کر پشاور سے قندھار کو روانہ ہوئے ۔ پہلے کابل میں پہنچ کر وہاں سے قریب قندھار کے **پایندہ خان** بارک زئی کو ہراول مقرر کیا ۔ ہمایون شاہ نے یہ خبر سن کر چار و ناچار اپنی فوج لے کر چالیس کوس قندھار سے نکل کر مقابلہ کیا اور احمد خان نور زئی کو کہ ہنوز اس کے زخم اچھے نہ ہوئے تھے ہراول کے مقابلے کو بھیجا اور خود آدمی معتمد لے کر پیچھے فوج کے کھڑا ہوا ۔ اور جن آدمیوں پر اعتماد نہ تھا وہ لوگ احمد خان کے ساتھ کر دیئے ۔ اور خود رات کے وقت اپنے معتمد آدمیوں کے ساتھ بے لڑے ہوئے **ہرات** کی طرف جا کر مقام **فراہ** میں ، کہ درمیان قندھار اور ہرات کے ھے ، جا پہنچا ۔ سردار احمد خان کہ جبراً اس کا ہراول اور پیش جنگ ہوا تھا پایندہ خان کے پاس جا کر اس کے ذریعے سے شاہ کے حضور میں حاضر ہوا ۔ جب خبر بھاگنے ہمایون کی قندھار میں پہنچی پایندہ خان کی زوجہ ، کہ ایک عورت صالح اور عاقلہ مردانہ سیرت تھی ، ایک

چھری کمر میں لگا کر اور برقع منہ پر ڈال کر گھوڑے پر
سوار ہوئی کہ شہزادہ قیصر کو ، کہ ہمایون کی قید تھا ،
اس کو مسند ولی عہدی پر بٹھا کر منادی کرائی کہ دور دور
عہد حضرت شاہ زمان کا ہے - اس ہرج و مرج میں **مرتضیٰ خان**
نامی ، کہ پاینده خان کا داماد تھا ، اس نے بازار وغیرہ کے لوٹنے
کا ارادہ کیا ، مگر زوجۂ پاینده خان مانع ہوئی اور چھری سے
اس کو زخمی کیا - شاہ **عبدالستار** آغا شاری کہ درویش
صادق تھا اس نے زوجۂ مذکور سے کہا : کہ یہ جوان تیرا
عزیز اور داماد ہے اس کو تو نے زخمی کر کے گرفتار کیا -
اگر اس کا حال بادشاہ کو معلوم ہوگا تو یہ جان سے مارا جائیگا -
بہتر یہ ہے کہ اس کو خلعت دے کر رخصت کر - چونکہ وہ
عورت عقل کامل رکھتی تھی اس درویش کے کہنے پر عمل
کیا - دوسرے روز شاہ فتح یاب ہو کر قندھار میں داخل ہوئے
اور میر آخور **فتح خان** یعنی داروغۂ اصطبل اور پاینده خان کے
لڑکے کو بطریق چپاولی ہمایوں شاہ کے پیچھے روانہ فرمایا - جب
دونوں سردار مقام کریش میں پہنچے وہاں معلوم ہوا کہ ہمایون
کوهستان میں آوارہ پھرتا ہے ہرگز ہاتھ نہ آئیگا - پھر شاہ
سلطان محمود کو کہ **ہرات** کے حاکم تھے لکھا : کہ اگر
ہمایون تمہارے ہاتھ لگے تو اس کو قید کر کے ہمارے پاس
بھیج دو - سلطان محمود نے اس کے جواب میں لکھا : کہ اگرچہ
حضور بجائے شاہ مغفور کے ہیں اور ہمایون شاہ بھی میرے اور
آپ کے بڑے بھائی ہیں اس واسطے امید وار ہوں کہ ان کی تلاش
اور گرفتار کرنے سے مجھ کو معاف رکھیں - شاہ نے از سر نو

قندھار کا بندوبست کر کے **قیصر** شہزادے کو بدستور اپنا
ولی عہد مقرر کیا اور خود با ارادۂ تسخیر ہندوستان کابل کو
روانہ ہوئے - اور مختارالدولہ حافظ **شیر محمد خان** وزیر کو
بہت سی فوج دے کر نصیر خان کے بھتیجے کی تنبیہ کے واسطے
مقرر کیا - اس واسطے کہ وہ محمود خان پسر نصیر خان کو
معطل کر کے خود بلوچستان کا حاکم بن بیٹھا تھا اور متواتر اس
کے ظلم اور فساد کی نالش حضور شاہی میں ہوا کرتی تھی - اور
حافظ مذکور کو حکم دیا تھا کہ برادر زادۂ نصیر خان کو
سزائے کامل دے کر نصیر خان کے بیٹے کو اس کے باپ کا جانشین
کر دینا - مختارالدولہ بہادر حسب الحکم اس ملک میں گئے اور
بہت سے کار نمایاں کیے اور بڑی جنگ واقع ہوئی - اس لڑائی میں
بہت سے درانی اور بلوچ مقتول ہوئے - آخرالامر مختارالدولہ
فتح یاب ہوئے اور شہر میں داخل ہوکر نصیر خان کے لڑکے کو
وہاں کا رئیس کر دیا - اور سب کار پردازوں اور
سرکشان بلوچستان کو اس کا فرمانبردار بنایا - بعد اس کے
مختارالدولہ نصیر خان کے لڑکے کو بادشاہ کی قدمبوسی کے لیے
اپنے ساتھ لے کر حضور شاہ میں حاضر ہوئے - بعد چند
روز کے محمود خان ، نصیر خان کے بیٹے ، کو شاہ نے خلعت
دے کر بلوچستان کو رخصت کیا - چنانچہ وہ خوش دل
اور فارغ البال داخل شہر قلات ہوا - اور سن ۱۲۱۳ ہجری
[۱۷۹۸—۱۷۹۹ء] تک سردار بلوچستان تھا - اور اب تک اس کی
اولاد اسی شہر میں مقیم ہے - اور تا حال کہ سن ۱۲۶۳ ہجری
[۱۸۴۶—۱۸۴۷ء] میں نصیر خان نامی ، اسی محمود خان کی اولاد
سے ، وہاں کا حاکم ہے - اور سرحد بلوچستان کے طول میں سرحد

سندھ اور بھکر اٹھارہ کوس اس طرف **مسقط** کے اور عرض اس کا
سمندر میں ملا ہے سو کوس تک ریگستان اور پہاڑ اس ملک میں
واقع ہیں ۔ اگرچہ بلوچ لوگ بہت دلاور اور شجاع ہوتے ہیں
مگر ساتھ اس کے بڑے وحشی اور جاہل بھی کمال درجہ ۔
چنانچہ درانی بھی اس فرقے کی بہادری کا اقرار کرتے ہیں ۔ اور عہد
شاہ درانی میں سردار اس قوم کا ، کہ نام اس کا نصیر خان تھا ،
بادشاہ کی اطلاعت میں رہتا تھا ۔ اور جب شاہ کسی لڑائی پر
جاتے تھے تو یہ بھی پانچ چھ ہزار سوار سے ہمراہ رکاب ہوتا
تھا ۔ اس کا لڑکا بھی شاہ کی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہے ۔ اور
اپنے کو متوسل شاہ سمجھ کر فرمان بادشاہی سے سر مو تجاوز
نہیں کرتا ہے ۔ اور اس وقت میں خطبہ اور سکہ شاہان درانیہ
کے نام کا تمام بلوچستان میں جاری تھا ۔

۲۹ ۔ بیان قصد شاہ زمان کا ہندوستان کی طرف اور انجام پانا کام ہمایون کا محمد خان کے ہاتھ سے نواح ملتان میں

شاہ زمان بادشاہ نے بارادۂ تسخیر ہندوستان اور تنبیہ و
تادیب سکھوں اور وہاں کے سرکشوں کے فوج شایستہ اور لشکر
آراستہ کے ساتھ سن ۱۲۱۰ ہجری [۱۷۹۵ء] میں کابل سے کوچ
کر کے دریاے سندھ کے کنارے پر نزول اجلال فرمایا ۔ اور
قلعۂ اٹک سے کشتیوں کے پل پر عبور کر کے **حسن ابدال** اور
نواح **رہتاس** میں آکر خیمہ کیا ۔ اور چند روز تفریح طبع کے
واسطے شکار میں مشغول رہے ۔ اور **احمد خان** شاہنکچی باشی
بارک زئی کو مع **بہادر خان** محمد زئی اور بعض اپنے سرداروں کو
سات ہزار سوار دے کر واسطے تسخیر دوابہ واقع درمیان دریاے
جہلم اور چناب کے رخصت کیا ۔ اور اس عرصے میں مشیت ایزدی
سے ہمایون فوج شاہی سے ہزیمت کھا کر ملک ریگستان نواح
قصبہ **لیہ** میں ، کہ ملتان سے پچیس کوس کے فاصلے پر بجانب
ڈیرہ اسماعیل خان مابین دریاے سندھ اور جہلم کے واقع ہے ،
پہنچا ۔ اس وقت میں قریب سو سوار کے کہ سب سردار اور

اور سردار زادہ تھے اور سلطان احمد نام ، اس کا لڑکا اور جوان خوش سیرت صاحب حسن و جمال تھا اس کے ساتھ تھے ۔ کہتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے لباس سپاہیانہ پہن کر ٹھہرا ، **اس ارادہ** سے کہ جس طور سے ممکن ہو کشمیر میں پہنچ کر اس ملک کو اپنے قبضے میں لائے اور بادشاہ سے بنائے فساد محکم کرے ۔ چونکہ سابق اس سے احکام بادشاہی حکام اور رؤسائے ممالک محروسہ کے نام پر جاری ہوئے تھے کہ جس طور سے ہو ہمایون کو گرفتار کر کے حضور میں روانہ کرو ، **محمد خان** صدو زئی کہ جوان وجیہ اور دلاور حاکم لیہ مذکور کا تھا اس نے خبر پائی کہ ہمایون شاہ مع اس قدر سوار کے فلانے مقام پر ایک درخت کے تلے اترا ہے ، یہ سن کر مع پانچ سو سوار مسلح کے وہاں پہنچکر اول ہمایون سے کہا : کہ یہاں سے چل کر شہر میں نزول فرمائیے کہ میں خدمت گذاری میں مستعد رہوں ۔ ہمایون شاہ ، کہ مرد صاحب فراست تھا ، طرز کلام اور ہجوم سپاہ سے سمجھ گیا کہ معاملہ کچھ اور ہے ۔ پس اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ، کہ سب مسلح اور ہتھیار بند تھے ، لڑنے میں مشغول ہوا اور خوب لڑائی ہوئی ۔ ہمایون کے ہمراہی بہت سے قتل اور زخمی ہوئے اور شہزادۂ **احمد** اس کا لڑکا بندوق کی گولی کھا کے گھوڑے سے گر پڑا اور فوراً مر گیا ۔ ہمایون شاہ ، کہ اس پر عاشق اور اس کو نہایت چاہتا تھا ، گھوڑے سے گر کے اس کی لاش پر گرا اور نعرۂ جانکاہ مارا ۔ محمد خان نے نزدیک ہمایون کے پہنچ کر اس کو بغل میں دبا لیا اور اس کے سب رفیقوں کو قید کر کے قصبہ لیہ میں لایا اور حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع کی ۔

حسن خان قزلباش پیش خدمت، کہ سب خدمتگروں بادشاہی کا افسر تھا ، اس کو شاہ نے حکم دیا کہ تو جا کر ہمایون کی آنکھیں نکال کے پالکی میں سوار کر کے کابل کو روانہ کردے ۔ قزلباش حسب الحکم لیہ میں پہنچا اور دونوں آنکھیں ہمایون کی نکال کے پالکی میں بٹھا کر بادشاہ کے حضور میں لایا ۔ تب شاہ نے حکم کیا کہ اس کو اسی صورت سے کابل میں لے جا کر جہاں اور شہزادے قید ہیں مقید کرو ۔ جس روز کہ خبر گرفتار ہونے ہمایون اور قتل ہونے شہزادۂ احمد کی مقام رہتاس یا حسن ابدال میں بادشاہ کو پہنچی طرفہ تماشا تھا کہ ایک طرف امرائے عظام مبارک باد کہتے تھے اور ایک طرف سے آواز ماتم پرسی کی بادشاہ کے کان میں پہنچتی تھی ۔ اور جب دولت خواہوں کی تحریر سے، کہ قندھار اور ہرات، میں تھے دریافت ہوا کہ سلطان محمود حاکم ہرات نے سرکشی اختیار کی ہے اور ارادہ فساد کا رکھتا ہے **شاہ زمان** یہ خبر سن کر مہم پنجاب اور تنبیہ سکھوں اور گردن کشوں ہندوستان کی معطل چھوڑ کے حسن ابدال سے خراسان کی طرف روانہ ہوئے کہ سلطان محمود کی فتنہ انگیزی کو دفع کریں ۔ اور وہ فوج کہ دوابۂ دریائے جہلم اور چناب کی تسخیر کے لئے مقرر ہوئی تھی حقیقت اس کی یہ ہے کہ احمد خان بارک زئی شاھنکچی باشی نے بادشاہ سے رخصت ہو کر دریائے جہلم سے عبور کر کے سکھوں سے مقابلہ کیا ۔ کئی بار سکھ بھاگے ۔ آخر کو مجمع کثیر کرکے قریب گجرات کے پھر مقابلہ کیا اور جنگ عظیم واقع ہوئی ۔ سردار احمد خان نے اس معرکے میں کارنمایاں کیے ، مگر جب دیکھا کہ سرداروں کی نا اتفاقی اور

درانیوں کی بے دلی سے کچھ اور صورت پیدا ہوگی اور میں فتح یاب
نہ ہونگا ناچار لڑتے ہوئے تمام احتیاط سے اپنا سب سامان و اسباب
لے کر لشکر شاہی میں داخل ہوا - بسبب فساد انگیزی
سلطان محمود کے چند روز اہتمام اس مہم کا ملتوی رہا اور بادشاہ
داخل کابل ہوے - اس عرض مدت میں نامۂ **شاہ عالم** عالی گوہر
بادشاہ ہندوستان کا مرزا **غلام محمد خان** کے ہاتھ شاہ زمان درانی کے
پاس پہنچا - شاہ درانی نے جواب اس کا لکھا - عبارت دونوں نامہ
کی بنظر اختصار کے اس مقام میں تحریر نہ ہوئی - حاصل مضمون
نامۂ شاہ ہندوستان کا بلانا بادشاہ درانی کا تھا اور جواب اس کا
عذر نہ پہنچنے کا بسبب موسم گرمی کے اور حقیقت میں وجہ نہ
جانے کی طرف ہندوستان کے فتنہ انگیزی سلطان محمود کی تھی -

۳۰ - بیان قصد شاہ زمان کا واسطے جنگ کے سلطان محمود سے دارالسلطنت ہرات کی طرف

جب کہ خبر شر و فساد **سلطان محمود** کی شاہ زمان کو
بتحقیق پہنچی کابل سے کوچ کرکے قندھار میں داخل ہوئے
اور چند روز واسطے جمع کرنے فوج اور لشکر اور سامان حرب کے
وہاں قیام کیا - بعد جمع ہونے لشکر کثیر کے سرداران جان نثار
کو ساتھ لے کر **ہرات** کو روانہ ہوئے اور مقام **میون** فرودگاہ
لشکر ہوا - سلطان محمود نے بھی دریاے ہیر مندہ ، کہ **تکریس**
سے جانب قندھار ہے ، عبور کر کے **محمد عظیم خان** ، میر
ہزار خان الکو زئی کے لڑکے ، کو پیش جنگی کے واسطے مقرر کیا -
اور شاہ زمان کی طرف سے سردار **مہر علی خان** میر آخور ،
برادر زادۂ سردار محمد خان درانی کا، ہراولی پر متعین ہوا - دونوں
طرف کے لشکر میدان **خاکریز** میں مقابل ہوئے - پہلے توپ اور
بندوق کی لڑائی شروع ہوئی اور دیر تک ہنگامہ جنگ کا گرم رہا -
آخر کو فوج سلطان محمود نے حملہ کر کے کمال دلاوری سے
توپ خانۂ شاہی پر پہنچ کر سب توپوں پر قبضہ کر لیا اور
ہراول شاہی نے ہزیمت پائی - تب شاہ زمان خود قریب فوج

هراول کے گئے اور وهاں کا حال دیکھ کر تاج شاهی ، که چار جیغے اس کے جواهرات مثل زمرد اور الماس اور لعل بدخشانی اور یا قوت رمانی سے آراسته تھے ، اس کو سر سے اتار کے ساده ٹوپی سر پر رکھی اور کمال عجز و انکسار سے جناب باری میں اپنی فتح یابی کے واسطے دعا کی ۔ هوا خواهان شاهی کے دل میں اس حال کے دیکھنے سے یه خیال گذرا که شاه کا قصد بھی فرار کا ھے ۔ سب نے عرض کیا : که یه کیا اراده ھے جو آپکی خاطر مبارک میں آیا ؟ بادشاه نے کہا : که یه وقت هماری سپاه گری کا ھے ۔ اس واسطے مصلحتاً میں نے سپاهیانه وضع بنائی ھے که غنیم کی فوج مجھ کو نه پهچانے ۔ تم دل جمعی سے لڑنے میں مستعد رهو ۔ پھر شاه بذات خود کمان میں تیر جوڑ کے لڑنے کو موجود هوئے ۔ جب معرکۂ جنگ خوب زور شور پر آیا اور فوج مخالف نے هر طرف سے هجوم کر کے فوج شاهی کو پسپا کر دیا ، اس وقت بادشاه نے بآواز بلند کہا : که کوئی ھے ؟ **نواب خان** ایشک اقاسی نے کورنش کر کے عرض کیا : که قربانت شوم ! میں حاضر هوں ۔ سوا اس کے توکل خان اور کشن خان سرداروں قلماق دستۂ غلامان که زمانۂ تیمور شاه میں مسلمان هوئے تھے انهوں نے بھی کہا : که هم غلام بھی حاضر هیں ۔ جو حکم هو بجا لاویں ۔ توکل خان نے بھی کہا : که حضور کا سر سے تاج کا اتارنا هم غلامان کی موجب شکسته خاطر کا ھے ۔ بادشاه نے فرمایا : که یه وقت سپاه گری کا ھے ۔ ایسی حالت میں تاج شاهی سے کلاه سپاهیانه افضل ھے ۔ جب هم فتح یاب هونگے تو تخت سلطنت پر بیٹھ کر تاج سر پر رکھیں گے ۔ نواب خان ایشک اقاسی سے ارشاد

که یه وقت اخلاص اور جانسپاری کا ھے ۔ میں نے تجھ کو خدا کے سپرد کیا ۔ تو الله پر توکل کر کے کار رستمانه کر ۔ سردار مذکور اور کشن خان وغیره کورنش بجا لا کے لڑنے کو چلے ۔ غرض که دونوں سرداروں نے میدان میں جا کر وه بهادری اور شجاعت کی که محمد عظیم خان هراول سلطان محمود کا مضطرب هو کے بھاگ گیا اور بد حواسی سے هرات کی راه بھول کر قندهار کی طرف بھاگا ۔ اور قریه **ذاکر** میں ، که پانچ کوس قندهار سے ھے ، **عبدالمجید** درویش کے گھر میں چھپ رها ۔ درویش مسطور نے ننگی تلوار اس کے هاتھ میں دے کر اور کفن اس کے گلے میں پهنا کر زمان شاه بادشاه کے پاس روانه کیا ۔ اور ملا **جان محمد** اپنے لڑکے کو واسطے شفاعت کے اس کے ساتھ کر دیا ۔ جب یه بادشاه کے روبرو گیا تب عرض کیا : که غلام گنهگار نمک حرام حاضر ھے ۔ حکم هو که غلامان درگاه اسی تلوار سے قتل کر کے اسی کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیں ۔ بادشاه نے فرمایا : که میں نے تیرے ساتھ کوئی برائی نهیں کی ، بلکه تجھ کو خلعت فاخره، گھوڑا اور شمشیر عنایت کی اور تیرا مرتبه بڑھایا ۔ تب محمد عظیم خان نے عرض کیا : که حضور از بندگان خطا و از خداوندان عطا ۔ بادشاه نے بنظر سفارش درویش موصوف اور عجز و پشیمانی امیر مذکور کے اس کا گناه معاف فرمایا اور از سر نو اس سے عهد و پیمان لے کر جان بخشی کی ۔

الحاصل سلطان محمود شکست کھا کے هراسان هوا اور محمد خان هزاره سے ، که سردار با اقتدار تھا ، کہا : که اب کیا تدبیر کیا چاهیے ؟ اس نے عرض کیا : که آپ خاطر جمع رکھیے

جب تک میرے قالب میں جان ہے آپ پر ضرر نہ آنے دونگا - پھر
سلطان محمود کو ساتھ لے کر ہرات کو روانہ ہوا - اور دوسرے
سردار خراسان وغیرہ کے ، کہ مخفی امرائے بادشاہی سے سازش
رکھتے تھے ، میدان میں کھڑے رہے - اس اثنا میں **النتوس**
جمشیدی خراسانی ، کہ اس کو حال ان کی سازش کا معلوم نہ تھا ،
اس نے آکر کہا : کہ تم یہاں کیوں کھڑے ہو ؟ سلطان محمود
تو ہرات کی طرف گئے تم بھی چلے جاؤ - تم اپنی جان کیوں
دیتے ہو ؟ یہاں سے چلا جانا مناسب ہے - میں بھی لڑ بھڑ کر
اپنا اسباب بچا کر پہنچتا ہوں - سرداروں نے اسے جواب دیا :
کہ تو بادشاہوں کے اسرار سے کیا واقف ہے ؟ خاموش ہمارے
ساتھ کھڑا رہ - اس ضمن میں امین‌الملک **نور محمد خان** باتر
اپنا دستہ لے کر بموجب حکم بادشاہ کے ان سرداروں کی طرف
بڑھا اور ان کے قریب پہنچ کر شال کو گھمایا ، تاکہ انہیں
معلوم ہو کہ یہ لڑنے کے لئے نہیں آیا ہے - اور جب قریب تر
پہنچا تو سب سے سلام علیک کر کے ہر ایک سے جدا جدا بغلگیر
ہوا - اور کہا : کہ چلو میں تم سب کو بادشاہ کے پاس لے
جا کر کورنش سعادت سے مشرف کروں - یہ کہ کر زمان خان
اور سرداران خراسان کو بادشاہ کے پاس حاضر کر کے سب کا
قصور معاف کرایا - سب سرداروں نے ہاتھ باندھ کر کورنش کی
اور اقرار و پیمان کیا کہ اب تمام عمر ہم لوگوں سے سوائے
خیر خواہی کے حضور کے کوئی امر خلاف مرضی صادر نہ ہوگا
مگر النتوس جمشیدی نے عہد پر قسم نہ کھائی - جب بادشاہ نے
پوچھا تب عرض کیا : کہ میں بھی یہی عہد کرتا ہوں جو

سب بھائیوں نے کیا ہے ، مگر یہ سب جھوٹے ہیں اور میں
جھوٹا نہیں ہوں - سرداروں نے عرض کیا : کہ جو قول و اقرار
کہ ہم سب نے حضور میں کیا ہے وہ فی‌الحقیقت مستحکم ہے اور
یہ بھی ہمارا بھائی ہے - اس سے بھی خلاف عہد و پیمان کے کوئی
امر ہرگز ظہور میں نہ آئیگا - القصہ بادشاہ نے سب کی خطا
معاف کی اور سب خراسان کے سرداروں کو خلعت اور سونے کے
غلاف کی چھریاں عنایت کر کے فرمایا : کہ اب تم سب آدمی
اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ کہ تمہارے عیال و اطفال سب تباہ
اور مضطرب ہونگے - جب میں بلاؤں تو حاضر ہونا - پس سب
لوگ خراسان وغیرہ کے بادشاہ سے رخصت ہو کر کمال اطمینان سے
اپنے وطن اور مکانوں کو روانہ ہوئے - پہلے چشت رشک بہشت میں
جا کر خواجگان چشت قدس اللہ سر ہم کی زیارت کر کے ایک شب
وہاں ٹھہرے اور کھانے کی دیگ نیاز خواجگان چشت کی کر کے
اپنے اپنے گھروں کی راہ لی - اور اسی شب کہ چشت میں تھے
سبھوں نے صلاح کر کے عرضداشت سلطان محمود کی خدمت میں
بھیجھی اور لکھا : کہ ہم لوگ حیلہ کر کے بادشاہ سے علیحدہ
ہو کر یہاں پہنچے ہیں - اگر حکم ہو آپ کے پاس حاضر ہوں
اور نہیں تو اپنے گھر میں رہیں - سلطان محمود نے کہلا بیھجا
کہ لڑائی میں یا فتح ہوتی ہے یا شکست ، پس تم بے خوف و خطر
میرے پاس حاضر ہو - تب سب سردار حسب طلب سلطان محمود کی
خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے : کہ حضور ہم نے خوف جان
اور حفظ خانمان کی نظر سے بادشاہ کے ساتھ عہد و پیمان کر کے
قسمیں کھائیں تھیں اور اس حیلے سے غضب شاہی سے نجات پا کر

آپ کے پاس پہنچے - اب ہم بدستور خیر خواہی اور جانفشانی میں
موجود ہیں - اور اس باب میں بہت سا مبالغہ کیا اور قسمیں شدید
کھائیں - مگر النتوس خان جمشیدی نے یہاں پر بھی قسم نہ
کھائی - تب سلطان محمود نے اپنی والدہ کو شاہ زمان بادشاہ
کے پاس روانہ کیا اور عرضی معذرت کی لکھ کر اپنی ماں کے
حوالے کی اور درخواست عفو تقصیرات کی بھی کی - جب وہ پردہ
نشین داخل قندھار ہوئی اور بعد اظہار حقوق مادری کے اپنے
فرزند کی عرضی گذرانی بادشاہ نے اس کے استحقاق پر نظر کر کے
اپنے بھائی یعنی سلطان محمود خان کا قصور معاف کیا - بعد اس کے
اس صاحب عصمت نے سلطان محمود کی لڑکی بادشاہ کے لڑکے کو
اور بادشاہ کی لڑکی سلطان محمود کے لڑکے کے واسطے تجویز
کر کے بادشاہ سے کہا - بادشاہ نے درخواست اس کی قبول کی اور
کہا : کہ سلطان محمود یہاں آکر رسم کتخدائی کی ادا کرے -
والدہ سلطان محمود نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے اطمینان
کے واسطے فرمان شاہی لے کر ہرات کو روانہ ہوئی - اور بموجب حکم
بادشاہ کے **زمان خان** بھی والدۂ سلطان محمود کے ساتھ ہرات کو
چلے - اور چونکہ بادشاہ کو بہ تحقیق معلوم ہوا تھا کہ بغاوت اور
سرکشی سلطان محمود کی بہ سبب، حمایت اور **امداد محمد خان**
قاچار والی ایران کے تھی اس واسطے اس کی تنبیہ کا قصد
مصمم کیا - اس اثنا میں دفعتاً ایلچی والی ایران کا مع عرضداشت
شامل ارادت و عقیدت اور ہر قسم کے تحفے و ہدیے ملک ایران
کے اور کئی گھوڑے با ساز و سامان لے کر بادشاہ کی ملازمت سے
مشرف ہوا - بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ قبل آنے ایلچی ایران کے

ہمارے دربار میں سب فوج مسلح ہو کر حاضر ہو - جس وقت
سفیر ایران کا ہمارے روبرو آئے تاکہ شوکت اور حشمت ہمارے
لشکر کی بچشم عبرت ملاحظہ کرے - چنانچہ ایسا ہی ہوا -
بعد اس کے بادشاہ نے **کدو خان** بارک زئی کو کہ مرد دانشمند ،
خدا ترس و صادق‌القول تھا کچھ تحفہ اور خلعت محمد خان قاچار
والی ایران کے واسطے مع فرمان اطمینان دے کر ایلچی کے ہمراہ
کیا - اور ایک گھوڑا خاص اپنی سواری کا اور خلعت کدو خان
مذکور کو بھی عنایت کر کے تخلیہ میں ارشاد کیا کہ حال لشکر
ایران کا بخوبی دیکھ کر اور دریافت کر کے ہم سے بیان کرے -
چنانچہ خان مذکور ہر ایک امر بادشاہ سے سن کر اور سمجھ کے
ایلچی کے ساتھ ایران کی طرف روانہ ہوا - اور بادشاہ خود کابل کو
تشریف لے گئے -

والدہ سلطان محمود کی ہرات میں پہنچی اور اپنے بیٹے کو
بہت سی نصیحتیں کر کے سمجھایا کہ بیٹا اس بار تو میں نے تجھ کو
غضب سلطانی سے بچایا - خبردار ! بعد اس کے کوئی امر خلاف
مرضی بادشاہ کے نہ کرنا - یہ ٹکرا روٹی کا کہ ہمیں نصیب ہوا
ہے اس کو کھونا لازم نہیں ہے - تب سلطان محمود نے بھی اپنی
ماں سے عہد و پیمان کیا کہ اب مجھ سے ہرگز کوئی حرکت
بیجا ظہور میں نہ آئیگی - آپ خاطر جمع رکھیے - جب بادشاہ کو
سلطان محمود کی طرف سے اطمینان ہوا تب قصد ہندوستان کا کیا -
اراکین دولت نے عرض کیا : کہ ہماری دانست میں سلطان محمود
آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ثابت قدم نہیں ہے - ایسا

نہ ھو کہ بعد تشریف لے جانے حضور کے ھندوستان کی جانب ، کہ خراسان سے فاصلہ بعید ھے ، پھر سلطان محمود فتنہ اور فساد برپا کرے ۔ بادشاہ نے فرمایا : کہ اس کی ماں نے عہد و پیمان کر کے میری خاطر خوب جمع کر دی ۔ غالب ھے کہ اب اس کی ذات سے کسی طرح کی بغاوت واقع نہ ھو گی اور ھرگز کوئی امر ھمارے خلاف مزاج نہ کرے گا ۔

۳۱ - بیان عزم زمان شاہ بادشاہ کا واسطے تسخیر ملک ھندوستان اور تنبیہ و تادیب سکھوں اور سر کشوں کی

چونکہ زمان شاہ جیسے تخت بادشاھی پر بیٹھے یہ ارادہ تہ دل سے تھا کہ ملک ھندوستان کو متمردوں اور سرکشوں خصوصاً سکھوں کی ذات سے پاک و صاف کریں ، اس واسطے اسی نیت سے کابل سے کوچ کر کے پشاور میں داخل ھوئے اور وھاں ٹھہر کر اپنے لشکر کا ساز و سامان بخوبی درست اور آراستہ کر کے سن ۱۲۱۱ھ ماہ جمادی الاخری [دسمبر ۱۷۹۶ء] میں دریائے سندھ کو گذر **اٹک** سے کشتیوں کے پل پر عبور کیا ۔ اور وھاں سے کوچ بکوچ راہ **حسن ابدال** اور **سرائے کالی** اور **راولپنڈی** اور **رھتاس** سے گذر کر دریائے جہلم کے کنارے پر خیمہ کیا ۔ اور دریائے مذکور کو پایاب اتر کے راہ **گجرات شاہ دولہ** سے دریائے چناب کے کنارے پر کہ پنجاب کے سب دریاؤں سے بڑا ھے پہنچے اور اس دریا کو بھی فوج شاھی نے پایاب عبور کیا ۔ راہ **گوجرانوالہ** اور **ایمن آباد** سے گذر کے **شاھدرہ** میں ، کہ لاھور سے مغرب کی طرف تین کوس ھے اور

دریا راوی کا درمیان میں حائل ہے ، نزول دائرۂ دولت سلطانی
ہوا ۔ اس سفر میں پشاور سے لاہور تک پہنچنے میں مختار الدولہ
حافظ **شیر محمد خان** بہادر اشرف الوزراء بطریق منقلا اور
ہراولی کے مامور ہوا تہا ۔ اس کا خیمہ لشکر شاہی سے بارہ کوس
آگے جاتا تہا اور بیس ہزار سوار جرار درانی وغیرہ اس کے ساتھ
رہتے تھے ۔ اور بادشاہ نے حکم کیا تہا کہ کوئی شخص پشاور
سے لاہور تک کسی کے مال و اسباب اور زراعت پر تصرف نہ
کرے ، مگر گھاس اور جلانے کی لکڑی کا مضائقہ نہیں ۔ چنانچہ
کوئی آدمی خوف سلطانی سے کسی چیز پر دست انداز نہ ہوا ۔
سکھ لوگ بادشاہ کے خوف سے سرائے کالی اور دوابۂ دریائے جہلم
اور چناب اور راوی سے بھاگ گئے اور مانجھہ پہلوے **امرتسر**
اور درمیان دوابۂ **بیاہ** اور **ستلج** اور **لکھی** جنگل میں پناہ لی اور
تمام مال اور اسباب اور عیال و اطفال اپنے کوہستان شمالی جنبو
(جموں) وغیرہ کی طرف بھیج کر خود پہاڑوں کے گوشہ میں
چھپ رہے ۔ القصہ جب مختارالدولہ مذکور دریائے راوی سے
کشتیوں پر عبور کر کے فوج کو قلعے کے نیچے اتار کر خود
داخل شہر لاہور ہوا ، بموجب حکم بادشاہ کے شہر میں منادی
ہو گئی : کہ سب شہر میں تین روز خوب روشنی کی جائے ۔
قبل پہنچنے مختارالدولہ کے **لہنا سنگھ** حاکم لاہور کنجیاں
قلعہ کی میاں **شاہ چراغ** سلطان پوری کو ، کہ شیخ عبدالقادر
جیلانی قدس‌اللہ سرہ‌العزیز کی اولاد میں سب بزرگان شہر سے ممتاز
تھے ، دے کر خود بھاگ گیا ۔ اور زمان شاہ بادشاہ غرۂ رجب

سن ۱۲۱۱ * ہجری [۳۱ دسمبر ۱۷۹۶] میں قلعۂ لاہور میں داخل
ہوئے ۔ اور لشکر شاہی کچھ قلعے کے نیچے لاہور کے کنارے
تک لب دریائے راوی اور کچھ شہر کے اندر خالی مکانوں میں
اترا ۔ بادشاہ نے حکم کیا : کہ رات دن دس پندرہ ہزار سوار
بطور روند کے دس دس کوس گرد و پیش لاہور کے مقرر کیے
جائیں ۔ کہتے ہیں کہ دوسرے یا تیسرے دن بعد داخل ہونے
شاہ کے لاہور میں بادشاہ سے لوگوں نے عرض کیا : کہ سب
دکانداروں نے کیا ہندو کیا مسلمان دکانیں بند کردی ہیں اور
گویا ماتم اور اندوہ میں بیٹھے ہیں ۔ بادشاہ یہ حال سن کر بہت
خفا ہوئے اور فرمایا : کہ اگرچہ یہ سب لوگ قابل قتل اور
سزائے شدید کے ہیں ، مگر بالفعل ان سب سے محصول اور جزیہ
لیا جائے ۔ چنانچہ محصل لوگ ہر ایک کے دروازے پر بیٹھ کے
زر جزیہ حاصل کرتے تھے ۔ ابتدا میں مسلمانوں سے بھی اس ہلڑ میں
لیا گیا ، مگر بعد اس کے معاف ہوا ۔ اور چونکہ ہندو وہاں کے
بغیر مار کوٹ کے نہ دیتے تھے اس سبب سے کئی آدمی کنویں
میں گر کر مر گئے ۔ اور اس سبب سے ایک آشوب اور اضطراب
تمام شہر میں پھیل گیا ۔ اور یہ سب آفت اہل شہر نے اپنے
ہاتھ سے اپنے اوپر ڈالی ۔ کیامعنی کہ باوجود امن پانے کے حکم شاہی
سے عدول کر کے روشنی بالکل نہ کی اور دکانیں بند کر کے گویا
اپنی کراہت بادشاہ کے آنے سے ظاہر کی اور اپنے اپنے گھروں

* اردو اور فارسی کے نسخوں میں سن ۱۲۱۲ ہجری درج ہے ،
جو غلط ہے (م ۔ ب) ۔

میں بیٹھ رہے - کاروبار تمام موقوف کر دیا - اگر نادر شاہ کے
وقت میں یہ لوگ ایسا کرتے تو وہ سب کو بے تکلف قتل کرتا
اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا -

جب خبر نزول رایات سلطانی کی ملک پنجاب میں شائع اور
مشہور ہوئی تب مسلمان رئیس اس نواح کے مثل **جلال بھٹی** اور
نظام‌الدین خان رئیس قصور اور سوا ان کے اور زمیندار اور
سردار اس ملک کے ملازمت شاہی سے مستفید ہوئے - بادشاہ نے
حکم دیا : کہ فوج ہراول ان سب کو اپنے ساتھ رکھے -
ایک بار فوج ہراول نے چالیس ہزار سکھوں کے سر کاٹ کے
حضور شاہ میں بھیجے تھے ، دوسری بار نوبت قتل اس قوم کی نہ
آئی تھی کہ خبر فساد انگیزی سلطان محمود کی پہنچی - اس
سبب سے بادشاہ نے تنبیہ سکھوں کی اور انتظام پنجاب کا اور
ویران کرنا مکانات امرتسر کا موقوف رکھ کر منتظر خبر صحیح
کے ہوئے - اس درمیان میں معلوم ہوا کہ قلعۂ **شیخو پورہ** میں ،
جو پندرہ کوس لاہور سے مغرب کے ہے ، دو تین ہزار سکھ
مقیم ہیں - پس مختارالدولہ بہادر بموجب حکم شاہ کے چند
توپیں لے کر ان کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوئے اور وہاں
پہنچ کر قلعے کا محاصرہ کیا - مگر شاہ نے بسبب شفاعت
ملا **عبدالغفار خان** ، کہ یہ شخص پہلے سکھ تھا اور عہد
احمد شاہ درانی میں مشرف با سلام ہو کر خوب علوم دینی حاصل
کر کے ملا مشہور ہوا ، سب سکھوں کی جان بخشی کی اور
امان دی - اور سب قوم سکھوں کی رعیت اور خراج گذار
ہوئی - ارادہ بادشاہ کا یہ تھا کہ بعد بندوبست ملک پنجاب کے

دارلحکومت شاہجہان آباد میں جاکر مرہٹہ وغیرہ وہاں کے
سرکشوں کر سزا دیں ، مگر چونکہ تقدیر الہی اس پر جاری
نہ تھی کہ رہنے والے ملک ہندوستان کے مرہٹوں اور جاٹوں
کی **ایذا** رسانی سے امن پائیں اس وجہ سے بادشاہ نے تھوڑے دنوں
کے بعد بسبب فساد سلطان محمود کے لاہرر سے معاودت فرمائی -

۳۲ - بیان مراجعت زمان شاہ لاہور سے خراسان کی طرف بسبب بد عہدی اور فساد سلطان محمود کے

باعث پھر جانے **زمان شاہ** بادشاہ درانی کا لاہور سے یہ ہوا کہ **عطا محمد خان** علی زئی نے بادشاہ موصوف سے بغاوت کی اور پانچ ہزار آدمیوں کو مع اہل و عیال قندھار سے ہرات میں لے گیا ور سلطان محمود کو اغوا کیا ، کہ یہی موقع ہے سلطنت حاصل کرنے کا اور جمع کرنا درانیوں کا اور متفرق کرا دینا فوج شاہی کا اور قابض ہو جانا قندھار اور کابل پر بالفعل بہت آسان اور میرے ذمے ہے - سلطان محمود باقتضای ایام جوانی ہوس سلطنت اور حکمرانی سے مستعد شورش ہوئے اور اپنی فوج کو مع لشکر خراسان کے ، کہ قریب تیس ہزار آدمی کے تھے ، جمع کر کے ارادہ قندھار کا کیا - آسی عرصے میں عرضیاں **زمان خان** پسر حاجی کریم داد خان اور دوسرے دولت خواہوں کی متواتر پہنچیں کہ سلطان محمود پھر ارادۂ فاسد رکھتا ہے - چنانچہ شاہ بمجرد سننے اس خبر کے غرۂ شعبان سن ۱۲۱۱ ہجری [۳۰ جنوری ۱۷۹۷ء] کو دریاے راوی کا کشتیوں کے پل واقع لاہور سے اور دریاے چناب کو گذر **سودرہ** سے کہ دو کوس وزیر آباد سے ہے پایاب عبور کیا - اور منزل **گجرات** میں چار آدمیوں کو قوم درانی سے

کہ سادات کا گؤں انہوں نے لوٹ لیا تھا ، اُن کا پیٹ چاک کرا کے قتل کیا - اور دریاے **بہت** یعنی جہلم کو کہ جس جگہ سے تین حصہ ہو کر بجاے بالو کے کنکر چھوٹے بڑے تھے پایاب عبور کیا اور دریاے مذکور کے کنارے پر اتر کے تین روز مقام کیا - اور **احمد خان** بارک زئی کو حکومت دوآبہ میان جہلم اور سندھ کی عنایت ہوئی اور **بہادر خان** محمد زئی کو پانچ سو سوار اور **بوستان خان** درانی کو ہزار سوار اور **نور اللہ خان** خٹک کو پانسو سوار درانی اور تین سو سوار بنگش کوہائی اور دو سو سوار یوسف زئی اور قریب دو ہزار سوار اپنے ہمراہی کے اور کچھ اور سوار متفرق کہ ہمگی چھ سات ہزار سوار ہوئے ، سو زنبورک اور چار ضرب توپ دے کر رخصت فرمایا - اور دو لاکھ روپیہ مدد خرچ تحصیل لاہور سے عنایت کیے - اور **حسن خان** قزلباش کو ، کہ صاحب دستہ چار ہزار غلام کا تھا ، احمد خان مذکور کے ساتھ کر دیا اور فرمایا : کہ بعد انتظام ملک دوآبہ اور خالی کرا لینے قلعۂ **پنڈ دادر خان** کے کہ دریاے جہلم کے کنارے قریب **نمکسار** کے ہے ، مع فوج حضور میں حاضر ہونا - اور لشکر شاہی کوچ در کوچ راہ **رہتاس** اور **راولپنڈی** اور **سراۓ کالی** اور **حسن ابدال** سے دریاے سندھ کو گذر اٹک سے کشتیوں کے پل پر عبور کر کے ۲۷ شہر شعبان سن صدر [۲۵ فروری ۱۷۹۷ء] کو داخل بالا حصار پشاور ہوا - اور وہاں چار مقام کر کے ۱۸ *ماہ مذکور کو کابل میں پہنچا - اس درمیان میں خبر آئی کہ سلطان محمود

* یہاں سہو کتابت سے ۱۸ ماہ مذکور (شعبان ۱۲۱۱ ہجری) درج ہوا ہے - ۲۷ شعبان کو پشاور سے کوچ کر کے ۱۸ شعبان کو کابل پہنچنا بے معنی سی بات ہے - غالباً یہ ۱۸ ماہ رمضان ہے جو ۱۷ مارچ ۱۷۹۷ء کے معادل ہے (م-ب) -

کا ہنگامۂ فساد بسبب توجہ بادشاہی کے طرف قندھار کے سرد ہو گیا۔

چند روز بادشاہ نے کابل میں قیام کیا پھر متواتر عرضیاں دولت خواہوں کی آئیں کہ سلطان محمود لڑنے کا ارادہ مصمم کر کے ساز و سامان جنگ و جدل کا بخوبی درست کر رہا ہے اور ہرات سے باہر خیمہ کیا ہے۔ بادشاہ یہ حال دریافت کر کے مع فوج روانہ ہو کر قندھار میں نازل ہوئے۔ اس وقت میں پٹھانوں کی جماعت نے ایک شخص **عطا محمد** خان مخاطب **بہ حاضر خان** مغوی کو بندوق کی گولی سے بے جان کیا اور مقتول ہونا اس کا بموجب حکم بادشاہ کے ہوا، کہ محمد زمان خان کو مخفی کہلا بھیجا تھا کہ **دلک** نامی ایک پٹھان نے اس جگہ جہاں حاضر خان مذکور سوتا تھا، رات کے وقت جا کر مارا۔ الغرض اس کے مارے جانے سے، کہ بڑا مفسد اور مغوی تھا، سلطان محمود اور اس کے لشکر پر ایک ہراس عظیم طاری ہوا اور مجبور ہو کر عرضداشت اس مضمون کی، کہ میرا عذر مقبول اور قصور معاف ہو میں ہمیشہ مطیع و فرمانبردار ہونگا، روانہ کی۔ اور خلاصہ مطلب اس کا یہ تھا کہ دو لاکھ روپیہ نقد واسطے میرے خرچ کے شاہ بابا مغفور ہر سال عنایت فرماتے تھے۔ جب سے آپ بادشاہ ہوئے مجھ کو نہیں ملے، امیدوار ہوں کہ سب ایام گذشتہ کا حساب فرما کے مجھ کو مرحمت کیجئے اور آیندہ کو ہر سال بے توقف ملا کریں۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں لکھا: کہ بالفعل وہ روپیہ ایام گذشتہ کا نہیں پہنچ سکتا ہے، لیکن آیندہ موافق معمول عہد جنت آرام گاہ کے پہنچا کرے گا۔ سلطان محمود اس بات سے ناخوش ہو کر پھر فساد پر مستعد ہوا۔ اس وجہ سے کہ اکثر درانی

فوج شاہی اس سے متفق ہو گئے تھے اور اس کو لڑنے پر آمادہ کرتے تھے۔ بادشاہ نے سلطان محمود کے حرکات متواتر سے تنگ آکر سلطان **قیصر** اپنے فرزند کو مع سردار احمد خان اور میر آخور داروغۂ اصطبل اور بھی کئی سرداروں کو قندھار سے بطور ہراولی کے روانہ کیا کہ مقام **فراہ** میں، جو ایک سو بیس کوس درمیان قندھار اور ہرات کے واقع ہے، جاکر ٹھریں۔ اور سلطان محمود کی طرف سے بھی ایک فوج پیش جنگی ہو کر لشکر بادشاہی کے مقابل ہوئی۔ اور لڑائی قراولی طرفین سے ظہور میں آئی۔ بادشاہ بھی مع لشکر جرار فراہ میں وارد ہوئے مگر اس سفر میں جس قدر تکلیف ہوئی بیان سے باہر ہے۔ بسبب کم یابی غلہ اور گھاس کے بہت سے جانور تلف ہوگئے اور لشکر کے آدمی بھی بہت سے امراض مختلفہ میں مبتلا ہوئے۔ اور تنخواہ کے نہ ملنے سے بھی سختی بے شمار کھنچی اس سبب سے کہ خزانہ تمام ہوگیا، مگر نسبت بادشاہ کے البتہ فضل الہی شامل حال تھا۔

۳۳ - بیان ہزیمت سلطان محمود کا اور بھاگ جانا طرف کوہستان کے

جب بادشاہ **فراہ** میں داخل ہوئے والدہ سلطان محمود بادشاہ کے پاس آکر چاہتی تھی کہ دونوں بھائیوں میں صلح کرا دے کہ یہ فساد اور خونریزی موقوف ہو ۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ سلطان محمود اپنے بھائی حقیقی **فیروز الدین** اور سب اہل و عیال کو ہمراہ لے کر مع دو سو سوار کے آوارۂ دشت غربت ہوا ۔ اس وجہ سے کہ معتمد الدولہ بہادر مدارالمہام شاہی نے **قلیچ خان** قلعدار ہرات کو بادشاہ کے قہر و غضب سے ڈرا کر ملا لیا تھا ۔ اس سبب سے قلعدار مذکور نے دروازہ قلعہ کا بند کر کے سلطان محمود کو قلعہ میں آنے نہ دیا ۔ اور صادق خان سپہ سالار اور مرزا ابراہیم خان مختار سلطان محمود کو فریب سے قلعہ میں بلا کر قید کر لیا ۔ جب لشکر محمود نے یہ حال دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا اور دونوں سردار بھی مقید ہوئے اور بادشاہ فوج کثیر لئے ہوئے چلے آتے ہیں رات کے وقت سب نے اپنے اپنے وطن کی راہ لی اور سلطان محمود کو تنہا چھوڑ دیا ۔ تب وہ مجبور ہو کر ترکستان کے پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور بادشاہ کامیاب اور فیروزمند ہو کر شہر اور قلعۂ ہرات میں ، کہ خراسان کے سب شہروں

میں یہ شہر عمدہ اور ممتاز ہے ، داخل ہوئے ۔ اور حافظ شیر محمد خان وزیر سلطان محمود کے گرفتار کرنے پر مقرر ہوا ۔ وزیر مذکور نے چند منزل اس کا تعاقب کیا ۔ جب معلوم ہوا کہ سلطان محمود کوہستان پر چڑھ گیا ، اب اس کا دستیاب ہونا محال ہے ، تب وزیر پھر آیا ۔ بادشاہ نے شہزادہ قیصر کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے **مشکی خان** خواجہ سرا کو مدار المہام کار خانہ جات شہزادہ کا اور سردار احمد خان نور زئی اور زمان خان کو بہت سی فوج دے کر ہرات میں متعین فرمایا ۔ اور قلعداری ہرات کی بدستور قلیج خان کو عنایت کی ۔ اور سرداران خراسان اور ہمراہیان سلطان محمود کو چھریاں سونے کے غلاف کی اور پٹکے اور شملے کشمیر کے مرحمت فرمائے ۔

اس اثنا میں **کدو خان** ، کہ اس کے جانے کا ذکر بادشاہ ایران کے پاس ان کے ایلچی کے ساتھ اوپر لکھا گیا ہے ، وہ ایران سے پھر کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا : کہ خدا اور رسول کی قسم اور قبلۂ عالم کے تاج کی کہ فوج شاہ ایران کی نہایت آرام طلب اور ضعیف ہے ۔ اگر آپ ایک دستہ بارہ ہزار سوار کا وہاں بھیج دیں تو ہرگز شاہ ایران مقابلے کی تاب نہ لا کے بھاگ جائے ۔ اگر غلام کو حکم ہو تو اسی قدر آدمیوں سے فوج کشی کرے ۔ ابھی بادشاہ نے اس بات کا جواب نہ دیا تھا کہ خبر قتل ہونے شاہ ایران کی ۱۴ محرم سن ۱۲۱۲ ہجری [۹ جولائی ۱۷۹۷ء] کو ایک غلام کے ہاتھ سے ان کے بھتیجے بسمی بابا علی خان کے اشارے سے سرحد روس میں قریب قلعۂ **شیشہ** کے بادشاہ کو پہنچی ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ حافظ شیر محمد خان وزیر ، عباس مرزا اور

نادر مرزا پسران شاہ رخ مرزا بن رضا قلی مرزا بن نادر شاہ بادشاہ
کو مشہد مقدس میں لے جا کر وہاں کا انتظام قرار واقعی کر کے
حضور میں مراجعت کرے ۔ اس وجہ سے کہ ان دونوں مرزا نے
محمد خان قاچار شاہ ایران کے ہاتھ سے بھاگ کے یہاں پناہ پکڑی
تھی ۔ سردار مذکور نے اس مہم کو انجام دیا ۔ بعد اس کے
زمان شاہ بادشاہ سلطان محمود کے ہمراہیوں کو ، کہ قریب دس ہزار
سوار کے تھے ، اپنے ساتھ لے کر کابل کو پھر گئے۔ اور سرداران
نواح خراسان مثل چار اعماق تایمنی وغیرہ اور ہزارہ نے از روے
قول قسم کے لکھ دیا : کہ اگر سلطان محمود پھر اس ملک میں آ کر
فساد کرے تو جوابدھی اس امر کی ہمارے ذمے ھے ۔ اور اگر ہم
لوگوں سے کوئی امر خلاف مرضی صادر ہو تو ہم سب لائق ہر
طرح کے عذاب اور عتاب سلطانی کے ہونگے ۔ بادشاہ نے ان لوگوں
کو اپنے سایۂ عاطفت میں لا کر ایلات خاصہ میں داخل کیا اور
خود کمال اطمینان اور دلجمعی سے کابل کو کوچ کیا ۔ اور ماہ
رجب سنہ ۱۲۱۲ ہجری میں جریدہ بطریق یلغار کے وہاں وارد
ہوئے ۔ اسی مہینے میں نواب غلام **محمد خان** بیٹا فیض اللہ خان
بن علی محمد خان روہیلہ رامپوری ، کہ انگریزوں کے ہاتھ سے کچھ
حیلہ کر کے رہائی پا کر حج کو چلا گیا تھا ، راہ **دکن** اور
وجے نگر اور **ملتان** اور **مکھڈ** اور **کوہاٹ** اور **پشاور** سے مع
دو سو پیادہ اور پچاس اونٹ اسباب کے کابل میں بذریعہ **وفا دار خان**
بہادر کے ملازمت بادشاہ سے مشرف ہوا اور خلعت فاخرہ اور ترقی
منصب سے سرفرازی پائی ۔ پھر تمام حال تباہی اور بربادی اپنی
ریاست کا عرض کر کے درخواست مدد اور کمک کی بادشاہ سے کی ۔

بادشاہ نے اس کو امیدوار اعانت کر کے سو روپیہ روز اُس کے
کھانے کے لئے مقرر فرمایا اور حویلی وکیل الرعایا جامی میں اُس کو
رہنے کا حکم دیا ۔ اور ارشاد کیا : کہ اب پیشخانۂ مبارک کابل
سے پشاور کی طرف روانہ ہو کہ ہم ملک پنجاب اور ہندوستان
پر تصرف کرینگے ۔ امرائے لشکر نے عرض کیا : کہ سب لوگ
دو ہزار کوس مسافت طے کر کے بہت تھک گئے ہیں ، اس واسطے
امیدوار ہیں کہ از راہ فضل و کرم کے دو تین مہینے سستا کے
اپنے گھوڑوں کو کھلا پلا کر تازہ کر لیں اور خود بھی راہ کی کوفت
اور ماندگی سے آرام پائیں ۔ بادشاہ نے التماس ان لوگوں کی مصلحتاً
قبول کر کے دو تین مہینے کی مہلت دی ۔ اور سزاول واسطے وصول
خراج کشمیر اور سندھ کے روانہ فرمائے ۔ اور زنبورک اور خیمہ
اور خرگاہ کی تیاری کے واسطے حکم دیا ۔ غرضکہ چودھویں شعبان
سن ۱۲۱۲ ہجری [یکم فروری ۱۷۹۸ء] تک حال شاہ بادشاہ کا
اس طرح پر تھا ۔

۴۳ - بیان حال امرا اور ارکان دولت زمان شاہ بادشاہ درانی کا کہ اس سفر میں همراہ تھے

۱ - رحمت اللہ خان صدو زئی

پہلا سر دفتر امرائے عالیشان اس بادشاہ کا **رحمت اللہ خان** صدو زئی کامران خیل مخاطب بہ معتمدالدولہ ، وفادار خان بہادر تھا کہ سب طرح کا اختیار رکھتا تھا اور باپ اس کا فتح اللہ خان عہد احمد شاہ مغفور مین مخاطب بہ وفادار خان اور عمدۂ مشیران بارگاہ بادشاهی سے تھا - زمانۂ سلطنت **تیمور شاہ** میں اس نے قضا کی - کہتے ھیں کہ یہ امیر اپنے باپ کے مرنے کے بعد تیمور شاہ کے نزدیک صاحب رتبہ نہ تھا ، مگر اب شاہ زمان بادشاہ کی عنایت سے سب امیروں میں ممتاز ہو گیا - اس کی دختر کا عقد **شجاع الملک** برادر حقیقی بادشاہ سے ہوا - بسبب ممانعت بادشاہ کے کچھ فوج اس کے همراہ نہیں تھی ، مگر تمام لشکر اور صوبہ دار اس کے مطیع تھے اور تمام ممالک محروسہ پر حکم اس کا جاری - درانی لوگ اپنے دل میں اس سے ناراض تھے - وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ مرد تھا عیاش ، خوشامد دوست ، ذو فنون ، ظاهر بین ، خوش خلق ، شیرین زبان - هر روز دو بار بادشاہ کے پاس خلوت میں جاتا تھا - عمر اس کی تخمیناً ۵۶ برس

کی تھی -

۲ - حافظ شیر محمد خان بہادر

دوسرا اشرف الوزراء حافظ **شیر محمد خان بہادر** بیٹا اشرف الوزراء شاہ ولی خان بامی زئی کا تھا کہ زمانۂ تیمور شاہ میں بعد قتل ہونے اپنے باپ کے غریبوں کی طرح اوقات بسر کرتا تھا - جب زمان شاہ بادشاہ ہوئے انہوں نے خطاب مختار الدولہ دے کر عہدۂ وزارت عنایت کیا اور کل درانیوں کا سردار مقرر کیا - یہ شخص بہت خدا ترس ، رعیت پرور ، نیک ذات ، شیرین زبان تھا - دور دور کے آدمی اس کے ثنا خوان باوجود عدم تعارف کے تھے - اور اس کے مزاج میں کچھ مکر اور فریب نہیں تھا - اس واسطے امور مالی و ملکی میں دخل نہیں کرتا - بہت درانی اس سے رجوع رکھتے تھے - وفادار خان بھی ظاهر میں بہت پاسداری کرتا تھا -

۳ - نور محمد خان باتر

تیسرا امین‌الملک نور محمد خان باتر کہ زمانۂ تیمور شاہ سے عہدۂ دیوانی کل ممالک محروسہ کا اس سے متعلق تھا اور صاحب دستہ چار ہزار غلام کا اور معتمد علیہ بادشاہ کا تھا - سب داروغہ اور مشرف اور مستوفی اور اهل بیوتات اس سے رجوع رکھتے تھے - اور اس کی لڑکی بادشاہ کے عقد میں تھی - سفر میں قریب خیمہ حرم سرائے بادشاهی کے رات کے وقت مع چند آدمیوں معتمد کے سویا کرتا تھا - یہ شخص رفیق پرور ، اشراف دوست ، بڑا سیاق دان تھا ، لیکن درانی اس کو کچھ نہیں سمجھتے - اس

سبب سے کہ الوس قوم باتر بہت کم ھیں - کہتے ھیں یہ تینوں
امیر بڑے رکن سلطنت زمان شاہ کے تھے - اور سوا ان کے اور
سردار بھی با رتبہ تھے -

۴ - مرزا علی رضا خان

مثل مرزا علی رضا خان مستوفی‌الممالک کہ زمانۂ احمد شاہ
سے اس وقت تک اسی خدمت پر قائم تھے - اور (۵) مرزا
ابراھیم خان موسوی مشرف اکثر کارخانہ جات سلطانی کا اور (۶)
مرزا محمد علی خان موسوی مخاطب بکفایت خان ، باپ اس کا
مرزا ھادی خان لاری منشی باشیان عہد احمد شاہ اور تیمور شاھی
سے تھا۔ بعد فوت اپنے باپ کے تیمور شاہ نے اس کو خدمت منشی باشی
اور کفایت خان خطاب عنایت کیا - بعد اس کے صوبہ کشمیر
اور پشاور کا ھوا - دونوں جگہ رعیت اس سے بہت راضی اور
خوش تھی مگر یہ عیاش بھی تھا - زبان آوری اور فصاحت اور
سخاوت اور دربار سلطانی کی رسائی میں لاثانی اور بہت ھوشیار اور
عالم بھی تھا - کہتے ھیں کہ زمانۂ زمان شاہ بادشاہ میں بسبب
زبان درازی نسبت **وفادار خان** کے اپنے رتبے سے گر گیا تھا اور
بہت تنگی میں تھا - گو سن ۱۲۱۲ ھجری میں والدہ ماجدۂ بادشاہ
ممدوح کی شفاعت سے اور وفادار خان سے موافق ھونے کے باعث پھر
از سر نو کامیاب ھوا - اور **خانہ زاد خان** خطاب پایا - بھائی
اس کا (۷) **مرزا احمد خان** بھی مرد دانا اور سخی تھا - اور
(۸) مرزا شریف خان منشی باشی تھا - اور (۹) میر ھوتک خان
بیٹا زمان خان کا بھتیجا سردار جہان خان خانخانان داروغۂ دفتر
اخبار اور ھرکارہ باشی ممالک محروسہ کا تھا - یہ شخص بھی

خوش اخلاق اور قابل تھا - اسی طرح خوجہ سرا مہتمم اکثر
کارخانہ‌جات کے تھے اور سردار خواجہ سرایوں کا (۱۰) التفات خان
تھا - کہتے ھیں کہ سابق میں ذکریا خان صوبہ دار لاھور کے
خاندان اور امرائے کبار سلاطین تیموریہ سے تھا - زمانۂ احمد شاہ
درانی میں اس نے ایک رتبہ بہم پہنچایا اور زمانۂ زمان شاہ
بادشاہ میں داروغۂ جواھر خانہ اور باورچی خانہ اور خزانہ کا
ھوا - آدمی صاحب دیانت اور سلیم الطبع تھا - اور (۱۱)
یوسف علی خان خواجہ سرا التفات خان کے متوسلوں میں تھا -
اگرچہ کوئی خدمت اس کے متعلق نہیں تھی ، لیکن درجہ اس کا
ایسا بڑھا ھوا تھا کہ دو سو سوار اس کے متعین تھے اور اپنے کو
منسوب بسادات کرتا تھا - اور خاندان نواب شجاع الدولہ بہادر
سے تھا - اور تفصیل سرداران فوج و لشکر بادشاھی کی اس طور
پر ہے کہ سر حلقۂ معتمدان کل فوج دستی غلاموں کے تھے اور یہ
لوگ قریب بارہ ھزار سوار کے ھوں گے - اور اکثر ان دستوں
میں آدمی قوم مغل اور قزلباش کے تھے کہ احمد شاہ مغفور نے
اس قوم کو ایران سے خانہ کوچ لا کر کابل میں آباد کیا تھا -
اور اسم غلامی ان پر قرار دیا - ان میں سے اس وقت تک آدمی
کمتر رہے تھے ، مگر اولاد ان کی بہت تھی - اور یہ بارہ ھزار
آدمی کئی سرداروں سے متعلق تھے - قریب چار ھزار آدمی کے
امین الملک نور محمد خان باتر کے متعین اور تین ھزار آدمی
حسن خان اور صادق خان پیش خدمت کے متعین اور تین سو
سوار کہ بالکل حبشی تھے خزانہ کی حفاظت کے واسطے التفات خان
خواجہ سرا کے متعین اور ھزار سوار مشکی خان کے متعین کہ وہ
شہزادہ قیصر کے پاس رہتا تھا اور بارہ ھزار غلاموں کے اور

سرداروں کے پاس متعین تھے ۔ کہ وہ لوگ کبھی رکاب بادشاہ سے جدا نہیں ہوتے اور سرا پردۂ سلطانی سے سفر میں ایک تیر یا دو تیر کے فاصلے سے اترتے تھے ۔ بعضے نقد تنخواہ پاتے تھے اور بعضے بابت تنخواہ کے نصف جاگیر اور نصف نقد ۔ اور کم از کم تنخواہ ان لوگوں کی دس سے پندرہ تمن تک ۔ ہر تمن بیس روپے کا ہوتا ہے ۔ یہ سالانہ مقرر تھا ۔ اور دوسرے سردار اور امیر از قسم دہ باشی اور یوز باشی اور قللر آقاسی بقدر اپنے مراتب کے تنخواہ اور جاگیر سے کامیاب تھے ۔ اور سوا ان دستۂ غلاموں مذکور الوس درانی قندھار کہ قریب تیس ہزار کے ہونگے ۔ اور اسی دستور سے ہر ایک گروہ اپنے اپنے قوم کے سرداروں کے پاس بموجب حکم بادشاہ کے رہتے تھے ۔ اور دوسرے سوار دستۂ قوم ترین اور بڑیچ اور ہوتک اور توخر اور ترکی اور علی خیل و اندر ، کہ ہمراہ رکاب بادشاہ کے رہتے تھے، اور قیام ان لوگوں کا اکثر قندھار اور اس کے نواح میں تھا ۔ لڑائی کے وقت بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا کرتے تھے اور تنخواہ اس قوم کی بالکل قندھار سے ملا کرتی تھی ۔ اور یہ لوگ اس ملک کے رؤسا سے تھے ۔ اور سوا اس کے اور بھی فوج بہت تھی کہ تفصیل اس کی طول ہے ۔ اجمالاً کم و بیش ۸۶ ہزار سوار سوا شتر سواروں کے اور تین ہزار نو سو پیادے شمار میں آتے تھے ۔ اور لڑائی ان لوگوں کی اکثر بندوق اور نیزہ اور تلوار سے تھی ۔ اور سوا اس فوج خاص ولایتی کے قوم سندھ ولٹی اور داؤد پوترہ اور ملک بہاول خان اور ملتان اور ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازی خان بھی قریب پندرہ ہزار آدمی کے سوار اور پیادہ ہوئے ۔ مگر ان لوگوں میں اکثر پیادہ اور شتر سوار تھے ۔ جب بادشاہ ہندوستان

کا سفر کرتے تھے یہ سب لوگ ہمراہ رکاب ہوتے تھے اور طریقۂ خدمت گذاری اور جانفشانی بجا لاتے تھے ۔ اور جب بادشاہ ہندوستان کا قصد کرتے تھے لاکھ سوار سوائے فوج اور رئیسان ملک پنجاب کے جمع ہو جاتے تھے ۔ صوبیدار ممالک محروسہ درانیوں کے عہد زمان شاہ بادشاہ تک اس تفصیل سے تھے :

مخلص الدولہ **عبداللہ خان** صوبیدار کشمیر نے* چونتیس لاکھ روپیہ پر تمام کشمیر کو مال اور سائر وغیرہ سے اجارہ لیا تھا ۔ اور تنخواہ ملازمان متعینہ اور سہ بندی تو [؟] نگہداشت دائمہ اور جاگیر اور روزینہ یہ سب رقمیں اسی روپیہ میں مجرا پاتا تھا ۔ چنانچہ بعد ادا کرنے ان سب رقوم کے چھ سات لاکھ روپیہ نقد اور پشمینہ وغیرہ بادشاہ کے حضور میں بھیجتا تھا ۔ اور خود قریب چالیس لاکھ روپیہ کے کشمیر سے وصول کرتا تھا ۔ یہ شخص بڑا عالی ہمت تھا اور بہ نسبت قوم درانیوں کے رحیم اور منصف تھا ۔ وفادار خان کو بھی بطریق نذرانہ کے کچھ دیا کرتا تھا ۔

دوسرا **مظفر خان بہادر** ، صفدر جنگ ، صدو زئی صوبیدار ملتان کہ اس کے باپ دادا کا وطن یہی شہر تھا ۔ اس کا باپ بھی **شجاع خان** زمانۂ تیمور شاہ میں یہیں کا صوبیدار تھا ۔ منجملہ اس ملک کے بہت سے محال علیحدہ ہو کر کچھ **بہاول خان** اور کچھ سکھوں کے متعلق ہوئے ۔ اور ملک **جھنگ** میں ریاست اور زمینداری قوم سیال کی ہے اور کئی لاکھ روپیہ اس ملک کا حاصل ہے ۔ اور یہ ملک مشہور بہ جھنگ سیالاں ہے ۔ حسن و عشق اس جگہ کا بڑی شہرت رکھتا ہے ۔ اور یہ بھی ملتان سے متعلق تھا ۔ وہاں سے خارج ہو کر سکھوں کے قبضے میں آگیا ۔

* فارسی کے مطبوعہ نسخہ میں بیست و چہار لک (چوبیس لاکھ) درج ہے (م ۔ ب) ۔

باقی ملک ملتان کا مردم صدو زئی کی جاگیر میں رہے۔ اس سبب سے کہ وہ ہم قوم اور رشتہ دار سلاطین درانیاں کے تھے۔ فقط دو تین لاکھ روپیہ مع فرمائشات چھینٹ وغیرہ کے بادشاہ کو ملتا تھا اور مظفر خان مذکور ایک مرد با دیانت اور منصف صاحب تمکین اور عالی منش اور رعب اور ہیبت اس کی اس قدر تھی کہ سب صدو زئی اس کے سامنے نقش دیوار کی طرح خاموش کھڑے رہتے تھے۔ اور سب رئیس اس کی محفل میں اسی صورت سے سہم ناک بیٹھتے تھے گویا ان میں جان نہیں ہے۔ اس کی عملداری میں کسی کی کیا طاقت اور مجال تھی کہ کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی کر سکے۔ اور کئی قلعہ قریب ملتان کے ذخیرے سے بھرے ہوئے اس کے اور اس کے باپ کے بنائے ہوئے موجود تھے۔ کہ ان کا نام **شجاع گڑھ** وغیرہ مشہور ہے۔ **محمد بہاول خان** عباسی بھی اس کے ساتھ نہایت رابطہ اور اخلاص رکھتا تھا۔ اور ملک جھنگ سیال کے رئیس بھی اس سے متفق تھے۔ مرزا **احسن بخت** بیٹا شاہ عالم بادشاہ ہندوستان کا بموجب فرمان زمان شاہ کے ملتان میں اسی مظفر الدولہ کے پاس رہتا تھا۔ شاہ زمان نے اپنے عہد سلطنت میں لاکھ روپیہ سالانہ اس شہزادے کے واسطے مقرر کیا تھا مگر اس کی بد وضعی اور بدمعاشی کے سبب سے وہ سالانہ موقوف ہوگیا۔ فقط تیس روپیہ یومیہ پاتا تھا۔ تمام آدمی ملتان کے بلکہ مظفر الدولہ بھی شہزادے کی بد روشی سے ناخوش تھے۔ ڈیرہ غازی خان، کہ ملتان کے قریب ہے، سات لاکھ روپیہ پر مع تنخواہ ملازمین اجارہ میں ہے۔ اور ڈیرہ اسماعیل خان، کہ ملتان اور پشاور کے درمیان میں واقع ہے، **عبدالرحیم** ہوتکی نے دو لاکھ روپیہ

پراجارہ لیا تھا اور قریب چار لاکھ روپے کے وہاں سے وصول کرتا تھا۔ اور اس عبدالرحیم خان کی لڑکی شاہ زمان بادشاہ کے عقد میں تھی۔ مگر یہ شخص سخت مزاج اور رعیت آزار تھا۔

حاکم سندھ کا شکار پور میں، کہ بڑا عمدہ شہر ہے، بادشاہ کی طرف سے رہتا تھا۔ اور **فتح علی خان** سندھی حاکم **ٹھٹھ** اور **بھکر** کا بھی بادشاہ کو محصول دیا کرتا تھا۔ اور شہر حیدر آباد اس کا دارالحکومت تھا۔ اور ملک **بلوچستان** میں بھی سکہ اور خطبہ سلاطین درانیاں کے نام سے جاری تھا۔ وہاں کا رئیس محصول کی عوض پانچ ہزار سوار ہمراہ لے کر شریک لشکر شاہی ہوتا تھا۔ اور پشاور کا ملک سات لاکھ روپیہ پر اس نے اجارہ کیا تھا۔ بعد اس کے ۱۲۱۲ھ [۹۸–۱۷۹۷ء] میں **زر داد حان** پوپل زئی وہاں کا حاکم ہوا۔ اور **عبداللہ حان** کابلی مخاطب بجان نثار خان شاہ کے عہد میں کابل کا حاکم تھا۔ یہ شخص بڑا صاحب تقویٰ اور پرہیز گار تھا۔ بہت سے امور نامشروع اس نے کابل سے موقوف کیے تھے۔ بادشاہ اس سے بہت راضی تھے۔ قصبہ **لیہ**، کہ ملتان سے اس طرف دریا کے تیس کوس کے فاصلے سے پشاور کی طرف ہے، یہاں کا حاکم امین الدولہ **محمد خان** صدو زئی تھا۔ یہ شخص بسبب گرفتار کرنے ہمایون شاہ کے درانیوں کے خوف سے بادشاہ کے پاس نہیں آتا تھا۔ بہت سے سردار زادے قوم درانی رفیق ہمایون شاہ کے اسی امین الدولہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ اسی سبب سے درانی لوگ چاہتے تھے کہ اس پر قابو پا کر اس کو قتل کریں۔ اسی وجہ سے بادشاہ نے بھی اس کو

اپنے پاس آنے سے منع کر دیا تھا - اور ولی عہد اور صوبہ دار قندھار کے **سلطان حیدر** اور **سلطان قیصر** شہزادے تھے - بادشاہ نے تمام قندھار درانیوں کی جاگیر میں مقرر کر دیا تھا - اور ام البلاد **بلخ** ، کہ ترکستان کے شہروں سے ہے ، یہ بھی داخل ممالک محروسہ ہے ، مگر ویران - آبادی اس میں کم ہے اور گرد و نواح اس کے عمل ازبکوں اور ترکوں کا ہے - حاصل اس ملک کا اس قدر کم ہے کہ وہاں کے حاکم اور فوج کے لیے خزانۂ بادشاہی سے کچھ جایا کرتا تھا - شہر بلخ سے روضۂ حضرت امیر المومنین **علی ابن ابی طالب** کرم اللہ وجہ کا چھ سات کوس کے فاصلے پر ہے - **مرزا عزیز** متولی اس روضے کا بادشاہ درانی سے رجوع رکھتا تھا - اور حاکم بلخ کا ہمیشہ اس کا مددگار رہتا تھا - اور جو نذر و نیاز کہ ترکستان سے آتی تھی وہی لیتا تھا - اور یہ شخص بہت خوش خلق اور مہمان پرور اور بڑا روٹی دینے والا تھا - کہتے ہیں کہ عہد بادشاہ موصوف میں تمام آمد ممالک محروسہ کی بقدر ایک کڑور کے تھی اور مواجب سالانہ ادائے بادشاہی کا بہ نسبت ادائے ہندوستانی کے بہت کم تھا - اور بہ سبب جنگ و جدال بھائیوں کے خزانہ بادشاہی ہمیشہ خالی رہتا تھا - اور زمان شاہ بڑا منصف اور عادل تھا ، مگر چونکہ فوج ولایت کی قوم افغان اور مغل اور ازبک تھی - یہ لوگ بڑے جاہل اور خونریز تھے - بنظر ضرورت کے جو لوگ کہ مصدر تقصیرات ہوتے تھے ان کی سزا اور تنبیہ لازم ہوتی تھی - اور پیٹ چاک کیے جاتے تھے اور ناک کاٹی جاتی تھی - اور دوسری طرح کی سزائیں بھی ہوتی تھیں - مگر یہ لوگ اپنی حرکتوں

اور ظلم و ستم سے باز نہیں آتے تھے اور خلق خدا کو اذیت پہنچاتے تھے - اور عمر زمان شاہ بادشاہ ممدوح کی آغاز سن ۱۲۱۳ھ تک تخمیناً تیس برس کی ہوگی - ڈاڑھی ان کی سیاہ اور گول تھی - سال مذکور تک ان کے چار لڑکے تھے ایک سلطان حیدر ، دوسرے سلطان قیصر ، تیسرے شلطان ناصر ، چوتھے سلطان منصور ان کی والدہ کی انگوٹھی پر یہ شعر لکھا تھا :

سپہر رشک برد از بلندی جاہم
کنیز فاطمہ و مادر زمان شاہم

۳۵ - بیان احوال پنجاب اور منزلوں کا پشاور سے کابل اور قندھار اور ہرات تک اور توضیح دوآبہ اور آبادی که درمیان ان کے ھے

جو منزلین که پشاور سے پنجاب اور هندوستان کی طرف واقع هیں آن کی تفصیل یه هے : دریاے سندھ کے تین گھاٹ هیں - ایک گھاٹ قلعۂ اٹک کا که پشاور سے بتیس کوس کے فاصلے پر ھے - اور یه قلعه خٹک پٹھانوں کے تصرف میں هے - زمانۂ سلاطین تیموریه سے یه لوگ وهاں کے رئیس هیں - اور قلعۂ مذکور کنارۂ دریاے سندھ پر اس طرف **حسن ابدال** کے نہایت مضبوط اور بہت بلند اور سنگین واقع هوا ھے - اس قلعه سے کنارۂ دریاے جہلم تک ستر کوس کا فاصله ھے -

(الف) بیان دوآبۂ اول پنجاب کا

واضح هو که اس دوآبۂ اول میں یعنی مابین دریاے سندھ اٹک اور دریاے جہلم کے مقام حسن ابدال ھے که وهاں سے کشمیر اور **سرائے کالی** کو راہ گئی ھے - اور اس وقت میں عملداری سکھوں کی اسی جگه سے شروع هوئی تھی - اور مقام **راولپنڈی** اور قلعۂ **رهتاس** که بنایا هوا **شیر شاہ** افغان سور کا ھے - سوا ان مقامات مشہورہ آبادیوں کے بہت سے پہاڑ اور جنگل واقع هیں - اور علاوہ

قلعۂ اٹک کے ایک اور راہ ھے که **دهنی کھیپ** سے هو کر دریاے جہلم کو پہنچتے هیں - اور اس راہ میں دریای سندھ کو **نیلاب** کے گھاٹ سے، که پینتیس کوس کے فاصله پر **پشاور** سے ھے ، عبور کرتے هیں - اور بعد اترنے کے گھاٹ سے اور طے کرنے مسافت بیس کوس کے مقام **دهنی کھیپ** میں پہنچتے هیں - رعایا اور رئیس اس ملک کے سب اهل اسلام هیں اور اپنے زور و قوت سے کل حاصل اس ملک کا کھاتے هیں ، مگر سکھوں کو کچھ دے کر آپ کو آن کے شر و فساد سے بچاتے هیں - اس مقام کے راجه کا نام **مہدی** ھے - اور اس جگه گھوڑے بہت خوبصورت اور خوش ترکیب اور شایسته ملتے هیں - اور آدمی بھی یہاں کے بہت قوی جثه اور قد آور اور دلاور هوتے هیں - اور ان حدوں میں **جہلم** کے کنارے تک بہت سے پہاڑ بلند ٹیلے دشوار گذار واقع هوتے هیں - اور **پنڈ دادر خان** که دریاے جہلم کے کنارے پر ھے اس کے قریب نمکسار ھے ، یعنی نمک کے پہاڑ بہت بلند هیں - اس مقام میں جو شخص ایک بلند مکان پہاڑوں پر بنا کر اس میں رهتا ھے اس کو راجه کہتے هیں اور ایک دوسرے کا مطیع نہیں ھے - سب لوگ سلاطین درانیه کے حضور میں رجوع رکھتے هیں اور پنڈ دادر خان که قلعه اور شہر عظیم ھے اس کے نیچے دریاے جہلم بہتا ھے - اور نمکسار بھی ھے - اس وقت میں پنڈ مذکور میں سکھوں کی بھی عملداری تھی - اور پچاس هزار روپیه سالانه نمکسار کی آمدنی ھے - زمان شاہ کے وقت میں **رنجیت سنگھ** بیٹا **مہا سنگھ** کا که اس نواح کے سکھوں میں عمدہ اور ممتاز تھا قلعه اور شہر پنڈ اور نمکسار سب اس کے قبضے میں تھا - بعد اس کے اسی رنجیت سنگھ نے تمام ملک پنجاب اور ملتان اور

پشاور اور کشمیر وغیرہ میں اپنا عمل کرلیا - اور سن ۱۲۵۰ هجری [۱۸۳۴ء] میں مرا* - اس وقت میں قریب پانچ چھ هزار سپاہ کے اس دوآبہ میں تھی - اور اسی سپاہ میں پنجاب کے مسلمان بھی نوکر تھے - تیسرا گھاٹ دریاے سندھ کا قریب **کالے باغ** اور **ڈیرہ اسمعیل خان** کے ھے کہ وھاں سے اتر کے ملتان کو جاتے ھیں -

(ب) بیان دوسرے دوآبہ کا

یہ دوآبہ درمیان دریاے **جہلم** اور دریاے **چناب** کے ھے - عرض اس کا شاھراہ میں اکتیس کوس ھے - اس کے مقام آبادی سے قصبہ **دنکیاں** ھے کہ راجہ اس کا **خدا داد خان** ھے - اور گانوں **شادی وال**، کہ تین گانوں اسی نام کے ھیں، یہاں راجپوت مسلمان رھتے ھیں - اور شہر **گجرات میاں دولہ** اور قصبات اور شہر بہت سے ھیں - کہتے ھیں کہ دریاے چناب پنجاب کے سب دریاؤں سے بڑا ھے اور سب صورت میں **گنگ** دریاے ھندوستان سے مشابہ بلکہ شیرینی میں گنگا کے پانی سے بہتر اور خوشگوار اور ھاضم اور صحت بخش ھے -

(ج) بیان تیسرے دوآبہ کا

یہ دوآبہ درمیان دریاے **چناب** اور دریاے **راوی** کے واقع ھے - عرض اس کا شاھراہ میں کہ سب راھوں سے قریب تر ھے تخمیناً بتیس کوس کی راہ ھوگا - اور اس دوآبہ میں شہر **وزیر آباد** دریاے چناب کے کنارے پر ھے - اور قصبہ **سودھرہ** ھے اور **گوجرانوالہ** اور **تلونڈی موسیٰ خان** اور **سیالکوٹ** اور **میرو وال** اور سوا ان کے اور قصبہ اور دھات اور چار محال **ایمن آباد** وغیرہ کے واقع ھیں - جب اس جگہ سے لاھور کو

* یہ غلط ھے - رنجیت سنگھ ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو مرا تھا - (ب - م) -

جاتے ھیں تو دریاے راوی کو لاھور کے قلعہ کے نیچے اترتے ھیں- اور اگر امرتسر کی طرف جاتے ھیں تو دریاے مذکور کو میرد وال کے گھاٹ سے، کہ یہ قصبہ راجپوت مسلمانوں کا ھے، عبور کرتے ھیں -

(د) بیان چوتھے دوآبہ کا

دریاے **راوی** اور دریاے **بیاہ** کے درمیان یہ دوآبہ واقع ھے - عرض اس کا شاھراہ میں چونتیس کوس کا ھے - اس دوآبہ میں شہر **لاھور** اور **امرت سر** اور قصبہ **جنڈیالہ** اور **خواص پور** اور **بھیرون وال**، کہ مقام بود و باش پٹھانوں وغیرہ کا ھے، واقع ھیں - اور امرتسر ملک **مانجھہ** میں ھے کہ پنجاب کے سب شہروں سے عمدہ ھے - ابتدا خروج سکھوں کی اسی ملک مانجھہ سے ھوئی تھی - واضح ھو کہ سابق میں شہر امرتسر میں بہت سے سردار جدا جدا خود مختار رھتے تھے - کوئی کسی کا مطیع نہ تھا- چنانچہ جس نے جو بازار آباد کیا تھا اس میں اس کا عمل تھا - اور اس شہر کے عمدہ سرداران میں **گلاب سنگھ** بھنگی بیٹا **جھنڈا سنگھ** کا تھا - اکثر آدمی شہر و بازار کے اس سے رجوع کرتے تھے - اور اصل میں امرتسر نام ایک تالاب کا ھے، کہ گرد اس کے پختہ مکانات بنائے گئے تھے - اور درمیان تالاب کے ایک گنبد ھے وہ عبادت گاہ سکھوں کا اور ان کے گرو کی جگہ ھے - ھر روز صبح و شام سب خاص و عام قوم سکھ کے وھاں جاکر کتاب گرنتھ سنا کرتے ھیں کہ **نانک شاہ** ان کے گرو نے اپنے ذھن اور فہم کے موافق علم توحید میں اور اختیار کرنا اچھے کاموں

کا اور پرهیز کرنا برے کاموں سے تصنیف کی ہے ۔ اور جب وہ پڑھ چکتا ہے تو مسلمانوں کی تحقیر اور اهانت باواز بلند کرتے هیں ۔ احمد شاہ درانی نے اس تالاب کو هڈیوں سے بھروا دیا تھا ۔ اس وقت میں وهاں کا شہر و بازار بہت امن و امان میں تھا ۔ لاهور امرتسر سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر درمیان دکھن اور پورب کے واقع ہے ۔ اس دوآبہ میں سکھ اور مسلمان دونوں فرقے رہتے هیں ۔

(۵) بیان پانچویں دوآبہ کا

درمیان دریائے **بیاہ** اور **ستلج** کے یہ دوآبہ واقع ہے ۔ عرض اس کا تینتیس کوس ہوگا ۔ پنجاب کے آدمی ان دونوں دریا کے مابین کو دوآبہ خاص کہتے هیں ۔ یعنی جب کوئی دوآبہ کہتا ہے تو اس سے مراد انہی دو دریا کے مابین سے ہوتی ہے ۔ قصبہ اور گاؤں اس دوآبہ مین بہت هین ۔ قریب بارہ هزار سوار اور پیادہ کے سکھ اور مسلمان اس میں وهاں رہتے تھے ۔ اور جب دریائے ستلج سے پورب کی طرف عبور کرتے هیں تو ملک پنجاب کا تمام هو جاتا ہے اور اس جگہ سے ملک **هریانہ** اور **باونی سرهند** شروع ہوتا ہے ۔ اور دریائے **سندھ اٹک** سے **جمنا** کے کنارے تک کہ قصبہ **بوریا** کے نیچے جاری ہے سکھوں کی قوم کے هزاروں سردار چھوٹے بڑے رہتے تھے ، کہ ایک دوسرے کی اطاعت نہیں کرتا تھا ۔ جس کے پاس دو تین گھوڑے ہوتے هیں وہ سرداری کا دعویٰ کرتا ہے اور هزاروں سواروں کے ساتھ لڑنے پر مستعد ہوتا ہے ۔ اس سبب سے کہ اس کے هم قوم ، جب کسی غیر شخص کا مقابلہ ہوتا ہے تو ، سب اس کے ساتھ متفق هو جاتے هیں ۔ اور سابق میں سکھ لوگ باوجود

کثرت فوج کے جب سلاطین درانیہ کی آمد سنتے تھے تو مضطر هو کر فوراً بھاگ جاتے تھے ۔ اور اگر اتفاق کر کے ولایت کی فوج کے ساتھ لڑتے تو پھر هرگز ان کو هندوستان میں آنے نہیں دیتے ۔ جب کہ سلطنت درانیہ میں ضعف آگیا تب **رنجیت سنگھ** نے روز پکڑ کے کل پنجاب اور سرحد کابل اور کشمیر وغیرہ میں اپنا عمل کر لیا ۔ اور سب سکھوں کے سرداروں کو زیر و زبر کر کے اپنا مطیع بنایا ۔

اور **پشاور** ایک شہر ہے کہ لاهور سے دو سو کوس کے فاصلے پر اوتر اور پچھان کی جانب واقع ہے ۔ جو مسافر کہ لاهور سے پشاور کا قصد کرتا ہے دریائے راوی اور چناب اور جہلم اور دریائے سندھ اس کو اترنا پڑتا ہے ۔ اور دریائے اٹک سے جب اترا تو پشاور بتیس کوس رہ جاتا ہے ۔ اور پشاور ایک پرانا شہر ہے ۔ جس زمانے میں کہ هندو لوگ هندوستان میں حاکم تھے نام شہر کا **بگرام پشاور** تھا ۔ سلاطین اسلام کے زمانے میں پشاور مشہور هوا ۔ اس جگہ طرح طرح کے میوے قسم آلوچہ اور بہ اور اچھے اچھے میوے کثرت سے پیدا ہوتے هیں ۔ وهاں کے آدمی گلاب کا عطر خوب بناتے هیں ۔ چنانچہ قیمت اس کی پانچ روپیہ سے چالیس روپیہ تولہ تک ہوتی ہے ۔ اور سب میوے کابل کے پشاور میں پیدا ہوتے هیں ۔ اور چاول اس شہر کا بہ نسبت اور تحفوں کے نادر اور نفیس کئی قسم کا ہوتا ہے ۔ قسم اول اس کی ، کہ سلاطین اور امراء کے باورچی خانہ میں صرف ہوتا ہے ، باڑ چاول ہے ۔ اور پانی **باڑ** کا سرد اور هاضم ہوتا ہے کہ برف اس کے پانی میں گلتی ہے ۔ اور اس پانی سے اس قسم کا چاول لطیف اور عمدہ پیدا ہوتا ہے ۔

کہتے ہیں کہ اس چاول کی قیمت فی من بارہ روپیہ سے بیس روپیہ
تک ہوتی ہے - اور قسم اوسط اس کو برنج دوآبہ کہتے ہیں -
اس وجہ سے کہ وہ دوآبہ سے، کہ قریب پشاور کے ہے آتا ہے ،
اور دو دریا کے پانی سے پیدا ہوتا ہے - اور اس کی قیمت فی من
چار روپیہ سے چھ روپیہ تک ہوتی ہے - اور باڑ چاول سوا پشاور
کے اور کسی جگہ پیدا نہیں ہوتا - اس میں بڑی خوشبو ہوتی ہے
اور پکنے کے بعد بہت بڑھ جاتا ہے -

نواح پشاور اور کوھستان میں ریاست اور زمینداری پٹھانوں
کی ہے ، مگر شہر خاص میں پٹھان لوگ کمتر رہتے ہیں - اور قوم
کلال یعنی چوبدار اور چابک سوار اور گھوڑوں کے دلال اکثر ہیں۔
اور اکثر هندوستان میں یہی آدمی ہیں جو پشاور میں مقیم ہیں - اور دو
تین ہزار گھر کشمیریوں کے بھی وہاں ہیں اور اہل حرفہ اور پیشہ ور
جا بجا کے وہاں موجود ہیں - اور جس طرح کہ وہاں پٹھان لوگ
کم ہیں اسی طرح شیخ اور سید اور مغل بھی وہاں بہت کم ہیں -
وہاں کے رہنے والے بڑے مفسد اور بد زبان [ہیں] - ہر روز بازار
و کوچہ میں گالی گلوچ لات گھونسا آپس میں چلا کرتا ہے - اور
سب حنفی مذہب ہیں - آخوند **درویزہ** ، کہ مرد متشرع اور
زمانۂ بادشاہ میں اس شہر کا محتسب تھا ، اس کے ساتھ ان لوگوں
کو بڑا اعتقاد ہے - آخوند مذکور نے وہاں کے پٹھانوں کو جہالت سے
نکال کر راہ راست شرع اور دنیاداری کی بتائی - اور زبان پشتو
میں کئی کتابیں مثل **مخزن** وغیرہ کے تصنیف کیں ، اگرچہ یہ خود
تاجیک فارسی گو اور مرید سید **علی** ترمذی مشہور پیر بابا کا تھا ، کہ
سادات کنہر انہی کی اولاد ہیں - قبر آخوند مذکور کی پشاور کے

قریب ہے -

(و) منازل از پشاور تا کابل

اور کابل اس شہر سے آتر کی جانب واقع ہے - اور تفصیل
منزلوں کی پشاور سے کابل تک یہ ہے : (۱) پہلی منزل : پشاور سے
چل کر **جمرود** میں کہ سات کوس دریاے **خیبر** کے کنارے
پر ہے پہنچتے ہیں - (۲) دوسری منزل : **گڑھی لعل بیگ** کہ
درمیان درۂ خیبر کے ہے اور وہاں کچھ آبادی بھی ہے اور درمیان
درہ اور پہاڑ کے آفریدی پٹھان رہتے ہیں اور جابجا چوکیاں بھی
ہیں - اور یہی آفریدی ہتیار بند مسافروں اور سوداگروں کی حفاظت
کے واسطے مقرر ہیں اور اسی خدمت کے عوض میں سرکار بادشاہی سے
تنخواہ پاتے ہیں - اور کسی مقام پر یہی محافظ لوگ رہزنی کر کے
سوداگر اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں اور رات کے وقت چوری
بھی کرتے ہیں - خزانۂ پشاور سے ان لوگوں کو تنخواہ ملا کرتی
ہے اور درۂ خیبر کا محصول بھی انہیں آفریدیوں کو معاف ہے -
(۳) تیسری منزل: درۂ مذکور اور گڑھی لعل بیگ سے گذر کر اور
لنڈی خانہ کو راہ میں چھوڑ کے **ڈھکا** میں ٹھہرتے ہیں -
(۴) چھوتھی منزل : ڈھکا سے **ہزار ناؤ** میں پہنچتے ہیں -
(۵) پانچویں منزل : ہزار ناؤ سے چل کر **بھٹی کوٹ** میں ، کہ
قوم مہمند کی عید گاہ ہے، جاتے ہیں - (۶) چھٹی منزل : بھٹی کوٹ
سے روانہ ہو کر **علی نعمان** میں جاتے ہیں - یہاں تاجیک کے
فارسی گویوں کی بود و باش ہے - (۷) ساتویں منزل: علی نعمان
سے **چار باغ** میں پہنچتے ہیں - یہاں بھی قوم تاجیک کی سکونت
ہے - (۸) آٹھویں منزل : چار باغ سے کوچ کر کے اور **فتح آباد**
سے گذر کے **نیملا** میں اترتے ہیں - (۹) نویں منزل : نیملا سے

گندمک میں پہنچتے ھیں - یہاں کی ریاست خکوانی پٹھانوں کی ھے -
(۱۰) دسویں : گندمک سے **سرخ رود** ، کہ ایک ندی جاری ھے
اور یہاں کچھ آبادی نہیں ، ٹھرتے ھیں - اور اس نواح میں بھی
وھی خکوانی پٹھان بود و باش رکھتے ھیں - (۱۱) گیارھویں منزل :
سرخ رود سے **خکدلہ** میں پہنچتے ھیں - اس جگہ کچھ آبادی ھے
یہاں سے زمینداری سلیمان خیل پٹھانوں کی شروع ھوئی -
(۱۲) بارھویں منزل : خکدلہ سے **باریکاب** میں پہنچتے ھیں -
(۱۳) تیرھویں منزل : باریکاب سے دو راھیں گئی ھیں ایک راہ سے
فوج بادشاھی اور قافلے روانہ ھو کر مقام **ترین** میں پہنچتے ھیں -
وھاں سے چھوٹے کابل میں ھو کر دارالسلطنت **کابل** میں جاتے ھیں -
اور دوسری راہ سے ، کہ کتل بند لتہ ھے ، یہاں سے جریدہ اور
پیادہ آدمی جاتے ھیں - یہ راہ **بت خاک** میں پادشاھی راہ سے مل
گئی ھے - (۱۴) چودھویں منزل : ترین سے چھوٹے کابل میں پہنچتے
ھیں - یہاں کچھ آبادی ھے - (۱۵) پندرھویں منزل : چھوٹے کابل
سے چل کر دارالسلطنت کابل میں وارد ھوتے ھیں -

یہ منزلیں کہ لکھی گئیں لشکر بادشاھی اور تاجروں کی منزلیں
ھیں - اور سوار اور پیادے چھ سات روز میں پشاور سے کابل پہنچتے
ھیں - اور یہ منزلیں اکثر سات آٹھ کوس اور بعض دس کوس کی
ھیں اور کل راہ تخمیناً درمیان ان دونوں شہروں کے ایک سو بیس (۱۲۰)
کوس ھوگی - اور شہر کابل باختر کی زمین میں واقع ھے - اس
میں طرح طرح کے میوے اور بہت قسم کے پھول اور شیریں
چشمے شہر اور بازار میں جاری ھیں - اور وھاں کا میوہ خشک ھو
کر ھر طرف جاتا ھے ، خصوصاً ھندوستان میں - مگر پانی وھاں کا ،
کہ شہر کے قریب یا آس کے اندر ھے ھلکا اور ھاضم نہیں -

جاڑے میں تین چار مہینے برف بشدت برستی ھے - اور وھاں کی
برف گزند رساں ھے ، خاص کر مسافروں کو - اگر احتیاط نہ کریں
تو ھاتھ پاؤں کی انگلیاں گل کر گر پڑتی ھیں - اور اس شہر میں
قدیم سے بود و باش تاجیک فارسی گویوں کی ھے - اور جیسے کہ
یہ شہر پای تخت سلاطین درانیہ کا ھوا درانی پٹھان اور مغل اور
قزلباش وغیرہ ، کہ بادشاھان درانیہ کے ملازم تھے ، انہوں نے
بھی وھاں کا رھنا اختیار کیا اور بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں - اگرچہ
شہر مختصر ھے ، مگر خوب آباد اور ھر اقلیم کی جنس وھاں جاتی ھے-
خصوصاً ملک ایرانی ، تورانی ھر قسم کے گھوڑے اور پارچہ ریشمی کی
کثرت ھے - اور جو شخص کہ خراسان اور ایران اور توران سے ھندوستان
کو آتا ھے اس کو کابل میں آنا ضرور پڑتا ھے - اور اس میں ایک
بازار ھے پٹا ھوا بہت خوب ، کہ اینٹ اور پتھر اور گچ سے اس
کو بنایا ھے ، اور اس کی چھت ، کہ بازار میں بہت لمبی اور چوڑی
ھے اس میں روشنی کے لئے روشندان رکھے ھیں - اور نام اس بازار
مسقف کا **چار سو** اور بنانے والا اس کا **علی مردان خان** ایرانی
ھے کہ ابتدا میں امرائے سلاطین صفویہ سے تھا ، بعد اس کے **شاھجہان**
بادشاہ ھندوستان کی خدمت میں آکر مرتبہ امیر الامرا کا پایا - اور
شاھجہان آباد کی نہر بھی اسی امیر کی بنائی ھوئی ھے - اور شہر
کابل میں زلزلہ اکثر آتا ھے - کابلی آدمی بہت سخت مزاج اور
جنگجو اور فتنہ انگیز ھوتے ھیں - اور عمارتیں وھاں کی اکثر خام
ھیں - سلاطین درانیہ مع قبایل اور شہزادوں کے اکثر بالا حصار کابل
میں رھا کرتے ھیں -

(ز) بیان منزلوں کا کابل سے قندھار تک

(۱) پہلی منزل: کابل سے **قلعۂ قاضی** تک ہے۔ اس نواح میں تاجیک کابلی آدمی رہتے ہیں - (۲) دوسری منزل: قلعۂ قاضی سے **قلعۂ میدان** تک ہے - وہاں بھی آبادی قوم افغان سلیمان خیل تا **پل دردک** اور دردک [قوم] افغان سادات کی ہے - (۳) تیسری منزل: قلعۂ میدان سے پل دردک تک ہے - یہاں قلعہ اور آبادی ہے - (۴) چوتھی منزل: پل دردک سے [قلعۂ] **تکیہ** تک ہے - یہاں آبادی اور مسکن قوم افغان کا ہے - (۵) پانچویں منزل: قلعۂ تکیہ سے قلعۂ **شش گاو** تک ہے - یہاں بھی آبادی ہے - (۶) چھٹی منزل: قلعۂ شش گاو سے شہر **غزنین** تک ہے - اور یہ شہر سابق میں تخت گاہ سلطان محمود غزنوی کا تھا - زمانۂ ماضی میں بہت آباد تھا - ایک بار اس قدر برف‌برسی کہ تمام اہل شہر اس کے صدمے سے مر گئے - چند آدمی بچ گئے تھے - پھر وہ شہر آباد نہ ہوا - اب تاجیک آدمی اور پٹھان قلعۂ کے اندر قریب دو تین ہزار گھر کے آباد ہیں - (۷) ساتویں منزل: غزنین سے قلعۂ **نای** تک ہے - یہاں بھی آبادی ہے - (۸) آٹھویں منزل: قلعۂ نای سے **قرہ باغ** تک ہے ، کہ **ناظر** درانی کا قلعہ وہاں بنا ہوا ہے - یہاں بود و باش قوم اندر کی ہے- (۹) نویں منزل: قلعۂ قرہ باغ سے کاریز قلعۂ **غوچان** تک ہے - یہاں قوم افغان خیل رہتی ہے - (۱۰) دسویں منزل: قلعۂ کاریز غوچان سے قلعۂ **مکوڑ** تک ہے - (۱۱) گیارھویں منزل: قلعۂ مکوڑ سے **چشمۂ سرہ** تک ہے - یہاں کچھ آبادی نہیں ہے اور بڑے بڑے غار ہیں - سردار **مدد خان** اسحاق زئی تیمور شاہی نے مسافروں کی آسایش کے واسطے کہ حرارت آفتاب اور سختی سردی کی ان کو نہ ہو اس راہ کو خوب درست کرایا تھا - اب پانی بھی وہاں ملتا ہے -

شمال

دسته نورزایی

دسته هوتکی

علی خیلی

دسته غلجانی و سلیمان خیل

دسته بارکزایی

شاطرخانه

ضبط بیگی

دسته احمد خان

خلوت

مغرب

مشرق

جنوب

احمد شاہی قندھار شہر کا نقشہ

یہ نقشہ دو سو سال قبل سن ۱۱۷۳ ہجری قمری میں اعلیحضرت احمد شاہ بابا کے حکم سے تیار کیا گیا تھا اور اب کابل میں محفوظ ہے۔

اور مکوڑ سے اس منزل کی نواح تک قوم افغان خلجی اور ترکی کی بود و باش ھے - (۱۲) بارھویں منزل : چشمۂ سرہ سے قلعۂ **ترین** شہر تک ھے - یہاں کچھ آبادی ھے - (۱۳) تیرھویں منزل : قلعۂ ترین سے قلعۂ **قلات** تک ھے - یہاں افغانان توخی کی بود و باش ھے - (۱۴) چودھویں منزل قلعۂ قلات سے **تیرانداز** کنار رود ترنگ تک ھے - اس مقام سے ریاست اور بود و باش قوم درانی کی شروع ھوئی - (۱۵) پندرھویں منزل: قلعۂ تیرانداز سے شہر **صفا** تک ھے ، کہ بنایا ھوا قاضی **فیض اللہ خان** مدارالمہام تیمور شاھی کا ھے - (۱٦) سولھویں منزل: شہر صفا سے کاریز **علہدو** تک ھے - (۱۷) سترھویں منزل : کاریز علہدو سے **قندھار** تک ھے -

یہ منزلیں اکثر بارہ ، تیرہ ، چودہ اور بعضی سولہ کوس کی ھیں- اور قندھار کابل سے سوا دو سو کوس اور بعض کے نزدیک ڈھائی سو کوس جانب مغرب مایل بجنوب ھے - کہتے ھیں کہ یہ شہر بہت قدیم ھے - زمانۂ سابق میں جب ظہور اسلام ھوا تو چند مدت شاھان پیشین کے عمل مین رھا - بعد اس کے سلاطین صفویہ اور تمیوریہ کے تصرف مین آیا - اور پہلے ریاست قندھار کی قوم افغان غلجہ کے متعلق تھی - نادر شاہ نے غلجیوں سے چھین لی اور قوم ابدالی کو ، کہ اب درانی مشہور ھیں ، وھاں آباد کیا - اور شہر کو مع قلعہ ویران کر کے قریب اس کے شہر **نادر آباد** بسا کر اپنا دار الحکومت مقرر کیا - احمد شاہ درانی نے اپنے عہد سلطنت میں ایک شہر نادر آباد کے قریب آباد کیا - اس کا نام اشرف البلاد **احمد شاھی قندھار** رکھا - اب کہ سن ۱۲٦۴ ھجری میں یہی شہر آباد ھے اور گرد اس شہر کے قلعۂ پختہ اور ندیاں ھر بازار

اور دکانوں کے تلے جاری ھیں - اور ندیوں کے کنارے پر توت کے درخت اور چاروں طرف اس کے بازار اور اس کے اندر ایک گنبد بہت بلند بنا ھوا ھے - اس جگہ انجیر اور انگور کئی قسم کا بہت خوب ھوتا ھے - اور قندھار میں برف نہیں برستی - اور اس شہر میں چیچک کا مرض کسی کو کبھی نہیں ھوتا - یہاں کی ھوا نہایت لطیف اور معتدل ھے - یہاں زلزلہ بھی کم آتا ھے ، بلکہ بعض یہ کہتے ھیں کہ یہاں زلزلہ کبھی نہیں آیا -

(ح) بیان اُن منزلوں کا جو درمیان قندھار اور شہر ھرات کے واقع ھیں

(۱) پہلی منزل: قندھار سے **کوکران** تک ھے جو ایک آباد گاؤں ھے۔ (۲) دوسری منزل: کوکران سے **اشوقہ** تک ھے۔ یہ بھی آباد ھے۔ (۳) تیسری منزل: اشوقہ سے **سنگیسار** گاؤں تک ھے جو بہت آباد ھے - (۴) چھوتھی منزل : سنگیسار سے **کشکی نخود** تک ھے کہ یہ گاؤں بھی آباد ھے (۵) پانچویں منزل: کشکی نخود سے **خاک‌چوپان** تک ھے - یہاں کچھ آبادی نہیں ھے مگر پانی ملتا ھے - (۶) چھٹی منزل: خاک چوپان سے **کریش** تک ھے - یہاں شہر ھے اور ایک ندی بھی جاری ھے - (۷) ساتویں منزل: کریش سے **شوراوک** تک ھے۔ یہاں کچھ آبادی نہیں تمام پانی پانی ھے - (۸) آٹھویں منزل: شوراوک سے **دلخک** تک ھے - یہاں ایک قلعہ ھے ویران - آبادی کچھ نہیں تمام پانی پانی ھے - (۹) نویں منزل : دلخک سے **خاشرور** تک ھے [کہ یہ] ایک ندی جاری ھے - (۱۰) دسویں منزل:

خاشرود سے * **پیکوام** تک ھے۔ یہاں آبادی ھے - (۱۱) گیاھوریں منزل: اس منزل میں دو راھیں ھیں - ایک راہ ھے کہ **فرح** اور **سبزوار** سے ھو کر **ھرات** کو گئی ھے - اس راہ میں فوج شاھی اور سوداگروں کی آمد و رفت ھے - اور دوسری راہ سے آدمی جریدہ اور سوار **گرماب** سے ھو کر ھرات میں پہنچتے ھیں - (۲۱) بارھویں منزل: دوراھے سے **گرما** تک ھے - یہاں ایک فقیر کا باغ ھے اور پانی بھی ملتا ھے - (۱۳) تیرھویں منزل: گرما سے **کرانی** تک ھے۔ یہاں قلعہ اور آبادی اور قبر ملا **عثمان** اخوند کی ھے - (۱۴) چودھوبں منزل: کرانی سے **شوز** تک ھے - یہاں بھی آبادی ھے اور ھینگ بھی اس جگہ پیدا ھوتی ھے - (۱۵) پندرھویں منزل: شوز سے قلعۂ **علی زائی** تک ھے - یہاں بھی آبادی ھے - (۱۶) سولھویں منزل : قلعۂ علی زائی سے **قلعۂ قاضی** تک ھے جو کہ آباد ھے - (۱۷) سترھویں منزل: قلعۂ قاضی سے **رباط اول** تک ھے - یہاں آبادی نہیں ھے - پانی ھے - اس جگہ ایک مکان بنا ھے کہ مسافر لوگ وھاں پہنچ کر رات کو دروازہ بند کرکے سو رھتے ھیں - (۱۸) اٹھارھویں منزل: **رباط دوم** ھے - یہاں بھی آبادی نہیں ھے۔ رباط اول کی طرح یہاں بھی مسافرین رھتے ھیں - (۱۹) انیسویں منزل: **رباط مستوفی** لپسر وکیل الرعایا جامی تیمور شاھی کی بنائی ھوئی ھے - (۲۰) بیسویں منزل: رباط مستوفی سے دو کوس قبر **اسد اللہ خان** چھوٹے بھائی پدر بزرگوار احمد شاہ درانی تک ھے - وھاں سے دو کوس **پل مالان** اور وھاں سے دو کوس **ھرات** ھے -

* فارسی نسخہ میں پکواہ ھے (م-ب) -

یہ سب منزلیں اکثر دس، گیارہ ، بارہ اور بعضی پندرہ کوس کی ھیں- اور سب مسافت ڈھائی سو کوس ھوگی - اور آدمی جریدہ اور سوار دس روز اور پندرہ روز میں قندھار سے ھرات پہنچتے ھیں - اور ان منزلوں میں فوج اور توپخانہ بھی جا سکتا ھے اور ھرات ایک شہر مشہور ھے - اس میں قلعۂ مستحکم اور ندیاں شہر اور بازار میں جاری ھیں - سابق میں سلاطین ایران سے تعلق رکھتا تھا - اور اب کہ سن ۱۲۶۳ ھجری [۱۸۴۷ء] میں اولاد سلطان محمود پسر تمیور شاہ درانی کے قبضے میں ھے ، چند سال پیشتر شہزادہ کامران خلف سلطان محمود ھرات کا حاکم تھا - اب شاید کہ ان کے لڑکوں میں سے کوئی وھاں کا حاکم ھوگا - عہد شہزادہ کامران میں بالکل وھاں کا اختیار یار محمد خان وزیر کو تھا -اور قبر خواجہ عبد اللہ انصاری کی ، کہ مشایخ کبار سے تھے ، ایک کوس کے فاصلے پر مغرب کی طرف قلعۂ ھرات سے واقع ھے- اور قلعہ کے پیچھے مغرب کی جانب بلکہ چاروں طرف آبادی قوم قلیچ خان تیموری کی ھے - اور قلعہ کے دکھن کی طرف قوم اعماق جمشیدی ھرات سے پندرہ کوس تک آباد ھیں - اور اس قوم کے سردار سابق کا نام النتوس خان جمشیدی تھا - اور اس طرف میدان میں پہاڑ کے باھر اولاد عیسیٰ خان کوھی شیعہ مذھب کی آباد ھے - اور وھاں سے نواح مشہد مقدس تک بھی یہی قوم رھتی ھے - سابق میں یہ سب سردار مطیع اور فرمانبردار زمان شاہ بادشاہ درانی کے تھے - اب ھر شخص خود مختار ھو گیا ھے - اور مشہد مقدس کہ وھاں مزار فائض الانوار حضرت امام ثامن موسیٰ رضا کا ھے ھرات سے دس منزل دکھن کی جانب واقع

ھے - اور بہرام خان فیروز کوھی اعماق تین منزل ھرات سے درمیان مغرب اور جنوب کے ھے - اور ریاست قوم ھزارہ اھل سنت کی اسی طرف ھے -اور اکثر یہ لوگ ملک ایران کی راہ میں رھزنی اور غارت گری کرتے ھیں - اور ھرات سے جانب شمال چالیس کوس کے فاصلے پر سواد کرامت بنیاد خطۂ چشت ھے - اور چشت کی طرف تمام کوھستان میں ریاست اور بود و باش قوم تایمینی کی واقع ھوئی ھے - اور مابین دامن کوہ کے نواح ھرات میں تمام قوم چار اعماق کی سکونت رکھتی ھے - اور جانب مغرب چشت کے حد کوہ سے باھر حد میمنہ اور بلخ میں ریاست ترکوں اور اوزبک کی ھے - یہاں کے لوگ خواجگان چشت سے بہت اعتقاد رکھتے ھیں - اور مقام اتمام کوہ میں ریاست قوم ھزارہ اور شیعہ اور افغان کی ھے - اور اس طرف افغانوں کے کافر سیہ پوش رھتے ھیں - اھل اسلام اس قوم پر ھمیشہ جہاد کیا کرتے ھیں - اور چشت ایک مقام ھے متبرک بڑی خیر و برکت کا - پیشوایان ارباب حقیقت اور معرفت اس مکان عرفان نشان میں زیر زمین خواب راحت میں ھیں اور اللہ کے حکم سے خاص و عام کی حاجت روائی اُن کی روح پر فتوح سے ھوتی ھے - اور ھر طرح کا فیض ظاھری اور باطنی اُن کی خاک پاک سے بندگان خدا کو حاصل ھوتا ھے -

(ط) بیان منازل مابین ھرات اور چشت

جب ھرات سے چشت کو روانہ ھوتے ھیں تو (۱) پہلی منزل: قریۂ میروان ھے - (۲) دوسری منزل : میروان سے شہر ابا ھے - (۳) تیسری منزل: ابا سے قلعۂ صیبرز ھے - اس جگہ مزار

سلطان **محمد مخدوم** صاحب کا ہے - (۴) چوتھی منزل : قلعۂ
صیبرز سے خطۂ متبر کۂ **چشت** ہے - وہاں ایک بڑا اونچا پہاڑ ہے
اور اس پہاڑ میں اوپر چڑھنے کی راہ ہے - اور اس پہاڑ کے درہ
میں چشت کی آبادی ہے - صاحبزادگان مودودی کے تخمیناً ایک سو
دس گھر ہونگے اور سوا ان کے اور آدمی بھی یہاں رہتے ہیں -
وہاں سے پہاڑ پر چڑھنے کی دو راہیں ہیں - ایک راہ میں حضرت
خواجگان موصوف کا مزار ہے اور اس کے پہلو میں جنوب و مشرق
کے درمیان ایک مدرسۂ عالیشان اور ایک مسجد رفیع بنی ہے کہ
حضرت **مودود** چشتی کے ایک معتقد نے تعمیر کی ہے - اور یہ
مکان بہت بلند اور مستحکم ہے - اور اس کے قریب میں ایک درخت
اُگا ہے کہ اس کا میوہ بعینہ فندق کی صورت ہے - آدمی اس کے
میوے کو تبرک جان کر دور دور لے جاتے ہیں اور لڑکوں
کے ہاتھ اور گلے میں حفاظت کے واسطے باندھتے ہیں - اس درخت
کی طرفہ کیفیت ہے کہ سال بھر میں سات مرتبہ پھلتا پھولتا ہے -
کہتے ہیں کہ حضرت مودود چشتی نے وضو کے وقت اپنی
مسواک اس جگہ گاڑ دی تھی - وہی مسواک یہ درخت ہوگیا -
شاید کہ وہ مسواک فندق کی لکڑی کی ہو - اور قریب اس
مکان کے ایک پتھر ہے مائل بسرخی کہ اکثر ابوالعباس حضرت
خواجہ **خضر** علیہ السلام اس پر تکیہ لگا کر بیٹھتے اور خواجہ
مودود چشتی سے ہم کلام ہوتے تھے - اب تک اس پر حضرت
خضر کے پیٹھ کے لگانے کے نشان موجود ہیں -

اور وہاں سے جب اوپر چڑھتے ہیں وہاں بہت سے مزار
حضرات چشت کے ہیں - اُن کی تفصیل یہ ہے : (۱) پہلا مزار

حضرت سلطان فرس ناقہ قدس اللہ سرہ کا ہے - وہ بزرگ بسبب ظلم
بنی عباس کے کہ سادات پر کرتے تھے عرب سے چشت میں تشریف
لائے - خواجہ **ابدال** چشتی کے والد بزرگوار ہیں - (۲) دوسرا مزار
حضرت زبدۃ الکاملین ، عمدۃ الواصلین در دریاے حقیقت ، اختر برج
طریقت ، مالک ملک لازوال ، حضرت خواجہ **ابو احمد ابدال**
کا ہے - (۳) تیسرا مزار با انوار جناب سردفتر ارباب ہدایت ، پیشوای
اصحاب ولایت ، مقبول بارگاہ لایزال ، خواجہ **محمد زاہد** فرزند
خواجہ ابو احمد ابدال کا ہے (۴) چوتھا مزار متبرک قدوۃ السالکین
زبدۃ العارفین ، عارف معارف ربانی ، سالک مسالک یزدانی ، جامع
کمالات دینی و دنیوی ، حاوی کرامت صوری و معنوی ، حضرت
خواجہ **ابو ناصر الدین یوسف** والد بزرگوار خواجہ مودود چشتی
کا ہے - (۵) پانچواں مزار منور اور مرقد مطہر عنقاے قاف لاہوت ،
سلطان اقلیم جبروت ، عمدۂ عارفین خدا آگاہ ، زبدۂعاشقین حقیقت پناہ ،
شہنشاہ ملک **عرفان** ، فرمانرواے **انس و جان** ، رہبر کاروان فقرا ،
قافلہ سالار قوافل عرفا ، افسر فرق صوفیاں والا جاہ ، دیہیم تارک
محققان خدا آگاہ ، در دریای نبوت ، گوہر درج فتوت ، سلالۂ سلسلۂ
مصطفویہ ، نقاوۂ خاندان مرتضویہ ، عالم علم خفی و جلی ، نور دیدۂ
نبی و علی ، شیخ الشیوخ ثقلین ، قرۃ العین حسن والحسین ، برگزیدۂ
رب الودود ، خواجہ **مودود** کا ہے - (۶) چھٹا مزار مخزن طریقت،
معدن حقیقت ، آفتاب سپہر توحید ، ماہتاب فلک تفرید ، عمدۂ
سیراب دلان انہار بہشتی ، خواجہ **احمد ابن** مودود چشتی کا -
یہ چھ مزار متبرک ایک جگہ قریب قریب ہیں اور گرد اس کے
چار دیواری پختہ ہے - اور قبر حضرت مودود چشتی کی ماہی پشت
ہے - اور سبز غلاف اس پر پڑا رہتا ہے - اور ایک گنبد کی مسجد

ان مزاروں کے قریب ہے ، آدمی اس میں نماز پڑھتے ھیں - اور
سوائے ان کے قریب بہت سے خلفاے کرام اور اولیاے عظام اس
خاندان کے اس مکان میں مدفون ہیں - اور دوسری راہ کہ چشت
سے پہاڑ کے اوپر گئی ہے ، کنارے درۂ چشت پر ایک چشمہ آب
شیریں کا اور مکان چلہ کشی خواجہ **محمد زاهد** فرزند خواجہ
احمد ابدال کا ہے - وہاں ایک باغ ہے اس کا نام باغ خواجہ مودود
ہے - کہتے ھیں کہ کسی بادشاہ نے سلاطین خراسان سے یہ باغ
آپ کے نام نامی پر لگا کر میوے اس کے محتاجوں اور مسکینوں پر
وقف کردیئے - اور اس باغ کی دیوار کے نیچے بھی ایک راہ ہے
کہ آپ کے مزار تک پہنچ گئی ہے - اور چار کوس کی مسافت
پہاڑ کے اوپر مکان چلہ کشی خواجہ مودود کا ہے - وہاں دو ندیاں
جاری ھیں - ایک گرم دوسری سرد - حق تعالیٰ نے اس دو قسم
کا پانی آپ کے واسطے وہاں پیدا کیا کہ جاڑے اور گرمی کے
غسل میں کام آئے - اور انہیں دونوں ندیوں کا پانی سب مزاروں
پر پہنچتا ہے - اور اس مکان سے سات کوس کے فاصلے پر جگہ
چلہ کشی خواجہ ابو احمد ابدال کی بلندی پر واقع ہوئی ہے -

کرامت عجیب

جانب مغرب چشت سے دو پہاڑ ملے ہوئے ھیں - ان دونوں
پہاڑوں سے شب جمعہ کو کف اور خون بہتا ہے - صبح کو
اطراف کے آدمی قریب اور بعید کے وہاں جاکر روئی اس سے تر
کر کے لے جاتے ھیں اور اس کو ناسور اور دنبل پر بطور مرهم
رکھتے ھیں - اللہ کے حکم سے صحت ہو جاتی ہے - اور سبب اس
نکلنے خون اور کف کا ان دونوں پہاڑوں سے یہ ہے کہ ایک روز

حضرت مودود چشتی اس ندی کے کنارے پر کہ قریب ان پہاڑوں
کے جاری ہے وضو کرتے تھے - یکایک ایک بڑا اژدھا خونخوار ایک
غار سے نکلا اور آپ کی طرف چلا - جب وہ اس ندی کے قریب
مابین ان دونوں پہاڑوں کے پہنچا ، تب آپ نے اس سے فرمایا :
کہ ٹھہر کہاں آتا ہے ؟ بمجرد اس کہنے کے دونوں پہاڑوں نے
حرکت کی اور اس اژدھے کو دبا لیا - اژدھا چلایا : کہ یا
عمدۂ عارفین مجھے بچائیے - آپ نے فرمایا : کہ اب اسی جگہ رہو - تجھ
سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا - کہتے ہیں کہ وہی اژدھا
شب جمعہ کو زور کر کے چاہتا ہے کہ دونوں پہاڑوں سے نکل
جائے - جب باہر نہیں جاسکتا ، تب خون و کف اس سے جاری
ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ نے ان بزرگ کی دعا سے اس کے خون اور کف
کو تاثیر مرهم کی عطا کی ہے ، کہ ناسور اور دنبل اس کے لگانے
سے اچھے ہو جاتے ہیں -

دوسری کرامت

یہ ہے کہ ایک بڑی چٹان پتھر کی ہوا میں معلق کھڑی
ہوئی ہے - ایک راوی ثقہ اور معتمد کا بیان ہے کہ وہ پتھر درمیان
روضۂ متبرکۂ خواجہ مودود چشتی اور مکان چلہ کشی اس بزرگ
کے کہ تخمیناً چار کوس کا فاصلہ ہوگا ہوا میں معلق ہے - جب
آپ کے مزار شریف سے مکان چلہ کشی کی طرف جاتے ہیں تو
داہنے ہاتھ کی جانب رہتا ہے - اور بلندی اس پہاڑ کی جہاں سے

وہ پتھر جدا ہو کر نیچے کو آیا اور بیچ میں لٹک رہا تخمیناً ڈیڑھ کوس ہوگی ۔ اور بالفعل وہ پتھر آدھے کوس کی بلندی میں معلق ہے ۔ دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھر ہل رہا ہے ۔ قریب ہے کہ گر پڑے ۔ اور قصہ اس کا یہ ہے کہ جب خواجہ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ توجہ اور دعا **ابو اسحاق شامی** اپنے مرشد سے پیدا ہوئے ، تو ایک روز خواجہ ابو احمد موصوف اپنے پدر بزرگوار یعنی **سلطان فرس ناقہ** کی اجازت سے بطریق شکار کے ایک پہاڑ کی طرف گئے تھے ۔ وہاں سے وہ گم ہو گئے ۔ بعد چند روز کے ایک شخص خبر لایا : کہ میں نے خواجہ ابو احمد کو فلانے موضع میں اس پہاڑ کے ابو اسحاق شامی کے ساتھ دیکھا ۔ تب بحکم سلطان فرس ناقہ کئی آدمی اُن کے لانے کو گئے اور ہر چند اُن کو سمجھایا اور اصرار کیا مگر وہ نہ آئے ۔ آٹھ برس کی عمر میں ایسی ریاضت کی کہ خلیفہ ہوگئے ۔ اور جبہ اور کمل پہنا اور اُن کے پیر روشن ضمیر نے ان کو اپنی جگہ بٹھا کے فرمایا : کہ اے احمد تو میرا فرزند ہے ۔ مجھ کو یہ کچھ نعمت ، کہ پیران طریقت سے حاصل ہوئی ہے ، وہ سب میں نے تجھ کو دی ۔ اور ہاتھ پکڑ کے قبلہ رخ کھڑے ہوئے اور دعا کی ۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے ابو احمد کو اپنی دوستی میں قبول کیا اور جوشخص اُن کی صحبت میں رہے گا اُس کو بھی اپنا دوست سمجھیں گے ۔ ایک روز خواجہ ابو احمد نے خواجہ ابو اسحاق شامی کو دیکھا کہ اُن کے پاس انتالیس ابدال بیھٹے ہیں ۔ ابو احمد نے اُن کو سلام کیا ۔ اُن کے مرشد نے ان کو بھی اجازت بیھٹنے

کی دے کر اس جلسے میں شریک کیا ۔ اُن کی شرکت سے پورے چہل عدد ابدال ہوگئے ۔ جب شیخ کا وقت برابر ہوا ، ابو احمد کو بیعت سے مشرف کر کے توجہ دے کر ایک طرفۃ العین میں ولی کامل کر دیا ۔ تین روز تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے ۔ چوتھے روز شیخ نے اجازت دی کہ اپنے باپ یعنی سلطان فرس ناقہ کو جا کر ہدایت ترک کرنے شراب خواری کی کرو ۔ ابو احمد اپنے مرشد کی خدمت سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور دروازۂ اول و دوم شہر کے شراب خانہ مسمار کر کے باپ کے دولت خانے پر پہنچے اور وہاں کا میخانہ بھی توڑا ۔ اور سب مکانات گرا دیئے ۔ اُن کے باپ نے یہ حال دیکھ کر اُن کے آنے سے تو کچھ خوش نہ ہوئے اور غصے میں آ کر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ جب ابو احمد آئے تو ایک بڑا پتھر اس پر ڈال دینا ۔ خواجہ ابو احمد جب وہاں پہنچ کر ایک مسجد میں ، کہ بغیر چھت کی تھی ، نماز پڑھنے لگے ، حبشی غلاموں نے بعد ادائے نماز اُن کے خوب زور کر کے ایک بڑا پتھر اُن کے اوپر گرایا ۔ اُنہوں نے اس پتھر کی طرف دیکھا۔ بس وہ پتھر جس قدر کہ پہاڑ سے جدا ہوا تھا اُسی جگہ معلق ٹھہر گیا ۔ جب سلطان فرس ناقہ نے اپنے بیٹے کی یہ کرامت دیکھی شراب اور سب منہیات سے توبہ کی ۔ اور بعض ثقات کا یہ قول ہے کہ خواجہ ابو احمد ابدال ایک مسجد میں کہ بغیر چھت کی تھی نماز پڑھ کر مراقبہ میں تھے کہ بعض کفار نے پہاڑ سے ایک بڑا پتھر اُن کی طرف لڑھکایا ۔ خواجہ نے آنکھ اُٹھا کر پتھر پر نگاہ کی بس وہ اُسی جگہ ہوا میں ٹھہر گیا ۔ آٹھ سو برس گذرے

که وہ پتھر اب تک اسی طرح معلق ہے - ایک کنارہ اُس کا پہاڑ سے ملا ہوا ہے -

نقل

ایک درویش صادق القول متقی ، خدا شناس ، شاہ **عبدالسلام** نام نقل کرتے تھے کہ میں سن ۱۲۱۱ ھجری [۱۷۹۶ ء] میں حضرت چشت کے مزار پر اعتکاف میں تھا - کہ چند صاحبزادے مودودی مثل **قابل** خواجہ اور **رکن الدین** خواجہ اور **شرف شاہ** خواجہ اور **بدل** خواجہ و **موسیٰ** خواجہ اور **زاھد** خواجہ اور **خادم** خواجہ اور **احمد** خواجہ اور سوا اُن کے اور بھی خواجگان سادات مودودی یہ سب. ہمراہ **ناصر** خواجہ صاحب خرقہ اور سجادہ نشین کے واسطے لینے نذر و نیاز اپنے آبا و اجداد کرام کے کوھستان بالا سے تشریف لے گئے - وھاں یہ واقعہ غریب اور امر عجیب مشاھدہ کیا کہ مکان چلہ کشی مودود چشتی سے تین کوس کے فاصلے پر ایک کوہ بلند نمکسار سے ہے - ایک پتھر اس پہاڑ سے جدا ہو کر گرا - اُس کے الگ ہونے سے ایک کھڑکی نمودار ہوئی - اس کے اندر ایک غار نظر پڑا - اس غار میں قریب ڈھائی سو آدمی کے مرد اور عورت مردہ پڑے تھے - لباس بجنسہ اُن کے بدن میں موجود تھا اور عرب کے آدمیوں کی طرح کمریں بندھی ہوئی تھیں - اور اُس کھڑکی کے کنارے پر ایک بوڑھی عورت بیجان وھاں بیٹھی تھی - اور ان میں سے کوئی بیٹھا ہوا اور کوئی لیٹا ہوا - ایک آدمی کی بغل میں ایک تھیلی پائی - اس میں پانچ روپیہ دیکھے - اُن پر سکہ **خالد بن ولید** بن عبدالملک کے نام کا تھا اور ایک

چھری فولادی - مگر غلاف اُس کا گھل کر خاک ہوگیا تھا - سب صاحبزاد ھائے مودودی نے اوروں کے لباس میں تفحص نہ کی - حاجی **میر خرد** مودودی ، کہ اسی جگہ پہاڑ کی چوٹی پر قریب اس غار کے رہتے تھے ، انہوں نے اس کھڑکی کو خوب مضبوط بند کردیا - شاہ عبدالستار کہتے ھیں کہ میں اس چھری کو لایا تھا ، مگر قندھار کی راہ میں درمیان لشکر زمان شاہ بادشاہ درانی کے میں نے اونٹ اپنا سواری کا دوڑایا تو وہ چھری میری کمر سے گر گئی - دانشمندوں نے یہ تصور کیا کہ غار کے لوگ قوم سادات اور شرفائے عرب سے ہونگے جو بسبب ظلم بنو امیہ کے بھاگ کر اس غار میں جا چھپے - اور جناب کبریا سے اپنی حفاظت کی دعا کی - مجیب الدعوات نے ان کی دعا قبول کی اور اصحاب کہف کی طرح ان کو غار میں پردہ پوش کیا -

نقل

دوسری نقل کہ پہلی نقل سے عجیب تر ہے - کہتے ھیں کہ قوم کفار سیاہ پوش میں ایک بوڑھا دراز عمر کہتا تھا کہ جناب پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے - اور جنگ احد میں کفار قریش کا میں شریک تھا - دو تین زخم نیزہ اور تیر کے وہ اپنے بازو اور پشت پر دکھاتا تھا کہ صحابۂ کرام کے ھاتھ سے میں نے اٹھائے ھیں - میاں شیخ **عمر** نام ، کہ درویش کامل تھے ، انہوں نے بذریعہ ایک پٹھان یوسف زئی کے ، کہ اس کافر سے ملاقات رکھتا تھا ،

اپنے پاس بلایا - جب وہ آیا تب اس نے تمام حال جنگ احد اور جنگ بدر کا زبان عربی میں موافق محاورۂ عرب کے کہ اس عہد میں رائج تھا قسم کھا کر بیان کیا اور کہا کہ جب میں معرکۂ جنگ سے بھاگا تو تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بھائی حضرت امیرالمومنین **علی** ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ نے میری پشت پر نیزہ مارا ، کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا - جب مجھ کو ہوش آیا تو اٹھ کر بھاگا اور اپنے کئی رشتہ دار ساتھ لے کر اس پہاڑ میں قیام اختیار کیا - ایک مدت دراز گذری کہ وہ سب مر گئے ، مگر ان کی اور میری اولاد بہت سی باقی ہے اور میں اب تک زندہ ہوں - اور قویٰ میرے درست ہیں - اور شاہ **عبدالستار** نے یہ بھی نقل کی کہ وہ بوڑھا کافر قبل از **ملاقات** میاں شیخ عمر درویش کے سید **نجیب شاہ** کے پاس بھی گیا تھا اور ان سے بھی ملاقات کی تھی - اور یہ بزرگ رئیس کنہر اولاد سید **علی** ترمذی مشہور بہ پیر بابا سے ہیں - انہوں نے اس کافر کی بہت تعظیم اور توقیر کی - اس کے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا : کہ آپ کو ایسے شقی کافر کی جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کو دیکھا اور ایمان نہ لایا کیا ضرور تھا تعظیم کرنا ؟ انہوں نے جواب دیا : کہ میں نے امر اس کا پاس کیا کہ اس کافر کی آنکھوں نے جمال با کمال جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کا دیکھا ہے - یہ نقل پشاور میں بہت مشہور ہے - پس بے شبہ یہ قوم یعنی کفار سیہ پوش قوم قریش سے ہیں کہ مجاہدین انصار و مہاجرین کے خوف سے بھاگ کر کوہستان میں سکونت اختیار کی - ملک اس قوم کا پشاور سے پچاس ساٹھ کوس کے فاصلے پر

جانب کوہ شمالی قریب ملک یوسف زئی اور دوسرے پٹھانوں کے شروع ہو کر سرحد **خوست** اور **اندر آب** اور حدود **بدخشان** اور **قندھار** اور کوہ چشت کے نیچے قریب ملک ہزارہ کے واقع ہوا ہے - پٹھان اور ہزارہ کے شیعہ اس قوم سے لڑتے ہیں - اور ان کی عورتوں کو ، کہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں ، گرفتار کر کے گراں قیمت پر بیچتے ہیں - لباس اس قوم کا سیاہ ریشم سے ہوتا ہے - عورتیں ان کی نہایت صاحب حسن ہوتی ہیں اور مرد بد صورت اور بد ترکیب ہیں -

۳۶ - بیان حال ترکستان اور نربوتہ بے حاکم سابق اس جگہ کا

قوم ترک اور اوذبک اور الیمان اور قراغر سیاہ لباس گھوڑے کے پوست سے بناتے ہیں اور سردار اور رئیس سرداران ترکیہ اور سرگروہ قوم اوذبکیہ کا **نربوتہ** بے ہے ، کہ نواح سمرقند اور **یار کند** اور دشت **کوکان** سے سرحد **خطا** تک تمام اوذبک صحرا نشین ، کہ تخمیناً ایک لاکھ پچاس ہزار گھر ہونگے ، اس کے زیر حکومت ہیں ۔ اور پچاس ہزار سوار ہمیشہ اس کی رکاب میں سوا اس کی قوم کے رہتے ہیں ۔ ۔ اور مکان بود و باش اس کا شہر **قوقان** ہے کہ حد خطا سے قریب تر واقع ہوا ہے ۔ بادشاہ خطا نے اس کو اپنا فرزند کیا تھا ۔ برس دو برس کے بعد ایلچی نربوتہ بے کا تحفہ مثل گھوڑے اور سمور وغیرہ بادشاہ خطا کے لئے لے جاتا ہے ۔ بادشاہ جیسی خاطرداری اور رعایت اس کے ایلچی کی کرتا ہے اور سلاطین اور احکام کے قاصدوں کی ایسی پاسداری نہیں کرتا ۔ اور جب ایلچی بادشاہ کے روبرو جاتا ہے تو اس سے تین بار پوچھتا ہے : کہ میرا فرزند نربوتہ بے خوش و خرم ہے ؟ اور کئی لاکھ روپیہ کے تحفے طلاے احمر وغیرہ کے اس کے لئے بھیجتا ہے ۔ اور بادشاہ بسبب اس کے کہ نربوتہ بے جمعیت اپنی قوم کی

بہت رکھتا ہے اس کی خاطرداری کمال کرتا ہے ۔ شاہ **غفران اللہ** سرہندی ، کہ اب اولاد ان کی پشاور میں رہتی ہے ، ایک بار بموجب حکم بادشاہ زمان شاہ درانی کے سن ۱۲۰۹ھ [۱۷۹۴ء] میں قوقان کو گئے تھے ۔ وہ لوگوں سے نقل کرتے تھے : کہ ایک بار قاضی القضاۃ شہر قوقان کا نربوتہ بے کی طرف سے ایلچی مقرر ہو کر بادشاہ خطا کی خدمت میں گیا تھا ۔ قاضی موصوف مجھ سے کہتا تھا کہ میں پندرہ دن میں سرحد خطا میں پہنچا ۔ وہاں میں نے ایک گاڑی گھوڑے کی کھڑی دیکھی ۔ دو آدمی اس پر سوار ۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تب وہ مجھ اکیلے کو لے کر اس گاڑی میں کہ صندوق کی شکل بنی تھی بٹھا کر روانہ ہوئے ۔ اور چونکہ موسم آخیر جاڑے کا تھا ایک سیاہ پتھر میرے آگے رکھ دیا ۔ اس پتھر میں مثل آگ کے گرمی تھی اور اس کی حرارت بدن اور لباس کو کچھ نقصان نہ کرتی تھی ۔ اور سب سامان کھانے پینے کا اس گاڑی میں موجود تھا ۔ اثناے راہ میں چاشت کا کھانا کھلاتے تھے اور شام کو ایک مکان میں ، کہ بڑا پختہ ایک برج تھا اور اس جگہ قریب پانسو آدمی کے تھے اور سب طرح کا اسباب اور ضروری چیزیں مہیا تھیں ، وہاں ٹھہرتے تھے ۔ اور وہ صندوق گاڑی کا چاروں طرف سے بند تھا ۔ راہ میں کہیں آبادی نظر نہ آئی ۔ الغرض اسی صورت سے سرحد خطا سے شہر مذکور تک ایک مہینے کئی روز میں ہر منزل میں بدستور دن اور رات کا کھانا کھلاتے ہوئے اس شہر میں پہنچے ۔ اور اسی گاڑی پر مجھ کو بٹھا کر دولت خانۂ بادشاہ تک لے گئے ۔ جب دریا کے قریب پہنچے تو میں پیادہ ہو

کر اندر گیا ۔ میں نے ایک مکان دیکھا نہایت زیبا اور دلکش ۔ دیواروں اور چھت پر سب سنہرا کام اور آئینہ بندی اور اس کے درمیان میں ایک بنگلہ نفیس سنہرا تھا ۔ بموجب تعلیم کے میں نے سلام بطور سجدہ کے کیا ۔ بنگلہ کے اوپر سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک شخص نے بلند آواز سے زبان ترکی خطائی میں کہا کہ بادشاہ فرماتے ہیں کہ میرا فرزند نربوتہ بے تو بہت خوش و خرم اور اچھی طرح سے ہے ؟ میں نے سن کر پھر سجدہ کیا اور کہا: کہ نربوتہ بے دعاے دولت میں مشغول ہے۔ جب مجھ کو رخصت کیا تو بہت سی چیزیں نادر اور تحفہ طرح طرح کے ، کہ قیمت دس لاکھ کی ہو گی ، میرے حاکم کے لئے عنایت فرمائیں ۔ اور بیس ہزار روپیہ کا سونا اور اس کے ساتھ ہر قسم کی چیزیں مجھ کو بھی دیں ۔ پھر بادشاہ کے لوگوں نے مجھ کو بدستور اسی گاڑی پر بٹھا کر اسی قدر مدت میں سرحد قوقان تک پہنچا دیا ۔ یہ بیان قاضی القضاۃ کا تھا کہ مجھ سے کہا ۔ اب سنیے کہ شاہ غفران‌اللہ کہتے تھے : کہ میں نے تمام ملک ترکستان کی سیر کی ، کوئی حاکم مثل نربوتہ بے کے منصف اور عادل ، رحیم المزاج ، صاحب تمکین میں نے نہ دیکھا ۔ اس نے ایک مکان بہت آراستہ نفیس اپنے رہنے کے لئے بنایا تھا ۔ اس میں جلوس کرتا تھا اور وہاں کوئی جانے نہ پاتا تھا ۔ پچاس ساٹھ غلام اس مکان کے گرد اپنی اپنی باری سے کھڑے رہتے ہیں ۔ وہی لوگ عرضیاں ارباب حاجت کی بادشاہ کے پاس لے جا کر دستخط کرا لاتے ہیں ۔ جمعہ کے دن بادشاہ جامع مسجد میں جاتا ہے ۔ دس ہزار غلام اور دوسری فوج

بھی مسلح اس کے ہمراہ ہوتے ہیں ۔ وہاں پر علماء اور سادات حاضر ہو کر عرضیاں حاجتمندوں کی گذرانتے ہیں ۔ جو مقدمے کہ سہل ہوتے ہیں ان کو بادشاہ خود فیصل کرتا ہے ۔ اور بڑے مقدمے مشکل اور دقت طلب مفتیان عدالت کے سپرد کر دیتا ہے ، کہ شرع کے موافق فیصلہ کیا کریں ۔ بعد اس کے ایک مکان میں کہ قرب دس ہزار آدمی کے ہوتے ہیں ان سب کے ساتھ کھانا کھاتا ہے ۔ اکثر کھانا اس کا اوذبکی گوشت ہے ، پلاؤ کمتر ہوتا ہے ۔ جب کھانے سے فارغ ہوا پھر اپنے اسی مکان معین میں جاتا ہے ۔ پھر جمعہ کے دن نکلتا ہے ۔ لوگوں کا سلام اور سوال و جواب اور ایلچیوں کی ملاقات بطور سلاطین کے ہوا کرتی ہے ۔ اور وکیل سرداران ترکستان مثل شاہ **مراد بے** [حاکم بخارا] اور **خدای نظر بے** وغیرہ کے وہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں اور عرضیاں دیتے ہیں ۔

اور خان کا لفظ پٹھانوں کے نام میں لگایا جاتا ہے ۔ چونکہ بوتۂ نر یعنی بچۂ شتر بہت قوی اور چست و چالاک ہوتا ہے اور بے مخفف بیگ کا ہے ، کہ آخر نام ترکوں اور مغلوں میں لاتے ہیں ، اس سبب سے حاکم شہر قوقان مذکور کہ حکومت اور ریاست اس کی نہایت قوی اور مستحکم تھی نربوتہ بے اس کا نام رکھا گیا ۔ اس وجہ سے کہ بعض نام توصیفی ہوتے ہیں ، خصوصاً نام اور لقب بادشاہوں اور حکام کا اسی قسم سے مشہور کرتے تھے ۔ اور شاہ مراد بے عمدہ رئیسوں اور حکام ترکستان سے ہے ، اولاد **توقتمش خان** سے کہ زمانۂ امیر **تیمور گورکان** میں حاکم ترکستان تھا اور بعد مغلوب ہونے

کے اس نے اطاعت قبول کر لی امیر تیمور کی۔ اور خدای نظر بے
عمدہ سرداران اوذبکیه سے ہے * آدرہ ٹپه که تین سے کوس
کابل سے درمیان مغرب اور شمال کے ہے استقامت رکھتا ہے۔
دس ہزار لشکر کا مالک ہے۔ ایک مرتبه شاہ مراد بے کو شکست
دے کر شہر بخارا تک پہنچایا تھا۔ یه شخص مرد سخی اور
مہمان دوست ہے۔ بارہ ہزار سکه سونے کے، که اڑتالیس ہزار روپیه
ہوتے ہیں، ہر سال علماء اور فضلا اور مشائخ اور مسافرین کے
واسطے مقرر کئے ہیں۔ **تیمور شاہ درانی** بر خلاف شاہ مراد بے
کے طرح طرح کے تحفے اور خلعت اس کے واسطے بھیجتا تھا۔ اور
نواح **بلخ** تک اس کے قبضے میں تھی۔ اور **زمان شاہ** درانی بھی
اس کی رعایت کرتا تھا۔ اس ایام میں شاہ مراد بے سے صلح تھی،
لیکن خود مختار تھا۔ ایک شخص اس کے مرشدزادوں میں سے نقل
کرتا تھا که باوجود بڑھاپے کے ایک بکری کا گوشت ہر روز
کھاتا تھا۔ دن کو سویا کرتا تھا۔ رات ایک بکرے کے گوشت
کی یخنی پکا کر اور دو طشت میں رکھ اس کے پاس رکھ
دیتے تھے۔ وہ تمام رات اس گوشت کو آہسته آہسته چھری سے
کاٹ کر کھاتا تھا اور کہتا تھا که اب میں سیر ہوا۔ اور
ہمیشه شکایت کرتا تھا که اب میری بھوک بہت کم ہو گئی ہے۔
اور شجاعت اس کی اس مرتبه تھی که دو سوار اس کے مقابلے
میں نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ اور نیزہ اس کا اس قدر موٹا اور لانبا
تھا که سوائے اس کے کوئی اس کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔

دوسرے **میر محمد شاہ** بادشاہ **بدخشان** که دس پندرہ

* اردو میں اپٹامین درج ہے (م۔ ب۔)۔

ہزار آدمی تا جیک کے سوار اور پیادے مع سپاہ دیہات اور قصبات
کے اس کے ہمراہ ہیں، مگر فوج اذبکیه کا مغلوب ہے۔ اپنے
ملک کو کبھی صلح اور کبھی لڑائی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور
قوم سادات سے ہے۔ اور مسکن اس کا شہر **فیض آباد** واقع
بدخشان ہے۔ اور یه ملک کابل سے قریب دو سو کئی کوس
جانب شمال درمیان **بلخ** اور **قندز** اور حصار **کولاب** کے واقع
ہے۔ اور کٹل **ہندو کش** سے بفاصله ایک سو کئی کوس طرف
ترکستان کے ہے شروع ہوا ہے اور انتہا اس کی قندز اور کولاب
سے ہے۔ اور ان ملکوں میں ہر شخص بجائے خود سردار ہے،
لیکن ظاہر میں بادشاہ بدخشان کی اطاعت کرتے ہیں اور کبھی
کبھی بطور خراج کے کچھ دیا کرتے ہیں۔ لاجورد اور لعل کی
کان اس ملک میں ہے، قریب شہر فیض آباد کے سن ۱۲۱۲ ہجری
[۱۷۹۷ء] میں چھوٹےچھوٹےسردار اوذبکیه مثل **فتح علی خان** اور
جعفر علی خان کے قندز اور حصار کولاب وغیرہ میں بہت تھے۔
ہر شخص بقدر اپنی طاقت کے قلعه اور ملک رکھتا ہے۔ جب
کوئی حاکم زبردست ان پر حمله کرتا ہے تو بقدر اپنی لیاقت کے
نذرانه دے کر ملک کو بچا لیتے ہیں۔ زمان شاہ درانی کے عہد
میں **محمد خان** نامی قوم قاچار نے تمام ایران پر قبضه کر لیا۔
اس کے بھتیجے **بابا علی خان** یعنی **فتح علی خان** قاچار نے
چودھویں محرم سن ۱۲۱۲ ہجری [۹ جولائی ۱۷۹۷ء] اس کو قلعۂ
شیشه پر حد روس میں قتل کرایا۔ اور خود بادشاہ ایران کا
ہو گیا۔ محمد خان مذکور ایک مرد تھا خونریز، تند خو۔ سب
سردار اور رئیس ایران کے اس سے ڈرا کرتے تھے۔ اکثر آدمیوں

کو اس نے قتل کیا ۔ وہ رئیسان مازندران سے تھا ۔ کئی ہزار آدمی
اس کے ساتھ رہتے تھے ۔ نادر شاہ کے قتل میں وہ بھی شریک تھا ۔
کسی شخص نے اس کو آختہ کر ڈالا تھا ۔ عمر اس کی بہت بڑی
تھی ۔ آخر کار کلات کا قلعہ ، کہ بنایا ہوا سلاطین کیانیہ کا تھا
اور نادر شاہ از سر نو درست کر کے اپنا خزانہ اس میں رکھا تھا ،
جب وہ قلعہ خان مذکور کے ہاتھ آیا یہ سبب اس کے خروج کا
ہوا کہ وہ فی‌الفور محمد خان اپنے چچا کو قتل کر کے تمام ایران
کا حاکم ہوا ۔

واضع ہو کہ ایک شخص امام الدین نامی حسینی نسب ،
چشتی طریقت کہ ملک خراسان وغیرہ میں بہت رہا تھا یہ سب
حال اس نے ابتدائے سلطنت احمد شاہ درانی سے قلم بند کیا تھا ۔
اور اکثر یہ حالات اس نے بچشم خود بھی مشاہدہ کیے تھے ۔
غالب کہ یہ شخص سرکار سلاطین درانیہ میں زمرۂ اہل قلم سے
ہوگا ۔ اس وجہ سے راقم نے بنظر صداقت قول اس شخص کے
سن ۱۲۱۲ ہجری [۱۷۹۷ء] تک یہ تمام ماجرا بطریق انتخاب کے
اس کی کتاب سے تحریر کیا ۔ اور بعد سن مذکور کے جو حال
کہ باشندگان کابل اور قندھار سے کہ وہ لوگ ثقہ اور صادق‌القول
اور واقف حال تھے اور میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے جو کچھ
میں نے سنا مجملاً بقیہ حال زمان شاہ اور سلطان محمود اس کے بھائی
کا لکھا ۔

اب واضع ہو کہ جب زمان شاہ بادشاہ نے سلطان محمود کو
ہزیمت دی وہ اپنے اہل و عیال اور حاجی فیروزالدین خان

برادر حقیقی کے ساتھ مقابلۂ فوج بادشاہی سے بھاگ کر ترکستان
کے پہاڑوں میں چلا گیا ۔ اور مطمئن ہو کر بقصد ہندوستان
براہ کابل لاہور میں داخل ہوا ۔ غلام محمد خان پوتا
علی محمد خان روہیلہ کا کہ اس بار بھی لشکر بادشاہی
کے ہمراہ تھا بادشاہ ممدوح کو ہندوستان میں لے جانے
کو ، کہ انگریزی اور صوبۂ اودھ کی طرف سے بے قرار تھا ،
بہت اصرار رکھتا تھا ۔ اور زمان شاہ چاہتا تھا کہ بعد انتظام
ملک پنجاب کے جریدہ کچھ فوج جرار لے کر شاہجہان آباد
کو روانہ ہو ۔ اس عرصہ میں اخبار اور عرائض دولتخواہوں سے
دریافت ہوا کہ سلطان محمود نے ہرات کی طرف سر نکالا ہے اور
بعض سرداران قندھار اس کو ملا کر چاہتے ہیں کہ پھر اس کو
ہرات میں بلائیں ، بلکہ قندھار کو اس کے حوالہ کریں ۔ جب
یہ خبریں متواتر پہنچیں پھر قندھار میں جا کر دو تین سرداروں
کو جو سلطان محمود سے متفق ہو گئے تھے قتل کیا ۔ اور سردار
پائندہ خان کے اغوا کرنے سے اور بہت سے امراء و سرداروں
کو ہلاک کیا ۔ باقی ماندہ نے جب یہ حال دیکھا تو سخت حیران
ہوئے اور سمجھے کہ پائندہ خان ہم کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا ۔
وہ یہ چاہتا ہے کہ جب ہم سب لوگ مارے جائیں تو اپنی اولاد
کو کہ کثیر ہیں امور سلطنت میں دخیل کرے ۔ پس سب نے
اتفاق کر کے اس کی بدگوئی اور برائیاں کچھ سچ اور کچھ جھوٹ
زمان شاہ سے کہنا شروع کیں ۔ اور ان کے مزاج کو اس کی طرف
سے ہم کرایا ۔ یہاں تک کے بادشاہ نے سلام اور مجرا پائندہ خان
کا کیا ۔ اس کے لڑکوں نے کہ ، سترہ نفر جوان اور پہلوان
اور شجاع بطن ازواج مختلفہ سے تھے ، چنانچہ تفصیل ذیل میں

لکھی جائیگی ، اپنے باپ سے کہا : کہ بادشاہ کا مزاج آپ کی طرف سے پھر گیا ھے - بہتر یہ ھے ، کہ قبل اس کے کہ ھمارے قتل کا حکم ہو ، قندھار سے بھاگ کر شہر * گریشک ، اپنے وطن ، اپنی قوم میں جا رھیں - پائندہ خان نے جواب دیا : کہ جو کچھ تم کہتے ھو وہ سچ ھے اور قرین صلاح اور میں بھی بادشاہ کی طرف سے مطمئن نہیں ھوں ، مگر بات یہ ھے کہ جب ھم تم یہاں سے بھاگ کے کسی امیر یا پٹھان کے گھر میں پوشیدہ رھیں گے تو وہ سب تم کو ھمیشہ طعنہ دیا کرینگے کہ پایندہ خان ، تمہارے باپ ، نے خوف جان سے بھاگ کر ھمارے گھر میں پناہ لی تھی - اس غیرت سے میں نہیں چاھتا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں - بادشاہ کے ھاتھ سے قتل ھونا اس عار سے میں بہتر جانتا ھوں کہ تم طعنہ زنی سے بچو - آخر کار زمان شاہ نے بسبب در اندازی سرداروں کے کہ اس کے درپے قتل تھے پایندہ خان کو قتل کیا - تب فتح خان اس کا لڑکا کہ بہ نسبت اور بھائیوں کے صاحب جرأت اور ھمت تھا اپنے سب بھائیوں کو لے کر قندھار سے بھاگا اور گریشک اپنے وطن میں چلا گیا - اور وھاں سے سلطان محمود کے پاس جا کر کہا : کہ میں اب آپ کی خدمت میں حاضر ھوا ھوں - چونکہ آپ بادشاہ کے بڑے بھائی ھیں اور سلطنت کے مستحق میں چاھتا ھوں کہ آپ کو بادشاہ کروں - سلطان محمود نے کہا : کہ میں سلطنت کا کیونکر داعیہ کروں - نہ میرے پاس فوج نہ خزانہ -

* کاتب کے سہو سے کرشک درج ھوا ھے (م-ب) -

تب فتح خان نے عرض کیا : کہ فوج اور خزانہ کی طرف سے آپ خاطر جمع رکھیں ، کہ میں سب بہم پہنچا دوں گا - سلطان محمود تو خدا سے چاھتے تھے کہ میں بادشاہ ھو جاؤں - فتح خان کو اپنا وزیر کیا اور فوج کے سامان میں مشغول ھوئے -

اور اس طرف زمان شاہ نے جب پایندہ خان اور دوسرے سرداروں کو ، کہ ان پر گمان مخالفت تھا ، قتل کیا اور خاطر جمع ھوئے ، تو شہزادہ حیدر کو قندھار میں ولی عہد کر کے کچھ فوج اور بعضے سردار معتمد علیہ اس کو دے کر ھرات میں متعین کیا اور خود متوجہ ھندوستان ھوئے - اور قندھار سے کوچ بکوچ پنجاب کو روانہ ھوئے - اس عرصے میں فتح خان نے اپنی قوم اور کچھ اور پٹھانوں کو جمع کر کے ایک فوج شائستہ بہم پہنچائی اور سلطان محمود کو ساتھ لے کر قندھار پر حملہ کیا - اور وھاں پہنچ کر رات کے وقت کمند ڈال کر نوبت خانۂ شاھی قندھار پر چڑھ گیا اور پاؤں سے جوتا اتار کر بجائے چوب کے نقارے پر مارا اور آواز بلند سے کہا : کہ دور دور سلطان محمود شاہ درانی ھے - اور قلعہ کے دروازے کو اندر سے کھول دیا - یہاں تک کہ سلطان محمود شاہ مع فوج قلعہ میں داخل ھوئے - فوج متعین شہر و محافظ شہزادہ حیدر اور تمام اھل شہر نے غلبہ اور تسلط محمود شاہ کا دیکھ کر مجبور ھو کر اطاعت محمود شاہ کی قبول کی اور نذریں گذرانیں - محمود شاہ نے حیدر شہزادہ کو قید کیا اور خود تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور اپنے نام کی منادی تمام شہر قندھار اور اس کے نواح میں کرا دی -

فتح خان وزیر نے خزانۂ قندھار کو لے کر قریب چالیس پچاس ہزار سوار جرار کے نوکر رکھے اور بقصد تسخیر **کابل** کے مع محمود شاہ روانہ ہوا - **زمان شاہ** کو جب یہ حال معلوم ہوا تو لاہور سے بہ ارادۂ جنگ محمود شاہ مضطر اور سراسیمہ متوجۂ کابل ہوا اور وقت روانگی کے **لاہور** سے اپنے سرداران ہمراہی سے فرمایا : کہ جس کو لاہور میں رہنا منظور ہو اس کو ہم یہاں کا حاکم مقرر کریں - کسی نے سرداران ولایت سے اس بات کو قبول نہ کیا - آخرکار زمان شاہ بمجبوری **رنجیت سنگھ** ، سکھوں کے سردار کو کہ پاس حاضر رہا کرتا تھا ، **لاہور** کا حاکم کر کے خود کابل کو روانہ ہوئے - اس اثنا میں محمود شاہ مع فتح خان وزیر کے کابل میں پہنچ کر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد انتظام کے **زمان شاہ** کے مقابلے کے واسطے **پشاور** کو روانہ ہوا - قریب **درۂ خیبر** کے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی - آخر کو **محمود شاہ** غالب آیا اور **زمان شاہ** دستگیر ہوئے - محمود شاہ نے بعوض **ہمایون شاہ** اپنے بھائی کے زمان شاہ کو نابینا کرایا اور **شجاع الملک** برادر حقیقی زمان شاہ کا بھاگ کر اپنے خسر کے گھر ، کہ سردار خیبریان تھا ، جا چھپا -

محمود شاہ مظفر و منصور ہو کر واسطے بندوبست ملک **خراسان** اور تنبیہ اور تادیب سرکشوں کے پھر قندھار میں آئے- جب یہ حال حافظ **شیر محمد خان** بامی زئی ، ولد اشرف الوزراء شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ درانی مرد نہایت شجاع اور دلیر ، نے دیکھا تو مقام خیبر میں بہت سی فوج خیبریوں اور قوم بامی زئی

کی جمع کی اور شجاع‌الملک کو تخت سلطنت پر بٹھا کر محمود شاہ درانی پر فوج کشی کی - اور بہت سی لڑائیوں کے بعد محمود شاہ پر غالب آیا - تب شجاع‌الملک نے محمود شاہ کو قید کرنا چاہا تاکہ اپنے بھائی زمان شاہ کے بدلے اس کو بھی اندھا کرے ، مگر زمان شاہ نے اس کو اس ارادے سے منع کیا اور کہا : کہ میرے عوض محمود شاہ کی آنکھیں نکلوانا مناسب نہیں ھے کہ اس نے اپنے حقیقی بھائی کا بدلہ مجھ سے لیا اور وہ عوض تمام ہو گیا - اب لازم نہیں ھے کہ سب سلاطین درانیہ اندھے ہو جائیں - تب شجاع‌الملک زمان شاہ کے سمجھانے سے اس قصد سے باز رھا ، مگر محمود شاہ کو نظر بند کیا - کہتے ھیں کہ زمان شاہ نے ھمایون شاہ کی آنکھیں حلقۂ چشم سے نکلوا ڈالیں تھیں اور محمود شاہ نے فقط گرم سلائی زمان شاہ کی آنکھوں میں پھروا دی تھی - اس سبب سے دونوں آنکھیں زمان شاہ کی ظاھر میں صحیح معلوم ھوتی تھیں ، مگر بینائی مطلق نہ تھی - شجاع‌الملک چار برس کئی مہینے بادشاہ مستقل رھا - جب کشمیر کی تسخیر کے لئے گیا اور ساتھ **عطاالله خان** برادر اور ساتھ پسر فتح خان وزیر کے کہ وھاں کا صوبہ دار تھا لڑا ، صوبہ دار مذکور شجاع‌الملک پر غالب آیا اور اس کو وھاں کے قلعہ میں قید کیا - محمود شاہ نے وقوع اس واقع سے قید سے رھائی پاکر پھر زور اور قوت پکڑی اور کابل اور قندھار میں اپنا عمل کر لیا - اور حاجی **فیروزالدین** اپنے بھائی کو ھرات اور خراسان کا حاکم کر کے قندھار دارالسلطنت قدیم سلاطین درانیہ میں استقامت قبول کی - بعد چند روز کے شہزادہ **کامران** پسر محمود شاہ نے ،

شاہ شجاع

که قندهار میں ان کے همراه تها ، کئی بار اپنے باپ سے کہا
که هرات کو حاجی فیروزالدین سے لے کر میرے حواله کیجیے۔
چونکه اکثر قبائل شاهی هرات میں تهے محمود شاه خوب جانتا تها
که حاجی فیروزالدین بغیر لڑے اور مغلوب هونے کے هرات کو
نه چهوڑے گا ۔ اس سبب سے اس باب میں تامل کرتا تها ۔ جب
فتح خان وزیر صوبۂ کشمیر وغیره اور ممالک محروسه کا انتظام
بخوبی کر کے محمود شاه کی خدمت میں حاضر هوا ، تب محمود شاه
نے شهزاده کامران کی خواهش مقدمۂ هرات میں اس سے ظاهر کی۔
وزیر مذکور نے عرض کیا : که اگر آپ کی مرضی هو تو میں
حکمت عملی سے هرات کے قلعه کو خالی کرا سکتا هوں ۔ پس
ظاهر میں محمود شاه سے باغی هو کر بطور جنگ زرگری کے نواح قندهار
میں محمود شاه سے لڑائی شروع کی اور دس پندره روز تک دونوں
طرف سے خالی توپیں چلا کیں ۔ یہاں تک کے سب لوگوں پر کیا
قریب اور کیا بعید ثابت کر دیا که فتح خان نے محمود شاه سے
بغاوت کی اور اس سے لڑتا هے ۔ بعد ظاهر کرنے مخالفت جعلی کے
نسبت محمود شاه کے مقابلۂ فوج سے بهاگ کر ، گویا پناه لینے کے
لئے ، هرات میں پہنچا ۔ شهزاده **فیروزالدین** کو قرینه سے معلوم
هوا که فتح خان مکر و فریب سے هرات پر قبضه کیا چاهتا هے ۔
اس سبب سے بارادۂ مقابله کچھ فوج لے کر شهر کے باهر آیا اور
آمادۂ جنگ هوا ۔ وزیر مذکور نے **دوست محمد خان** اپنے بهائی
اور ایک اور اپنے بهائی کو قلعۂ هرات کی تسخیر کے واسطے مقرر
کیا اور خود حاجی فیروزالدین کے مقابلے کے لئے شهر سے باهر
ٹهہرا ۔ دوست محمد خان اس فوج سے ، که قلعه کی حفاظت کے لئے

مقرر تهی ، لڑ کر اس پر غالب آیا اور تمام مال و اسباب حرم
بادشاهی قلعه کا لوٹ لیا ۔ کہتے هیں که خواجه سرایوں کے ذریعه
سے ازاربند قیمتی دو لاکھ روپیه کا شهزادۂ کامران کی بہن سے چهین
لیا ۔ اس ضمن میں **فتح علی خان** قاچار والی ایران بموجب طلب
اور سازش حاجی فیروزالدین کے تین لاکھ فوج سے هرات کی
تسخیر کو متوجه هوا ۔ فتح خان وزیر اور **حاجی خان کاکر**
فوج ایران سے لڑ کر غالب آئے اور اس کو شکست دی اور
مشهد تک لڑتے هوئے ان کا تعاقب کیا ۔ یہاں تک که والی ایران
اپنے ملک کو چلے گئے ۔ اس اثنا میں خبر لوٹ مال و اسباب
حرم سرائے بادشاهی کے خصوصاً چهین لینا ازاربند کا
شهزاده کامران کی بہن سے سن کر شهزاده کامران کو غصه آیا
اور هرات میں پہنچ کر ، که خالی تها ، اپنا بندوبست کر لیا ۔
فتح خان وزیر کو بهی یه گستاخی اور بے ادبی دوست محمد خان
کی به نسبت مستورات بادشاهی کے نہایت ناگوار گذری اور
دوست محمد خان کو لکھا که میں جب مہم بادشاه ایران اور
حاجی فیروزالدین سے فارغ هو کر پهرونگا تو تجھ کو جان سے
قتل کرونگا ۔ تو نے اس حرکت ناشائسته سے مجھ کو اور میرے
خاندان کو بدنام و روسیاه کیا ۔ دوست محمد خان یه بات سن کر
اپنی جان کے خوف سے بهاگا اور کشمیر میں جا کر پناه پکڑی ۔
صوبه دار کشمیر نے بموجب لکھنے فتح خان کے دوست محمد خان
کو ایک مکان میں ، که تالاب ڈل مشهور هے ، قید کیا ۔
فتح خان فوج ایران اور حاجی فیروزالدین پر فتحیاب هو کر
خوش خوش هرات میں پہنچا اور دوسرے روز شهزاده کامران

کی خدمت میں حاضر ہو کر نذر فتح گذرانی - چونکہ شہزادہ موصوف لوگوں کے طعن و تشنیع اور خصوصی اپنی بہن اور مستورات حرم شاہی کے کہنے سے بد گمان ہو گیا تھا اور اس کو یہ شبہ تھا کہ دوست محمد خان اسی فتح خان کے اشارے سے مرتکب ایسی حرکت کا ہوا ہے دوسرے روز جب فتح خان شہزادہ کے سلام کو قلعہ میں آیا تو شہزادہ موصوف نے آس کو قید کر کے اندھا کرا دیا اور قندھار میں بھیج دیا - محمود شاہ کو اس بات سے نہایت قلق ہوا اور افسوس کیا اور شہزادہ کامران کو بہت ھی نفرین اور ملامت لکھی ، کہ تو نے ایسے وزیر نمک حلال اور بہادر کو بے قصور اندھا کر دیا - پھر جب فتح خان محمود شاہ کے پاس حاضر ھوا تو بادشاہ نے آس کی بہت تشفی اور دلجوئی کی اور چاھا کہ پھر آس کو خلعت دے کر بدستور عہدۂ وزارت عنایت کرے - فتح خان نے عرض کیا : کہ قربانت شوم ! اب کہ میں آنکھوں سے معذور ھو گیا امور وزارت کے کام کیونکر انجام کر سکوں گا - میرے بھائیوں میں سے جس کو آپ لائق سمجھیں آس کو وزیر اپنا مقرر فرمائیں - میرے کسی بھائی کا اس منصب سے سرفراز ھونا گویا کہ میرا ھی ہے - اب مخفی نہ رہے کہ اصل سبب عداوت اور کینہ کا امیر دوست محمد خان اور اس کے بھائیوں کا خاندان درانیہ کے ساتھ ایک تو قتل ھونا سردار پایندہ خان باپ دوست محمد خان کا زمان شاہ کے حکم سے دوسرے اندھا کیا جانا فتح خان وزیر بڑے بھائی دوست محمد خان کا بحکم شاھزادہ کامران - پس یہی باعث تھا کہ سترہ آدمی برادران وزیر مذکور کے اس وقت میں دخیل اور محیط تھے

یہ سب خاندان درانیہ سے منحرف ھوئے اور باخودھا صلاح کی کہ **شجاع الملک** کو تخت سلطنت سے آٹھا کر **میر واعظ** سید صحیح النسب کو ملک خراسان میں بادشاہ بنائیں اور معین اور مددگار ھو کر کسی کو اولاد درانیہ میں سے بادشاہ نہ ھونے دیں - شجاع الملک کہ کشمیر سے رھائی پا کر پشاور میں تھا اور بادشاہ بن بیٹھا آس کو یہ حال معلوم ھوا تو کابل میں جا کر میر واعظ کو بے قصور قتل کیا - کہتے ھیں کہ سید مذکور نے وقت قتل کے باصرار شجاع الملک کے کہا : کہ مجھ کو قتل نہ کر میں بے قصور ھوں اور ھرگز خواھان سلطنت نہیں ھوں - اگر تو نے مجھ کو ناحق قتل کیا تو تیری سلطنت اور سب، درانیوں کی بربادی ھوجائیگی - اس واسطے کہ مظلوم کی آہ بے اثر نہیں ھوتی - چنانچہ یہی بات وقوع میں آئی کہ کابل اور اس نواح کے افغان معتقدان سید مذکور شجاع الملک سے منحرف ھو کر مستعد فتنہ اور فساد ھوئے - یہاں تک کہ شجاع الملک ان لوگوں کے انحراف سے پھر کابل میں نہ ٹھہر سکا اور لاھور میں چلا آیا - **رنجیت سنگھ** ، کہ تمام ملک پنجاب کا اس کے قبضے میں تھا ، اس نے شجاع الملک کا استقبال کیا اور کمال عزت و احترام سے اس کو شہر میں لے گیا - اور ایک اچھے مکان آراستہ میں اس کو اتارا اور بہت ھی تعظیم و تکریم سے پیش آیا - اور اکثر لاکھ دو لاکھ روپیہ اس کے صرف کے لئے دیا کرتا تھا - اس اثنا میں دیوان اور مختار رنجیت سنگھ کا ، کہ یہ دونوں شخص ھندو تھے ، شجاع الملک سے ناخوش ھوئے اور رنجیت سنگھ سے کہا: کہ آپ عبث شجاع الملک کو اس قدر روپیہ دیا کرتے ھیں وہ ھرگز

رنجیت سنگھ

محتاج نہیں ہے - اور اس کے پاس بہت سے جواہر ہیں ، خصوصاً
کوہ نور کہ نہایت بیش قیمت ہے اس کے پاس موجود ہے -
علاوہ اس کے اُس کا ارادہ یہ ہے کہ ملک پنجاب کو تم سے لے لے
اس سبب سے کہ اس کے بھائی **زمان شاہ** نے اپنی طرف سے تم
کو یہاں کا حاکم کر دیا تھا - یہ بات اس کے دل میں مستحکم
ہے اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ پٹھانوں کو
نوکر رکھ کر اس ملک پر حاکم اور مسلط ہو جائے -
رنجیت سنگھ کہ ایک مرد حریص تھا اس نے ان دونوں
ہندوؤں کی بات پر اعتماد کر کے خلاف وضع شجاع الملک
کو قید کیا اور جبر و زبردستی کر کے کل جواہرات
مع کوہ نور شجاع الملک سے چھین لئے اور انواع و اقسام کی
تکلیف اُس کو پہنچائی - القصہ شجاع الملک بیچارہ چند مدت رنجیت
سنگھ کی قید میں رہا - آخر کو پٹھانوں نے ایک سرنگ خوابگاہ
شجاع الملک تک پہنچا کر اُس کو قید سے نکالا اور شجاع الملک
نے کوہستان کی راہ سے مقام **لودھیانہ** میں ، کہ وہاں فوج انگریزی
تھی ، پہنچ کر اُس کی پناہ میں قیام کیا - سرکار انگریزی سے
ایک مدت تک لائق رتبہ اور شان شجاع الملک کے کفالت ہوا کی -

جب **محمد شاہ** نبیرۂ **فتح علی خان** قاچار بادشاہ ایران نے ہرات
پر یورش کیا تب سرکار انگریزی نے حسب درخواست شجاع الملک
کے اپنی بہت سی فوج دے کر کابل اور قندھار میں بھیجا - اور
سرداران انگریزی نے تخت سلطنت خراسان ملک موروثی پر
شجاع الملک کو بٹھا دیا اور اُس کی طرف سے تمام ملک میں عمل کر
لیا ، مگر گردش طالع شجاع الملک سے باوجود مدد اور کمک
سرکار انگریزی کے کابل اور قندھار کے افغانون نے یورش کر کے

شجاع الملک اور مسٹر **مکناٹن** وزیر آس کے کو قتل کیا ۔ آس وقت سرکار انگریزی نے اس ملک سے دست بردار ہو کر اپنی فوج کو ہندوستان میں بلا لیا ۔ اب سردار **پایندہ خان بارک زئی** کے لڑکوں کے کہ جن کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے سن لینا چاہیے (۱): **تیمور قلی خان** (۲) نواب **اسد خان** (۳) **فتح خان** وزیر محمود شاہ کہ جس کو شہزادہ کامران نے اندھا کرایا تھا (۴) **محمد عظیم خان** صوبیدار کشمیر یہ چاروں بھائی ایک ماں سے تھے ۔ (۵) نواب **عبدالصمد خان** کہ اس کو سید **احمد خان** نے مار دیا (۶) امیر **محمد خان** (۷) امیر **دوست محمد خان** کہ سن ۱۲۶۴ ھجری [۱۸۴۷ء] تک زندہ اور رئیس کابل تھا یہ تینوں بھائی ایک ماں سے ہیں ۔ (۸) **جبار خان** کہ جس نے امیر دوست محمد کے قبائل کو کابل میں قید کرایا تھا یہ اکیلا ایک ماں سے ۔ (۹) **کہن دل خان** (۱۰) **شیر دل خان** (۱۱) **مہر دل خان** (۱۲) **پر دل خان** (۱۳) **رحم دل خان** یہ پانچوں بھائی ایک ماں سے ۔ (۱۴) **یار محمد خان** (۱۵) **سلطان محمد خان** کہ رفیق اور ملازم رنجیت سنگھ کا تھا اور سال مذکور تک زندہ اور نوکر والی لاھور کا رہا (۱۶) **پیر محمد خان** (۱۷) **سید محمد خان** یہ بھائی ایک ماں سے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ تمت ۔

ضمیمه ۱

نسب سلاطین درانیه

(طبق واقعات درانی)

۱ - ابراهیم خلیل‌الله

۲ - اسحاق

۳ - یعقوب

۴ - بنیامین

۵ - قیس عبدالرشید

۶ - سربن — بینن — غرغشت

۷ - شرف‌الدین شرخیون — خیرالدین خرشیون

شیرانی — ۸ - ترین — بهریچ — میانه — اورتڑ

۹ - ابدال

۹ - ابدال

۱۰ - زیرک — پنج پاؤ

۱۱ - پوپل — الکو — بارک

اسماعیل — حسن — ۱۲ بامی — بادو — غبغب — فلند

۱۳ - صدو — صالح — علی خان — رهتک — اورک

۱۴ - خواجه خضر — کامران

حیات سلطان

عبدالله خان

محمد زمان خان

احمد خان

۱۵ - احمد شاه درانی

۱۵ - احمد شاه درانی

- تیمور شاه
- سلیمان
- سکندر
- پرویز
- کچھ غیر معروف اولاد

تیمور شاه:

- همایون
- محمود شاه
- زمان شاه
- عباس
- شجاع الملک
- شاه پور
- نیروزالدین
  - کچھ غیر معروف اولاد

ضمیمه ۲

نسب سلاطین درانیه

(دیگر منابع کے مطابق)

۱ - قیس عبدالرشید

۲ - سره بن

۳ - شرف‌الدین شرخبون

۴ - ترین

۵ - ابدال

۶ - رجڑ المعروف به رزر

۷ - عیسی

۸ - سلیمان المعروف به زیرک

- ۹ - پوپل
- بارک
- الکو
- موسیٰ

۱۰ - حبیب

۱۱ - باسی خان
|
۱۲ - گنی
|
۱۳ - بہلول
|
۱۴ - معروف
|
۱۵ - عمر
|
صالح
۱۶ - اسد اللہ عرف سدو
|
۱۷ - خواجہ خضر خان
|
۱۸ - شیرین خان
|
۱۹ - سر مست خان
|
۲۰ - دولت خان
|
۲۱ - محمد زمان خان
|
۲۲ - احمد خان (احمد شاہ درانی) ذوالفقار خان
|
سلیمان ۲۳ تیمور شاہ سکندر پرویز
|
ہمایون ۲۴ - محمود شاہ ۲۵ - زمان شاہ ۲۶ - شاہ شجاع الملک غیرمعروف اولاد

ضمیمہ ۳

(الف) منازل مابین پشاور و کابل

(طبق واقعات درانی)

مسافت فی منزل : اکثر سات آٹھ کوس اور بعض دس کوس -

کل راہ : تخمیناً ایک سو بیس (۱۲۰) کوس -

وقت : چھ سات روز -

پشاور
|
۱ - جمرود (سات کوس)
|
۲ - گڑھی لعل بیگ
|
۳ - ڈھکا
|
۴ - ہزار ناو
|
۵ - بھٹی کوٹ
|
۶ - علی نعمان
|
۷ - چار باغ
|
۸ - نیملا
|
۹ - گندمک

۱۰ - سرخ رود

۱۱ - خکدله

۱۲ - باریکاب

پیادہ کا راستہ

بت خاک

شاہی فوج اور قافلوں کا راستہ

۱۳ - ترین

۱۴ - چھوٹا کابل

۱۵ - کابل
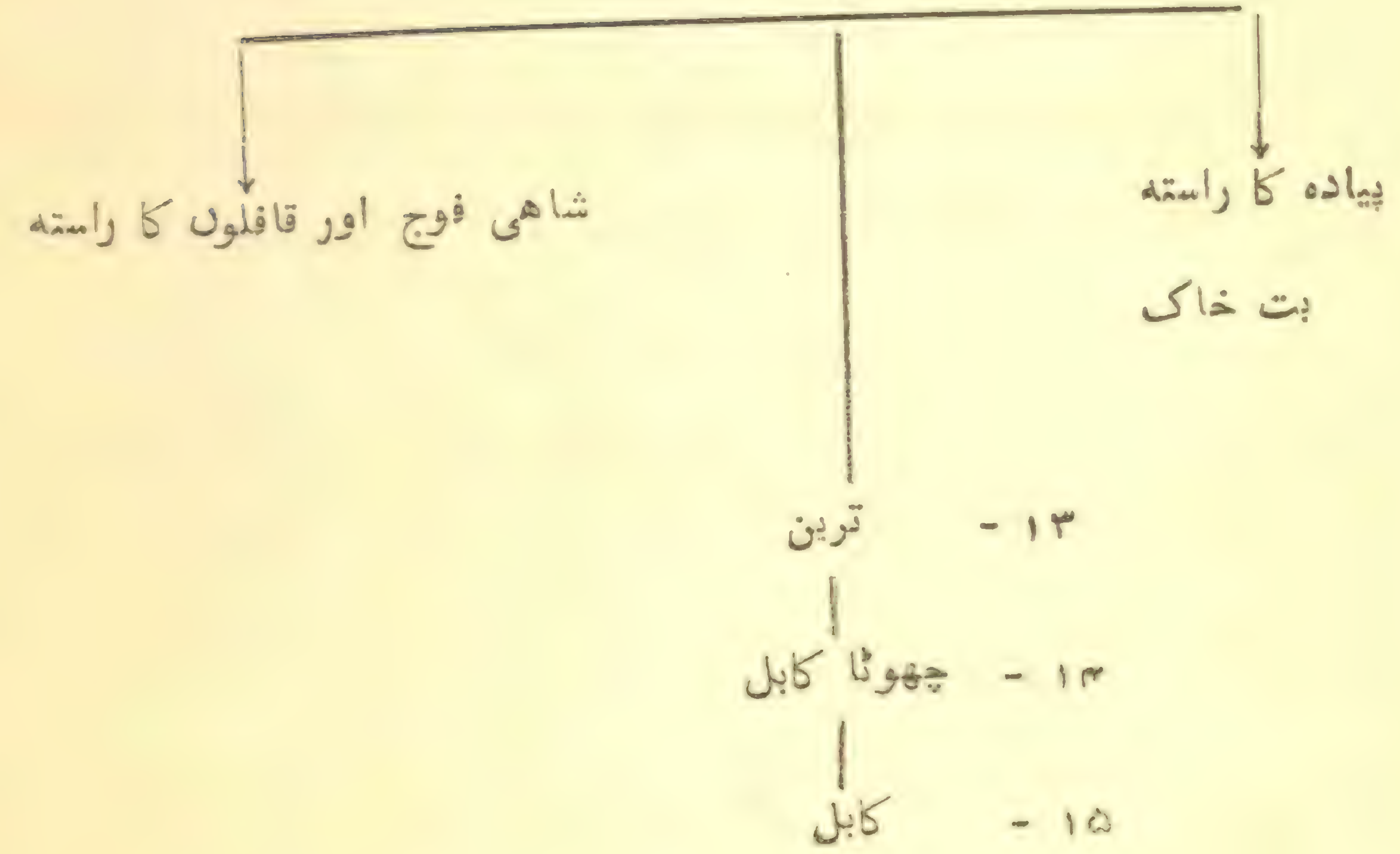
(ب) منازل مابین کابل و قندھار

مسافت فی منزل : اکثر بارہ ، تیرہ ، چودہ اور بعض سولہ کوس ۔

کل راہ : سوا دو سو (۲۲۵) کوس ۔

وقت : مذکور نہیں ۔

کابل

۱ - قلعۂ قاضی
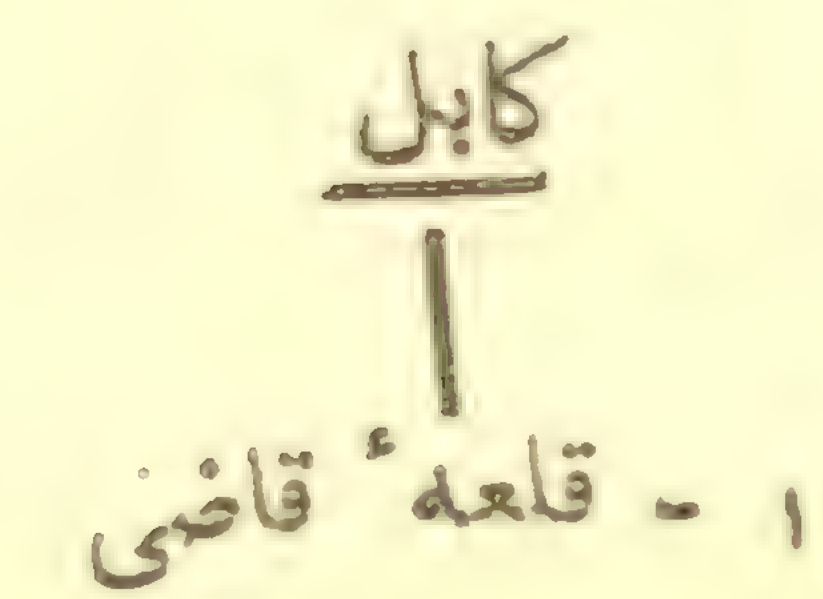
۲ - قلعۂ میدان

۳ - پل دردک

۴ - قلعۂ تکیہ

۵ - قلعۂ شش گاو

۶ - غزنین

۷ - قلعۂ نای

۸ - قلعۂ قرہ باغ

۹ - قلعۂ کاریز غوچان

۱۰ - قلعۂ مکوڑ (موکور)

۱۱ - چشمۂ سرہ

۱۲ - قلعۂ ترین

۱۳ - قلعۂ قلات

۱۴ - قلعۂ تیر انداز

۱۵ - صفا

۱٦ - کاریز علیہدو

۱۷ - قندھار

(ج) منازل مابین قندھار و ھرات

مسافت فی منزل : اکثر دس گیارہ بارہ اور بعض پندرہ کوس ۔

کل راہ : ڈھائی سو (۲۵۰) کوس

وقت : سوار دس روز اور پیادہ پندرہ روز ۔

قندھار

۱ - کوکران

۲ - اشوقہ

۳ - سنگیسار

۴ - کشکی نخود

۵ - خاک چوپان

٦ - کریش

۷ - شوراوک

۸ - دلخک

۹ - خاشرود

۱۰ - پیکوام

پیادہ اور سواروں کا راستہ | شاہی فوج اور سوداگروں کا راستہ

گرماب ← ھرات

فرہ ← ۱۱ - سبزوار

گرما

۱۳ - گرانی

۱۴ - شوز

۱۵ - قلعۂ علی زائی

۱٦ - قلعۂ قاضی

۱۷ - رباط اول

۱۸ - رباط دوم

۱۹ - رباط مستوفی

۲۰ - ھرات

(د) منازل مابین ہرات و چشت

مسافت فی منزل :
کل راہ :
وقت :
} مذکور نہیں ۔

ہرات
|
۱ - میروان
|
۲ - آبا
|
۳ - قلعۂ صبرز
|
۴ - چشت

ضمیمہ ۴

سنین شاہان درانیہ

	ہجری قمری		میلادی
(۱)	۱۱۶۰	احمد شاہ درانی	۱۷۴۷
(۲)	۱۱۸۷	تیمور شاہ (۱) کا بیٹا	۱۷۷۳
(۳)	۱۲۰۷	زمان شاہ (۲) کا بیٹا	۱۷۹۳
(۴)	۱۲۱۵	محمود شاہ (۲) کا بیٹا	۱۸۰۰
(۵)	۱۲۱۸	شجاع الملک (۲) کا بیٹا	۱۸۰۳
(۶)	۱۲۲۴	محمود شاہ (۲) کا بیٹا	۱۸۰۹
(۷)	۱۲۳۴	ایوب (۲) کا بیٹا	۱۸۱۸

ضمیمه ۵

فرهنگ نامانوس الفاظ

آقجه: دریا کا وه حصه جهاں دریا دو شاخوں میں بٹ کر سمندر میں گرتا ھے -

الوس (آل) : خاندان - قبیله - عوام -

بان : راکٹ - ھوائی -

بطریق منقلا : فوج کے اگلے حصے کی جنگ -

پٹے باز: سیدھی، لمبی ، چوڑی دو دھاری تلوار چلانے والا -

پیش جنگی : فوج کے اگلے حصے کی جنگ -

جزائر (جزائل) (ج) : بڑی بندوق - ٹیک والی رائفل -

جنگ قراولی : فوج کے اگلے حصے کی لڑائی -

جیغه (ج) : وه زیور یا هیرا جو پگڑی میں استعمال کیا جاۓ -

چپاولی (چ و) : حمله -

راوت : سپاهی - مالیه وصول کرنے والا -

زنبورچی : چھوٹی توپ چلانے والا -

زنبورک (زبر) : چھوٹی توپ -

سزاول (س و) : نمبردار - ماهوار مالیه وصول کرنے والا -

قراول: (ق و) پاسبان - پهره‌دار - فوج کا اگلا دسته -

قلما قنیاں : (ق) قلماق تاتاری عورتیں جو شاهی محلات میں پهره‌دار اور پولیس کے فرایض سرانجام دیتی تھیں -

منقلا (مق) : نائب سفیر - فوج کا اگلا دسته -

هراول (ه و) : فوج کا اگلا دسته - پیاده فوج -

ضمیمه ۶

مراتب و القاب

(تصریحات کے لئے بیشتر کتاب **تیمور شاه‌درانی** تالیف عزیزالدین فوفلزائی سے استفاده کیا گیا ھے)

آخته بیگی : Grand equerry master of the horse. وه افسرجس کے سپرد شاهی گھوڑوں کا انتظام هو -

اردو باشی :لشکر کا سردار -

اشرف‌الوزراء : وزیر اعظم -

امیر لشکر : جنرل -

امین الملک : سرکاری املاک کا سب سے بڑا افسر جو ان املاک کی آمدنی کا نگران بھی هوتا تھا -

ایشیک اقاسی : وزیر دربار - هوم منسٹر -

خارجی باشی : ناظر امور خارجی -

خانخانان :

Lord of Lords. Title of

the grand wazir (Steingass)

ده باشی : دس سپاهیوں کا فوجی افسر -

دیوان بیگی : حکومت کے سکرٹریٹ (دیوان اعلیٰ) کا سب سے بڑا افسر - چیف سکرٹری -

سپه سالار : فوج کا سب سے بڑا افسر -

شاهنکچی باشی : افواج خاصه کا کمانڈر -

صوبه‌دار : سپه دار - نایب الحکومه - فوجی لشکر کا سردار - گورنر - وایسراۓ -

عرض بیگی : مدیر عرائض - دربار کی طرف سے لوگوں سے عرضیاں وصول کرنے والے

ادارے کا سب سے بڑا افسر ۔

قللر آقاسی : فوج کا کماندان ۔

The Commander or leader of the troops (Steingass).

مدارالمہام : وزیر ۔

Minister.

مستوفی : حکومت کے سب سے بڑے سکرٹریٹ (دیوان اعلیٰ) میں چند آدمی اس خدمت پر مامور ہوتے تھے اور سکرٹریٹ چلاتے تھے ۔

مہماندار باشی : مدیر تشریفات و معین دربار ۔

Chief Protocol Officer.

میر آتش : میر بزن ۔

میر آخور : باربرداری کے سرکاری حیوانات کا انتظام کرنے والا سب سے بڑا افسر ۔

میر بزن : کوتوال اور رات کے محافظین کا افسر ۔ اسے میرآتش اور میر شب بھی کہتے تھے ۔

نسقچی :

The imperial body-guard (Steingass).

نشقچی باشی (نسقچی باشی):

The imperial body-guard Commander.

بادشاہ کے محافظ دستوں کا افسر ۔

وکیل الدولہ : یہ وزیر ہوتا تھا جو نایب السلطنت ، صدر اعظم اور مشاور بزرگ ہوتا تھا ۔ سول اور فوج کا سب سے بڑا افسر بھی یہی سمجھا جاتا تھا ۔ اور دارالسلطنت سے بادشاہ کی غیر حاضری میں تمام امور سلطنت سرانجام دیتا تھا ۔

وکیل رعایا : دارالسلطنت سے دور دراز علاقوں میں بادشاہ کی طرف سے ایک نمایندہ افسر مقرر ہوتا تھا جو وہاں سے زمین ، مواشی اور تجارت کے محصولات کو جمع کر کے شاہی خزانہ میں بھجوا دیتا تھا ۔

ہرکارہ باشی : سیاسی اخبار کا محافظ جو احوال کو لکھتا بھی رہتا تھا ۔ آج کل کے ہوم سکرٹری کے برابر کا عہدہ تھا ۔

یوزباشی : سو سپاہیوں کا فوجی افسر ۔

ضمیمہ ۷

فہرست اعلام

الف

ش

ص

ظ

ع

ن

ضمیمہ ۸

فہرست اماکن

الف

د

ڈ

ذ

ر

ش

ص

ع

غ

ف

ق

ک

گ

ل

م